ارمغان یوسف

ما شآء اللہ لا قوۃ الا باللہ

ارمغان یوسف

در جواب

کتاب میزان الحق

"مذہب ایک درخت ہی جسکی جڑ ایمان شاخین خوف خدا پھول حیا اور ثمر سخاوت ہی"

قول حضرت علی علیہ السلام

در مطبع دبدبہ احمدی لکھنؤ مطبوع شد

کتابین ملنے کا پتہ
سید مشاد علی و سید امداد علی تاجران کتب
چوک ... لکھنؤ

مین اس ناچیز تصنیف کو اپنے پیارے دوست آغا میر یوسف صاحب کے
نام کے ساتھ معنون کرتا ہون - مرحوم کی قبل از وقت موت کا داغ
ایسا نہین جو کبھی مٹ سکے یہ کتاب خصوصاً اُن ناظرین کے دلمین جو
مرحوم سے واقف تھے انکی یاد تازہ کرتی رہیگی -

محمد نواب علیخان

دیباچہ

میرے دوست اور عنایت فرما نواب شاہ عالم میرزا صاحب اور شیخ اکبر حسین صاحب جب کبھی تشریف لاتے تھے تو اکثر فرصت کے اوقات میں مختلف مضامین پر مباحثے اور مناظرے ہوا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ شیخ اکبر حسین صاحب آئے تو پادری فانڈر صاحب کی کتاب میزان الحق دیکھکر مجھسے جواب لکھنے کی فرمایش کی۔ ہر چند عذر کیا لیکن مرز اکب سنتے ہیں۔ آخر لکھنا ہی پڑا۔ میزان الحق تین باب پر تقسیم کیگئی ہے۔ دو باب کا جواب حصہ اول میں ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ تیسرے باب میں وہ اعتراضات ہیں جو مصنف میزان الحق نے قرآن مجید اور جناب رسول مقبول کے حالات زندگی پر کیے ہیں۔ دوسرے حصہ میں صرف انھیں کا جواب ہوگا۔ اس کتاب میں قولہ اور اقول کی پابندی نہیں کی گئی اور اسلیے کتاب میزان الحق کی تمام عبارت نقل کرنے کی ضرورت بھی نہیں پڑی۔ البتہ جس مقام پر بغیر اسکے کوئی چارہ نہ دیکھا گیا وہاں بقدر ضرورت میزان الحق کی عبارت نقل کیگئی ہے۔ مضامین کی سرخی بعینہ وہی ہے جو مصنف میزان الحق نے اپنی کتاب میں رکھی ہے۔ عموماً مسیحیوں کا طرز تحریر اسلام کے مقابلہ میں اور خصوصاً جناب رسول مقبول کی ازواج مطہرات وغیرہ کے تذکرے کے وقت نہایت گستاخانہ ہوتا ہے لیکن کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان بھی جواب دیتے وقت ویسے ہی ناملائم الفاظ استعمال کریں۔ حتے الامکان میں نے بھی کوشش کی ہے کہ میری کتاب میں بیہودہ مذاق اور ناملائم الفاظ کا نشان تک نہ ہونے پائے

دیباچہ کتاب میزان الحق

دیباچہ مین مصنف نے پانچ شرطین تحریر کی ہین اور جنکے نسبت انکا بیان ہی کہ
کلام خدا انھین پانچشرطون سی پہچانا جا سکتا ہی۔ وہ شرطین ذیل مین تحریر کیجاتی ہین
"پہلی شرط یہ ہی کہ الہام حقیقی آدمی کی روح کی خواہش اور تمنا جو ہمیشہ کی خوشی کا پانا ہی
پورا کرے اور روح کی یہ خواہش کئی قسم پر ہے"
"پہلی قسم یہ ہے کہ آدمی اپنے نسبت اور خدا کے نسبت حق باتین جاننے کا محتاج
ہی یعنے آدمی کو لازم ہی کہ معتبر خبرین خدا کی صفتونکی بابتہ جانے اور خدا کے احکام اور اپنے
پیدا ہونیکے مطلب سی خبردار اور اوسکے انجام کرنیکے علاج سی آگاہ ہوی کیونکہ اگر آدمی
ان مطلبون سے واقف نہوا اور انکو خوب نجانے تو حقیقی خوشی کو کیونکر پہونچ سکیگا"
دوسری قسم یہ ہے کہ آدمی اپنے گناہون اور تقصیرون کی معافی حاصل
کرنے کا محتاج ہے یعنے آدمی کا دل اسے بتلاتا ہے کہ وہ اپنے پروردگار کے
سامنے تقصیروار اور گناہ گار ہے کیونکہ اسکا دلی انصاف اسپر ظاہر کرتا ہی
کہ جو فکرین اور باتین اور چال چلن اسکو لازم ہین عمل مین نہ لایا بلکہ اکثر مرتبہ
برعکس اسکے کیا پس خدا کے سامنے گناہگار ہی۔ اور جو کوئی اپنے باطن کے
احوال سے خبردار اور اپنے تئین فریب دینے کے ارادے مین نہ ہووے
وہ بالضرور اپنی تقصیرون پر اقرار کرے گا پھر ظاہر ہے کہ آدمی بہرصورت

طرح طرح کے گناہون سے خدا کے سامنے تقصیروار اور قرضدار ہی
اس حال مین لازم ہے کہ آدمی اپنی تقصیرون کی سزا سے نجات پاوے
اور اپنا قرض ادا کرے نہین تو اس خوش حالی کو جو صرف خدا مین ہے
نہ پہونچ سکیگا کیونکہ تقصیروار اور گناہگار کسی طرح اپنے پروردگار کا مقبول
نہ ہوگا۔

"تیسری قسم یہ کہ گناہون کی معافی کے سوا آدمی کی روح نیک و پاک
ہونے کی بھی محتاج ہے یعنے آدمی کو لازم ہے کہ روز بروز خوبی اور
پاکیزگی مین ترقی کرے اور کمال کو بہم پہونچا کر خدا کا مقرب ہو جاوے
کیونکہ جب تک روح کی یہ خواہش حاصل ہو اور باطن پاک و صاف نہ ہووے
خدائے مقدس کی رضامندی بھی اسکو نہ ملے گی اور اس سبب سے کہ
آدمی کی حقیقی خوش حالی اس باطنی پاکی پر موقوف ہے جو بغیر اسکے وہ
حقیقی خوش حالی حاصل نکر سکے گا۔ اور آدمی کی روح کے لیے تینون
خواہشین اس عمدہ آرزو کے اندر جو ہمیشہ کی خوش حالی کا پایا جاتا ہے
صاف پائے جاتے ہین اس صورت مین جب تک آدمی حقیقت کو
نہ پاوے اور اسکے گناہ سب معاف نہ ہون اور اپنے دل کی صفائی کو
نہ پہونچے اس ابدی اور حقیقی خوش حالی کا مزہ جو صرف خدا مین ہے نہ چکھیگا
اور اس خواہش کے حاصل کرنے کی آرزو بت پرستون مین بھی پائی جاتی ہے

چنانچہ وہ بھی آپکو حقیقت کا محتاج جانتے ہین اور اپنے گمان کے
موافق گویا ہمیشہ حق کے طالب ہین اور انکی قربانیان وغیرہ یقینی دلیل ہین کہ
اپنے تئین گناہ گار اور معافی کا محتاج جانتے ہین کیونکہ چاہتے ہین کہ
انکے وسیلے سے معافی حاصل کرین اور انکی طرح طرح کی ریاضتین اور نذرین
اس بات کی گواہ ہین کہ پاک ہونے کی آرزو اور خواہش انکو بھی ہے اور
انھین سببون سے یقین ہے کہ بت پرستون پر بھی حقیقی خوش حالی کی تمنّا
اور خواہش عاید ہوی ہے پھر جب تک خواہشین جو خدا نے آدمی کی
روح مین بٹھادی ہین پوری نہوین آدمی خوش حال اور سعادت مند
نہ ہوسکےگا۔ اور ذکر ہو چکا کہ کوی آدمی اپنی روح کی خواہش اور تمنّا کو
نفس کی لذت اور عقل کی قوت سے نہین رفع کرسکتا اور حالانکہ خدا نے
اس خواہش کو صرف اسی واسطے روح مین نقش کردیا ہے کہ پوری ہوے
اور آدمی اسی طرح ہمیشہ کی خوش حالی حاصل کرے۔ پس چاہیے الہامی
کتاب مین ایسی راہ بتای جاے جس سے آدمی کی روح کی وہ خواہش
اور تمنا پوری ہو کیونکہ خدا کے الہام کا مطلب یہی ہے کہ انکو حاصل کرے وے
اور آدمی کو نیک بخت بناوے ورنہ الہام بے فائدہ ہوگا سو یہ غیر ممکن ہے
کہ الہام الٰہی بے فائدہ ہو پس ہر ایک مذہب کی کتابین اگر روح کی
خواہش اور تمنا پوری نکرین تو یہی بہت بڑی دلیل ہے کہ وے کتابین

مذہب خدا کی طرف سے نہیں ہین۔

"دوسری شرط یہ ہے کہ چاہیئے کہ الہام حقیقی اس شریعت اور انصاف کے ساتھ جو خدا نے آدمی کے دل مین نقش کیا ہے بیس رکھتا ہو اور انصاف وہ باطنی قوت ہے جو خدا نے ہر ایک کے دل مین ایسی نقش کر دی ہے کہ ہرگز نہین مٹتی اور آدمی اس سے بھلے بُرے ظلم و عدل خدا کے پسند و ناپسند ہونے کی تمیز اور سزا و جزا کے لایق ہونے مین تفاوت جانتے ہین اکثر قومون مین انصاف کا تشخص و تمیز کرنا یہانتک مطابق پڑتا ہے کہ جھوٹھ بولنے فریب دینے زناکاری چوری رہزنی قتل وغیرہ کو بُرا سمجھ کے سزا کے لایق جانتے اور راستی اور بے ریائی اور مہربانی اور رحم دلی کو اچھا اور آخر کے سزاوار گنتے ہین پس چاہیئے کہ الہام حقیقی اس انصاف کی قوت و شریعت سے موافقت اور مطابقت رکھے ایسا کہ جس چیز کو وے انصاف بُرا اور ناحق اور خدا کے ناپسند اور سزا کے لایق سمجھاوے الہام حقیقی بھی اُسے ویسا ہی بیان کرے کیونکہ نہین ہوسکتا کہ خدا کا الہامی کلام انصافی شریعت کے برخلاف بیان کرے وحال آنکہ شریعت انصافی خود خدا نے آدمی کے دلمین ثبت کر دی ہین مگر یہ ہوسکتا بلکہ ضرور ہے کہ اسے اور بھی اچھی طرح سمجھا دے اور زیادہ تر بیان و عیان کرے"

"تیسری شرط یہ ہے کہ جب خدا نے آدمی کے دلی انصاف مین اپنے تیئن مقدس اور عادل بیان کیا ہے اور ان صفتون کے مطابق خدا تعالے نے دوست رکھنے والا اور اجر دینے والا بدکارون کا ہے پس چاہیے کہ الہام حقیقی بھی خدا کو انھین صفتون مین بیان کرے اور جسطرح کہ دلی انصاف نیکی اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لیئے آدمی کو ابھارتا ہے اسی طرح چاہیئے کہ الہامی کتاب بھی آدمیون کی فکر اور مقصد کو اسی طرح بیان کرے اور اسکے حاصل کرنے مین آدمی کو ابھارے یہانتک کہ آدمی صرف ظاہراً نہین بلکہ باطناً بھی پاک اور پاکیزہ ہووے جیسا کہ خدا پاک ہے۔"

"چوتھے شرط یہ ہے کہ جب خدا قدیم اور مطلق اور اپنی ذات وصفات مین تغیر وتبدل سے دور اور پاک ہے پس لازم ہے کہ الہام حقیقی بھی اسے ویسا ہی بیان کرے جیسے خدا نے آپکو موجودات سے بیان کیا ہے یعنے جسوقت عقل کی نظر سے موجودات پر ملاحظہ ہوتا تو سمجھا جاتا ہے کہ خدا قدیم وقادر وعالم وحکیم ورحیم اور آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا ہے پھر لازم ہے کہ الہام حقیقی بھی خدا کو ویسا ہی بیان کرے۔"

"پانچوین شرط یہ ہے کہ الہام حقیقی مین معانی کا اختلاف نہو یعنے لازم ہے کہ خدا کے الہامی کتابون مین سب عمدہ مطلب اور تعلیمین آپسمین موافق اور مطابق ہون کیونکہ غیر ممکن ہے کہ مطلب اور تعلیم آپس کے برخلاف ہوتے

ہوے دونون سچ ہون اور کلام کا اختلاف نامضبوطی ونقص کو ظاہر
کرتا ہے اور اسلیئے کہ خدا مین جو کامل اور تغیر سے پاک ہے ان ناقص صفتون کا
ہونا محال ہے پس یونہی خدا کے کلام مین بھی ایسی بات کا ہونا محال ہے
لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کلام جس مین اوپر کی شرطین سب پای جاتی ہین
اور جو انھین کی روسے الہام حقیقی اور خدا کا کلام ہے ایسی مطلبون اور
حقیقتون کو بیان کرتا ہو جو اللہ تعالے کے بھید ہین اور انسان کے عقل کے
احاطہ کے باہر ہین۔ اسطرح پر کہ آدمی اپنی ضعیف عقل سے خدا کی بیان کی
ہوی باتون کے عالی مضمونون کو نہ پہونچ سکے کیونکہ خالق کا علم وحکمت
آدمی کے علم وحکمت سے نہایت زیادہ ہے ہان ایسے بھید جو عقل کے
درک سے باہر ہون الہامی کتاب مین ہوسکتے ہین کیونکہ خدا کا بیان موجودات
کے ساتھ بھی ایسے بھیدون سے بھرا ہے کہ آدمی کی عقل انھین دریافت
نہین کرسکتی اور ہر چند کہ آدمی موجودات کی قوتون کو ہمیشہ کام مین دیکھتا
اور نت انسے فائدہ اٹھاتا ہے تو بھی باطنی کیفیت وسبب کو نہین دریافت
کرسکتا اور سوا اسکے ممکن ہے کہ خدا تعالے اپنی الہامی کتاب مین
بھی اپنی ذات پاک مین ایسی صفتین ظاہر وبیان کرے کہ جنمین کئی موجودات مین
ان صفتون کے مثل ومانند نہ ہون اور انسان کے عقل کے دخل سے
باہر ہون کیونکہ ممکن بلکہ واجب ہے کہ خدا کی ذات پاک مین ایسی صفتین ہون

کہ خاص خدا ہی مین ہون اور کسی مخلوقات مین ویسی نہون تاکہ خدا انکی بہت ساری موجودات سے اعلےٰ اور بڑے ہو نہین تو خالق اور مخلوق اور عابد و معبود مین کچھ فرق نہوتا"

مصنف نے آگے جو کچھ لکھا ہے انھین شرطون کو مان کر لکھا ہے اسلیئے ہم بھی انھین شرطون کو تسلیم کرتے ہین۔ اسمین کچھ شک نہین کہ شرط پنجم کے جملۂ آخری یعنے "ممکن ہے کہ خدائے تعالے اپنی الہامی کتاب مین اپنی ذات کی ایسی صفتین ظاہر و بیان کرے کہ کسی موجودات مین ان صفتون کے مثل و مانند نہو الخ" محض تثلیث وغیرہ کے ایسے مسائل کھپانے کی غرض سے اس مقام پر لکھے گئے ہین لیکن اگر ہم انکو تسلیم بھی کرلین تب بھی کوی نقصان نہوگا کیونکہ پیشتر تو اس امر کے ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ کتاب جسمین تثلیث کا ذکر ہے الہامی ہے اور محرف بھی نہین ہوی ہے۔ فقط

پہلا باب

"اس دعوے کے ثبوت مین کہ انجیل اور پرانی عہد کی کتابین منسوخ و تحریف نہین ہوئین۔"

اس باب مین تین فصلین ہین

۱ "پہلی فصل اس بات کے بیان مین کہ قرآن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ انجیل اور کتابین جنکا مسیحیون مین رواج ہے خدا کی طرف سے ہین"

۲ "دوسری فصل اس بات کے ثبوت مین کہ کسی زمانہ مین وہ کتابین منسوخ نہین ہوئین۔"

۳ "تیسری فصل اس بات کے ثبوت مین کہ ان مقدس کتابون نے تحریف اور تبدیل نہین پائی۔"

پہلی فصل

"اس بات کے بیان مین کہ قرآن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ توریت اور انجیل خدا کی کتابین ہین۔"

اس فصل مین مصنف نے آیات قرآن سے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ انجیل اور توریت کلام خدا ہین۔ سلمنا۔ توریت اور انجیل کلام ربانی ہین لیکن مصنف نے اس مقام پر عمداً ایک امر فروگذاشت کر دیا ہے

اس سے ہمکو قطعی انکار ہے کہ یہ کتب مقدسہ جو فی زمانناً مروج ہین کلام خدا ہین یا یہ اپنی حالت اصلی پر قائم ہین یہہ امر آگے چلکر تیسری فصل مین اچھی طرح سے ثابت کردیا جائے گا۔

دوسری فصل

"اس بات کے بیان مین کہ انجیل اور عہد عتیق کی کتابین کسیوقت مین منسوخ نہین ہوئین۔"

ابتدائے عالم سے خدانے ایک ہی دین حق قایم کیا جسکے زمانہ بزمانہ تعلیم وتکمیل کے لیئے انسان ہی مین سے نبی و رسول پیدا کیئے جو اپنے خدا کے پاک احکام کی تبلیغ کرتے تھے اور اپنے پند و نصائح سے لوگونکو راہ راست بتاتے تھے۔ ایک ہی دین حق قائم کیا۔ یہہ خود ایسا جملہ ہے جسکے لیئے بہت کچھ لکھنے کی ضرورت ہے لیکن خوش قسمتی سے ہمارا روئے سخن اُن لوگونکی طرف ہے جو خود اسکے قائل ہین بیشک یہہ وہی دین ہے جو شروع مین آدم اور نوح اور ابراہیم کو تعلیم کیا گیا یہہ وہی دین ہے جسکی تکمیل کے لیئے نبیون اور رسولون پر صحیفے اور کتابین نازل ہوئین اس امر مین مسیحی اور مسلمان دونون متفق ہین کہ سب سے پہلی کتاب ربانی توریت تھی جو حضرت موسےٰ پر نازل ہوئی۔ اس دین حقہ کا اصول اولیہ توحید ہے جیساکہ توریت مین بہت ہی صاف الفاظ مین بیان کیا گیا ہے اور مغلق ہونیکا کوئی پہلو

نہین نکل سکتا ہے چنانچہ توریت کی یہہ آیت " سن لی اے اسرائیل خداوند ہمارا خدا۔ اکیلا ہے[1] "۔ اور صحیفہ اشعیاہ کی یہہ آیت " مین ہی خدا ہون اور کوئی نہین میرے سوا کوئی خدا نہین[2] " اس امر کے شاہد ہے اور اوسکے علاوہ اور بھی بہت سے مقامات ہین جہان اسی قسم کا مضمون پایا جاتا ہے الغرض کتب عہد عتیق توحید مطلق کی تعلیم دیتی ہین اور ذات باری مین کسی کو شریک نہین ٹہراتین۔ برخلاف اسکے کتب عہد جدید کی تعلیم توحید مطلق کی ضد ہے اور ذات باری مین بیٹے اور روح القدس کو شریک گردانتے ہین۔ مسئلہ تثلیث کی تکذیب اسی سے ظاہر ہے کہ کتب عہد عتیق مین اسکا کہین ذکر نہین پایا جاتا اگر واقعی یہہ امر تھا تو جسطرح مسیح کی خبر انبیاے سابق کو تھی اسی طرح تثلیث کی بھی ہوتی انکی لاعلمی سے دو شقین نکلتی ہین یعنے یا تو انکا مشن الہامی نہ تھا یا یہہ عقیدہ مسیحون کا ایجاد کیا ہوا ہے۔ لیکن مسیحی گو انبیاے سابق کو خاطی سمجھتے ہین لیکن تبلیغ کلام مین انکو معصوم خیال کرتے ہین اور اسلیئے انکو کاذب اور مفتری کہنے کی جرأت نہین کرسکتے لہذا شق ثانی صحیح اور درست ہے۔ اور یہہ بھی صحیح نہین کہ تثلیث توحید

[1] توریت کتاب استثناء باب ششم آیت ۴

[2] صحیفہ اشعیاہ باب چہل و پنجم آیت ۵

تعلق کی تکمیل ہے کیونکہ اول تو ذات باری قدیم ہے اور اس مین صفت جدید کا ہونا محال ہے جیسا کہ زبور مین بیان ہوا ہے کہ اے خدا تیری برس پشت در پشت ہے۔[5]

دوسرے تثلیث کو مان لینے پر خواہ مخواہ تمام انبیاے سلف کو ناقص الایمان بھی تسلیم کر لینا پڑے گا۔ یہ فرق تو اصول مین تھا اب گر فروعات کو دیکھے تو ایک دوسرے سے کوئی مناسبت ہی نہین پائی جاتی ایک طرف تو پابندی شریعت کی سخت قید لگی ہوئی ہے اور دوسرے جانب تمام واجبات اور فرائض سے پوری آزادی حاصل ہے مصنف نے اپنی تقریر مین اس امر کا اظہار کیا ہے کہ مسیحی احکام توریت کی روحانی پیروی کرتے ہین لیکن دراصل اسکی کوئی واقعیت نہین اور یہ بیان صرف اس اعتراض سے بچنے کے لیے کیا جاتا ہے جو مسلمان مسیحیون پر پابندی شریعت اٹھا دینے کے وجہ سے کرتے ہین۔ اسمین شک نہین کہ مسیح نے انسان کی باطن پر زیادہ توجہ کی لیکن آپ احکام ظاہری کے ہرگز مخالف نہ تھے شریعت کے معنی ہین وہ راہ جو خدا نے اپنے بندون کے لیے عبادات اور دوسرے معاملات کے لیئے پیدا کر دی ہے اور چونکہ انسان ناقص العقل ہے اسلیئے رسوم ظاہری سے یہ فائدہ ہے کہ انسان کو

[5] ۱۰۲ زبور آیت ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ملاحظہ ہو

پاس ولحاظ اپنے مذہب کا رہتا ہے اور اسکے علاوہ تمام معاملات
دینی و دنیوی مین ایک قسم کی مناسبت قائم رہتی ہے۔ یہی مناسبت
وشابہت دراصل محبت واتفاق کی کنجی ہے۔ قانون سے بھی یہی فایدہ
متصور ہے لیکن فرق اسقدر ہے کہ انسان کے بنائے ہوئے قانون
صرف معاملات دنیاوی سے تعلق رکھتے ہین اور شریعت جسکو قانون
الٰہی کہہ سکتے ہین دین و دنیا دونون سے جسطرح ناممکن ہے کہ کسی سلطنت مین
بغیر پابندی قانون استحکام رہ سکے اسی طرح غیر ممکن ہے اصول مذہب
بغیر پابندی شریعت اپنی حیثیت اصلی پر قایم رہین۔ مسیح نے اپنے شاگردو نسے
شریعت کے فوائد بیان کیئے اور انکو اسکی پیروی کی تاکید فرمائی چنانچہ
آپنے ایکمرتبہ نماز اور روزے کی فضیلت اسطرح بیان فرمائی کہ جب
شاگردون نے آپسے دریافت کیا کہ ہم اس روح نجس کو کیون نہ نکال سکے
توآپنے فرمایا کہ یہہ جنس سوائے دُعا اور روزے کے اور کسی طرح نہین نکلسکتی ہے
ایک اور مقام پر جب یوحنا اصطباغی (حضرت یحیےٰ) کے شاگردون نے
آپسے سوال کیا کہ ہم اور فریسی روزہ رکھتے ہین پھر آپکے شاگرد کیون نہین
رکھتے توآپنے جواب دیا کہ میرے بعد میرے شاگر روزہ رکھین گے۔

۱ؔ انجیل مرقس باب ۹ ۹ہم آیت ۲۸-۲۹

۲ؔ متی باب ۹ہم آیت ۱۴-۱۵-۱۶

آخر مین تو بہت ہی صاف الفاظ مین حکم دیدیا کہ فریسی موسےٰ کی گدی پر بیٹھے
ہین اسلیئے جو کچھ تمہین ماننے کو کہین اُسے مانو لیکن انکی سی حرکتین نہ کرو
کیونکہ وہ کہتے ہین لیکن کرتے نہین ہین[۱] درحقیقت اتباع قلبی کچھ نفوس کاملہ
ہی کے لیئے موضون ہی عوام کے لیے صرف ناموضون ہی نہین بلکہ سخت
مضر بھی ہے چنانچہ اس اتباع قلبی کا اثر جو نصاری پر ہے وہ پوشیدہ نہین
صعود مسیح سے تیرہ سال بعد پابندی شریعت کی قید پولوس کے بدولت
اُٹھ گئی حالانکہ اسوقت تک تمام مسیحی اور خود پولوس بھی احکام ظاہری کے
پابند تھے۔ اس حواری کو مذہب مین اس قسم کے تصرفات کا کوئی اختیار نہ تھا
اور یہہ سراسر مسیح کے حکم کے بھی خلاف تھا آپ اپنی زندگی مین اپنے شاگردونکو
پابندی شریعت کا حکم دیچکے تھے اور اگر اس حکم کی تنسیخ کوئی کرسکتا تھا تو
وہ خود انحضرت تھے۔ لیکن جب آپنے اس امر کے بابت کچھ نہ فرمایا تو
پیروان دین مسیحی کا شریعت کو بالائے طاق رکھدینا صریحا خدا اور رسول کے
حکم کی نافرمانی تھی اور یہی وجہہ تھی کہ بعض یہودی جنہون نے دین مسیحی
قبول کیا تھا باوجود پولوس کے کہنے کی شریعت کے پابند رہے۔ اور
یہہ بیان بھی قابل تسلیم نہین کہ مسیح کے آسمان پر تشریف لیجانے کے بعد
پولوس کو بذریعہ الہام اس امر کی اطلاع دیگئی کیونکہ جب مسیح نے پولوس کو

[۱] متی باب بست و سوم آیت ۱

اس واقعہ کی اطلاع دی تو کیا وجہ تھی کہ دیگر حوارین کو مذہب مین ایسی
عظیم تغیر وتبدل کی اطلاع ندی گئی اور وہ اس سے لاعلم رہے اور اپنے برادر
دینی یعنے پولوس سے خواہ مخواہ اُلجھ پڑے ثانیاً ہمکو اس سے قطعی انکار
ہے کہ پولوس نے اسی دین حق کی اشاعت کی جسکو مسیح نے تعلیم فرمایا تھا
اور جسکا حال پولوس کے تذکرہ مین مفصل عرض کیا جائے گا۔ پس بصورتیکہ
کسی طرح ممکن نہین کہ مسیحی شریعت کو خیرباد بھی کہہ بیٹھین اور گناہ سے بھی
بچے رہین۔ علاوہ برین محض تقلید روحانی بھی کسیطرح کافی نہوگی روحانی کا
لفظ مسیحون کے کتب مناظرہ مین عجیب لطف دکھاتا ہے لیکن مین اُن کو
یقین دلاتا ہون کہ اب اس لفظ مین ذرا بھی شان باقی نہین رہی بلکہ کثرت
استعمال سے ایک ایسی نفرت خیز عفونت پیدا ہوگئی ہی جو اکثر اوقات
ناظرین کے ہیجان سفراویت کا باعث ہوتی ہی مصنف میزان الحق بھی
اس تقلید روحانی کے بابتھ فرماتے ہین کہ اسکے احکام دو قسم کے ہین ایک
ظاہری دوسرے باطنی یعنے روحانی۔ ظاہری یہودیون کے لیئے ہین اور
باطنی مسیحون کے واسطے۔ اس امر کے ثابت کرنے کے لیئے مصنف مذکور نے
ایسے دور از قیاس تاویلات کام لیا ہے جسکا اندازہ وہی شخص خوب
کر سکتا ہی جسنے اس کتاب کے فصل دوم کو پڑھا ہے اس طولانی تقریر سے
یہہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ قربانی کا مدعا خدا کی حمد اور شکر کی روحانی قربانی سے

حاصل ہو گیا اور غسل اور طہارت جسمانی کے بدلے غسل وطہارت
روحانی عمل میں آتی ہے اور یروشلم کے پتھر کی ہیکل کی جگہہ آدمی کا دل روحانی
ہیکل ہے وغیرہ وغیرہ پوری عبارت نقل کرنا طول عمل ہی اسلیئے ختنہ پر مصنف
کی طبع آزمائی کا نتیجہ ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے اس تمثیل مین ایک
خصوصیت یہ بھی ہے کہ پولوس کی قید شریعت اُٹھا دینے کا سبب ہی ختنہ
تھا صفحہ ۷ امین مصنف فرماتے ہین کہ "یہہ ختنہ جو بنی اسرائیل کو امر ہوا تھا ایز
عہد کی ایک ظاہری نشانی ہونے کے علاوہ نفس کی خواہش کاٹ ڈالنے کا
ایک نمونہ تھا جیسا کہ آپ انجیل پر ایمان لانیکے سبب نفس کے خواہشونکو
کاٹ ڈالنا عمل مین آتا ہی کیونکہ اُس شخص کو جو حقیقت مین مسیح پر ایمان لایا
خدا سے ایسی فضل وقوت حاصل ہوتی ہی کہ اپنی نفس کی خواہشونکو زیر کرے
اور خدا کے حکمون پر چلے اور نئی عہد مین خدا کی قوم یعنے روحانی اسرائیلی
یا مسیحی کا نشان یہی ہے پس اس صورت مین ظاہر کا ختنہ ضرور نہین
اس سبب سے کہ اب دلمین روحانی طور پر عمل مین آتا ہے" اس مُبہم
تقریر کا لب لباب یہہ ہے کہ ختنہ جسمانی کے عوض ختنہ روحانی عمل مین
آجاتا ہی۔ غیر مسیحون کے نزدیک یہہ ختنہ روحانی ایک انوکھی چیز ہی اور
یقیناً بہت سے مسلمان جنکو اس کتاب کے مطالعہ کرنے کا اتفاق ہوگا
اس عجیب وغریب ختنہ روحانی کو دیکھکر تعجب کرینگے لیکن انکو یاد رکھنا چاہیئے

کہ دین مسیحی میں اس سے کہیں زیادہ تعجب خیز مسائل موجود ہیں۔ قلب ماہیت
ہی کا ایک ایسا مسئلہ ہے جو بجز مسئلہ تثلیث کے کسی سے کم نہیں اور جسکا مطلب
یہ ہے کہ پادری کے دعا کی برکت سے شیرہ انگور اور نان فطیر منقلب لماہیت
ہو کر حقیقتاً مسیح کا گوشت اور خون بنجاتے ہیں جسکے کھانے سے برادران
دینی کے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ یہ روحانی مردم خوری اُس
ختنہ روحانی سے کہیں زیادہ خوفناک ہے اور جس سے ہر متنفس کو پناہ
مانگنا لازم ہے۔ آمدم برسر مطلب ختنے کی ممانعت کرنے والے بھی پولوس
ہی تھے جنکی ذات سے دین مسیحی میں اسقدر مغائرت ہوئی۔ اسکی وجہ یہ تھی
کہ رومی اور دوسرے بت پرست جنہوں نے دین مسیحی قبول کیا تھا اور جنمیں
حواری اپنا مذہب پھیلانا چاہتا تھا مختون ہونے پر راضی نہ تھے اس لیے
پُولوس نے خوف کھا کر کہ مبادا یہ لوگ میرے قابو سے نہ نکل جائیں ختنہ کے
ساتھ ہی تمام لوگوں کو قید شریعت سے بھی آزاد کر دیا۔ مسیح کبھی ختنہ کے خلاف
نہ تھے بلکہ آپ خود بھی مختون تھے۔ توریت میں ختنہ کا حکم صاف طور پر
مذکور ہے اور یشعیاہ نبی کے صحیفہ کی اس آیت سے یعنی "جاگ جاگ اے
صیہون اپنی شوکت پہن لے اے یروشلم مقدس شہر اپنا سجیلا لباس اوڑھ لے
کیونکہ آگے تجھ میں کوئی نامختون یا ناپاک کبھی نہ داخل ہوگا۔"[۱]

۱ صحیفہ یشعیاہ باب ۵۲۔ آیت ۱۔۲

صاف ظاہر ہے کہ ختنہ جسمانی کا حکم دوامی ہے اور کسی زمانہ اور کسی حالت مین منسوخ نہین ہو سکتا قطع نظر اسکے خود توریت کی آیتون کے مطابق خداوند نے ابراہیم سے ختنے کے بابتھ فرمایا کہ میرا عہد تمھارے گوشت کے ساتھ ابدی عہد ہے اور وہ لڑکا جو مختون نہو گا اپنی قوم سے علیحدہ ہو جائیگا کیونکہ اُسنے میرے عہد کو توڑ ڈالا[1] سابق مین یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ شروع سے ایک ہی دین حق جاری تھا جسکی تعلیم و تکمیل کے لیے انسان ہی مین سے نبی اور رسول مبعوث کیے گئے اور جنپر چند صحیفے اور کتابین بھی نازل کی گئین لیکن اگر غور سے دیکھیے تو یہی تکمیل اسکی تنسیخ بھی ہے۔ تنسیخ سے یہہ مراد نہین کہ معاذ اللہ جو کچھ پہلی کتاب الٰہی مین مرقوم ہے وہ غلط سمجھ لیا جائے اور تمام اصول مذہب اُلٹ پلٹ دیے جائین۔ ہرگز نہین۔ تنسیخ شریعت سے صرف فروعات مین تھوڑا سا تغیر و تبدل ہو جاتا ہے۔ پس مسلمانون کو کچھ ضرور نہین کہ فروعات کے لیے جدید ترین کلام الٰہی کو جو کامل ترین کتب مقدسہ بھی ہے چھوڑ کر توریت و زبور و انجیل سے رجوع کرین جنمین منسوخ شدہ احکام مندرج ہین۔ ہان صرف اسقدر اعتقاد ضرور چاہیے کہ وہ بھی مثل قرآن کے کلام خدا ہین اور ایک زمانہ مین ہزارون بلکہ لاکھون بندگان خدا کو راہ راست بتاتے تھین اور اگر محرف نہوتین تو اسیقدر قابل تعظیم تھین جتنا کہ قرآن۔

---

[1] پیدائش باب ۱۷ آیت ۱۳ و ۱۴

ہمارے رسول کے زمانہ مین تنسیخ شریعت کی ایک اور وجہہ یہہ بھی تھی کہ آپکی شریعت تمام دنیا کے لیئے جاری کی گئی تھی برخلاف شریعت موسوی اور احکام عیسوی کے جو صرف بنی اسرائیل کے لیئے مخصوص تھی۔ تنسیخ شریعت سے کارہائے الہی مین نقص نہین لازم آتا (جیسا کہ مسیحیون کا گمان ہے اور جسکو گھڑی گھڑی استدلال کے وقت پیش کرتے ہین) بلکہ خود حالت انسانی مین تغیر و تبدل واقعہ ہونیکے ایک بہت قوی دلیل ہے۔ انسان کی حالت کسی وقت اور کسی زمانہ مین ایکسان نہین رہتی۔ بعض باتون مین وہ روز بروز ترقی کر رہا ہے اور بعض مین تنزل واقعہ ہوتا جاتا ہے۔ انسان کی جو دماغی اور جسمانی حالت طوفان نوح کے پیشتر تھی وہ اس زمانہ مین ہونا غیر ممکن ہے جسطرح بنی آدم کے خیالات مین ترقی و وسعت ہوتی گئی اسیطرح انکی ضرورتین بھی زیادہ ہوتی گئین اور اسلیئے تجدید شریعت بھی ضروری اور لازمی تھی۔ کبھی ایسا بھی ہوا کہ ایک حکم دوسرے سے منسوخ کر دیا گیا اور اسکی مثالین قرآن مجید کے علاوہ ان کتب مقدسہ مین بھی پائی جاتی ہین جنپر مسیحیون کو اعتقاد ہے چنانچہ توریت مین خدا نے پہلے حکم دیا کہ اے موسیٰ بنی اسرائیل سے کہہ کہ تو میرے لیئے مٹی کی قربانگاہ بنا[1] یعنے مقام عبادت مین کسی تکلف یا صرف کثیر کی ضرورت نہین ہے اور پھر اُسی کتاب مین ایک ایسی عظیم الشان قربان گاہ بنانیکا حکم دیدیا ہے۔ جس مین

---

[1] خروج باب بستم آیت ۲۴ ملاحظہ ہو

ہزارہا روپیہ کا صرف تھا۔ ایک جگہہ قطعی طور پر حکم دیدیا کہ تو اپنے لیے کوئی مورت
یا کسی چیز کی صورت جو اوپر آسمان پر یا نیچے زمین پر یا پانی مین زمین کے نیچے
ہے مت بنا [2]،، لیکن دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ تصویرین بناکر بیری تابوت
کے دونون طرف رکھو [3]۔ غرض اسیطرح اور بھی اکثر واقعات ہین جنسے نسخ
ثابت ہے اور ہمارے مسیحون کا یہ اعتراض صحیح نہوگا کہ اس سے کارہاے
الٰہی مین نقص لازم آتا ہے وہ بھول گئے کہ کتب مقدسہ خدا نے اپنے لیئے نازل
نہین کین بلکہ بندونکے لیے۔ مصنف میزان الحق کا یہہ بیان بھی صحیح نہین کہ
خدا نے کتب عہد عتیق کے ذریعہ سے آدمیونکو خصوصاً بنی اسرائیل کو روز بروز
اپنی پہچان کی طرف کھینچا اور عبادت کے لیے آمادہ اور تیار کیا اور آخر کو
جیساکہ انجیل بیان کرتی ہے خدا نے مسیح کے ذریعہ سے ظاہری عبادات کے
بدلے روحانی اور سچی عبادت مقرر کی کیونکہ ہمنے تمہید مین اس امر کو ثابت
کر دیا ہے کہ مسیح نے کبھی پابندی شریعت کے خلاف حکم نہین دیا بلکہ اسکے لیے
تاکید فرمائی مصنف کا یہ بیان بھی غلط ہے کہ "آخر کو جہان کی سب قومین انجیل کی
سچی عبادت کے فیض کو پہونچین گے"، کیونکہ خود انجیل کی آیتون سے ثابت ہے

[1] خروج باب ۳۰

[2] خروج باب ۲۰ آیت ۴۔۵

[3] خروج باب ۲۵ آیت ۱۸۔۱۹

کہ مسیح کی رسالت خاصہ تھی نہ کہ عامہ چنانچہ اس امر کا اظہار بھی اکثر مقامات پر آپ نے کر دیا۔ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ "میں اسرائیل کے گھر کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"[1] اور زن کنعانی نے فرمایا کہ "لڑکوں کی روٹی لے لینے اور کتوں کے آگے پھینک دینے خوب نہیں" یعنے تو بنی اسرائیل نہیں ہے میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا۔ اور پھر جب حواریوں کو اشاعت دین کے واسطے روانہ فرمایا تو تاکید کر دی کہ عوام کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے شہر میں نہ جانا بلکہ خصوصاً بنی اسرائیل کے گھر کی کھوئی بھیڑوں کے پاس جاؤ۔ پس کچھ شک نہیں کہ آپ صرف بنی اسرائیل پر مبعوث ہوئے تھے اور یسایاہ نبی کے ۴۲ فصل میں ۱ سے ۴ تک جو آیتیں روحانی عبادت کے ثبوت میں پیش کی گئی ہیں اُنسے سوائے ایک نبی مرسل کے بعثت کی خبر کی اور کوئی امر نہیں ثابت ہوتا ہے مصنف فرماتے ہیں کہ یہہ روحانی اور باطنی عبادت سے مراد ہے۔ لیکن اسکے کوئی وجوہات نہیں بیان کیے گئے لہذا یہہ دعوے بلا دلیل ہے اور محض قیاسی طور پر نہیں مانا جا سکتا۔ روحانی عبادت کے بابت اناجیل اربعہ میں کچھ بھی نہیں پایا جاتا۔ ہاں پولوس نے جو خط عبرانیوں کو لکھا تھا اسمیں بالتفصیل اسکا ذکر ہے لیکن مسلمانوں کو اس انجیل مروجہ ہی کے کلام خدا ہونے سے انکار ہے چہ جائیکہ پولوس کے خطوط پر

[1] متی باب ۱۵ آیت ۲۴-۲۵-۲۶- ملاحظہ ہو-

اعتقاد و اعتماد ہو تو وہ اُس جسنے اپنی طبع آزمائی اور حکمت نمائی اور فلسفہ پیرائی سے
اپنے پیشوا کے احکام کی شخصیت اور سادگی کو غارت کردیا توریت کے احکام
ظاہری و باطنی کے نسبت اور اُنکے تعلیمات کا حال ہم پیشتر عرض کر چکے اور یہ بھی
ثابت کر چکے کہ تنسیخ شریعت ضروری و لازمی تھی مصنف مذکور بھی یہی فرماتے
ہین کہ تنسیخ سے خدا ایک ناسمجھ اور ناتوان آدمی کے مانند خیال کیا جائیگا
لیکن ابھی بیان کیا جاچکا کہ اس سے صفات باری تعالےٰ مین کوی نقص
نہین واقعہ ہوتا اور نہ خدا ناسمجھ اور ناتوان قرار پاتا ہے قطع نظر اسکے اگر تنسیخ
شریعت سے خدا ناسمجھ ثابت ہوتا ہے تو تکمیل شریعت سے بھی یہ گتھی کسیطرح
نہین سُلجھتی۔ اگر مصنف میزان الحق کی یہ دلیل صحیح مان لیجاے تب بھی
یہ سوال پیدا ہوگا کہ شریعت موسوی مین حضرت عیسےٰ کو اصلاح دینے کی کیا
ضرورت تھی۔ کیا شریعت موجودہ لوگون کے لیے کافی نہ تھی اگر تھی تو حضرت
عیسےٰ کی تمام اصلاحین فضول و بیکار ٹھہرین اور اگر نہ تھی تو یہ خدا کی ناسمجھی تھی
کہ موسےٰ کے زمانے مین ایک شریعت بنائی اور سیکڑون برس کے بعد عیسےٰ کو
اسکے تکمیل کے لیے بھیجا پہلے ہی سے ایسی شریعت کیون نہ بنائی جو کامل ہوتی
اب رہا خدا کا ناسمجھ اور ناتوان ہونا۔ یہ مسیحیون کے نزدیک تعجب خیز ہونے کے
قابل نہین ہے۔ انکی مقدس کتابون مین اکثر مقامات پر خدا کو ناسمجھ اور ناتوان

سلہ سید امیر علی

لکہا ہے چنانچہ نوح کے زمانہ مین خدا پچھتایا کہ مین نے کیون انسان کو پیدا کیا اور حضرت آدم سے ڈرا کہ نیک و بد کی پہچان مین ہم مین سے ایک کے مانند ہو گیا اب کہین ایسا نہو کہ حیات کے درخت سے بہی کچھ کہائے تو پہر غضب ہی ہو جائے اسلیئے تقدم بالتحفظ کے بے نظیر اصول پر خدا نے آدم کو نکال باہر کیا اور فوراً فرشتون کا پہرہ بہی مقرر کر دیا۔ مصنف نے ایک دلیل یہ بہی پیش کی ہے کہ ترقی علم و عقل تنسیخ شریعت کا باعث نہین ہو سکتی کیونکہ دین کو علم سے کوئی علاقہ نہین۔ بیشک ترقی علم و عقل تنسیخ شریعت کا باعث نہین ہو سکتی لیکن اس سے حالت انسانی مین تغیر و تبدل اور اس سے نئی نئی ضرورتون کا پیدا ہو جانا تنسیخ کا باعث ہوتا ہی یہ بہی ظاہر ہی کہ تمام اوامر و نواہی کتب مقدسہ مین موجود ہین پس ایسی کتاب جسمین منسوخ شدہ باتین مندرج ہون ضروریات شرعی کے لیئے منسوخ ہی سمجھی جائیگی۔ اور یہی وجہ ہی کہ مسلمان قرآن مجید کے نازل ہونے کے بعد انجیل اور توریت وغیرہ کو منسوخ سمجھتے ہین۔ ایک دوسری دلیل جو مصنف نے اپنے دعوے کے ثبوت مین پیش کی وہ یہ ہی کہ کتب عہد عتیق و جدید مین لکہا ہی کہ کلام خدا کبھی نہ ٹلیگا۔ لاریب کلام خدا ابد تک قائم ہی جو کچھ توریت اور انجیل مروجہ مین کلام خدا ہی وہ سب قرآن مجید مین موجود ہی لیکن جسقدر راہبون اور ربیون کا

لہ پیدایش باب سوم آیت ۲۲-۲۳-۲۴ ملاحظہ ہو۔

کلام ہے اسکا البتہ قرآن مین کہین نشان نہین پایا جاتا۔

تیسری فصل

اُس بات کے ثبوت مین کہ محمدیون کا یہہ دعوے کہ کتب مقدسہ تحریف و تبدیل ہوئین باطل ہے''

صعود مسیح کے وقت اون لوگون کی تعداد جو آپ پر ایمان لائے تھے سب مرد اور عورتین ملا کر صرف ایکسو بیس تھی اکثر اون مین گلیلی اور ناصری تھی جو محض مسافرانہ طور پر آپکے ساتھ بیت المقدس مین وارد ہوی تھی اور ان لوگونمین بھی زیادہ تر دہوبی اور ماہی گیر تھے جو محض جاہل اور ناخواندہ تھے یہود قساوت قلب کے لیئے ہمیشہ سے مشہور ہین اوس زمانہ مین جو حضرت سے بغض و عناد تھا وہ اسی سے ظاہر ہی کہ رومی گورنر پالاٹ[۱] کے سامنے سب نے بالاتفاق کہدیا کہ باراباس کو (جو نہایت فاسق و فاجر تھا) چھوڑ دو اور اوسکے بدلے مسیح کو صلیب دیدو[۲]۔ ہمارا دل نہین چاہتا کہ جو جو زیادتیان اون لوگونکے ہاتھ سے مسیح پر ہوئین اونکو بالتفصیل بیان کرین لیکن ظاہر ہے کہ جب بغض و

---

[۱] پالاٹ یا پیلاطوس قیصر روم کی طرف سے یروشلم مین حاکم تھا۔

[۲] جس روز مسیح اور باراباس پیلاطوس رومی کے سامنے حکم آخر سننے کے لیئے لائے گئے تھے وہ یہودیون مین عید کا دن تھا اور فرض ایک واجب القتل مجرم جمہور کی رائے سے آزاد کر دیا جاتا تھا۔ پیلاطوس نے جب یہودیوں سے پوچھا کہ مسیح اور باراباس مین سے کونسا شخص رہا کر دیا جائے تو سب نے بالاتفاق کہا کہ باراباس

عنادکی یہہ کیفیت تھی کہ آپکے بدن کے کپڑے تک اوتار لیے تھے تو اوس کتاب کو
جسمین آپکے نصائح و احکام درج تھے کیونکر چھوڑ دیتے۔ گمان غالب یہی ہے
کہ جسطرح اون سے ممکن ہو سکا اس کتاب مقدس کو تلف کر دیا اسمین کچھ شک
نہین کہ اناجیل اربعہ کے قبل ایک اصلی انجیل ضرور تھی ایک مفسر متی اور لوقا اور
مرقس کے انجیلون کے بابت لکھتا ہے کہ "ایسا گمان ہوتا ہے کہ کوئی علحدہ
اصلی انجیل تھی اور اوسے ان تینون انجیل نویسون نے پڑھ لیا تھا۔ اور اوسکے
بعض باتین اپنی انجیلون مین مندرج کین" نورٹن صاحب نے بھی اس امر کا
اظہار کیا ہے کہ منجملہ محققین جرمن کے ایکھارن نے اپنی کتاب مین بیان کیا ہے
کہ ابتدائے ملت مسیح مین ایک مختصر رسالہ تھا جسمین مسیح کے احوال مندرج تھے[۱]
پادری اسکاٹ صاحب بھی اس امر کا اعتراف کرتے ہین کہ ایک انجیل ان
چار انجیلون کے پیشتر بھی تھی[۲] "لیکن پھر فرماتے ہین کہ وہ صرف زبانی تھی
اور اوسوقت تک ضبط تحریر مین نہ آئے تھے اگر یہہ صحیح ہے تو تحریف کوئی امر
دشوار نہ تھا عام اس سے کہ وہ قصداً ہو یا سہواً۔ عروج مسیح کے بعد سب سے
پہلے پولوس کی وجہہ سے مذہب مین اختلاف پیدا ہوا۔ اسنے پیروی شریعت کی
قید اپنے کلیسا سے اوٹھا دی حالانکہ مسیح کا حکم صریحاً اسکے خلاف تھا۔ بعض

---

[۱] نورٹن صاحب کی کتاب علم اسناد جلد اول کا دیباچہ ملاحظہ ہو

[۲] دیباچہ تفسیر انجیل لوقا صفحہ ۱ ملاحظہ ہو

برادران دینی کے اعتراض پر دو فریق مخالف پیدا ہو گئے چنانچہ ان دونوں کی
لڑائی تاریخ دین مسیحی مین ایک مشہور و معروف واقعہ ہے پولوس کی سوانح عمری خود
قابل بیان ہے لیکن اسکو ہم کسی دوسرے وقت پر بیان کرینگے الغرض تھوڑے
ہی عرصہ مین اس مذہب مین بہت سی شاخین پیدا ہو گئین جنکے عقائد مسیح کے
الوہیت اور ابنیت اور بشریت کے بارہ مین کچھ عجیب و غریب ہین فرقہ دسوطیم
کے نزدیک مسیحؑ پورے خدا تھے فرقہ فطرنوسیہ کا یہہ اعتقاد تھا کہ بیٹے کے
ساتھ باپ بھی مصلوب ہوگیا۔ بعض بزرگوارون کے نزدیک مسیحؑ تو خدا کے
بیٹے تھے لیکن عیسیٰؑ یوسف نجار کے۔ انکا بیان ہے کہ جب عیسیٰؑ نے یوحنا
حضرت یحییٰ سے اصطباغ پایا تو مسیح کبوتر کی شکل مین عیسیٰؑ پر نازل ہوئے
اور اونمین حلول کر گئے جسکی وجہہ سے عیسیٰؑ سے ایسے ایسے معجزہ ظاہر ہوئے
لیکن جب عیسیٰؑ کو یہودیون نے صلیب دی تو مسیحؑ اونکو چھوڑکر پھر آسمان پر
چلے گئے یہی وجہہ تھی کہ عیسیٰؑ نے صلیب پر ایلی ایلی لما سبقتانے کہکر فریاد کی
تھی منجملہ اونکے فرقہ ابنیہ ایک ایسا فرقہ تھا۔ جسکے عقائد عقل سے تعلق رکھتے
تھے اونکے نزدیک مسیحؑ درجہ بشریت سے تو ضرور بڑھے ہوے تھے لیکن
نہ خدا تھے اور نہ خدا کے بیٹے۔ یہہ لوگ شریعت کے پیرو تھے پولوس کو
ملحد اور مشرک خیال کرتے تھے اور صرف متی کی انجیل پر دار و مدار تھا
افسوس ہے کہ ساتوین صدی عیسوی مین اس فرقہ کا خاتمہ

ہو گیا[۱] جن فرقون کا ذکر کیا گیا ہے انمین بعض فرقے ایسے بھی تھے
جو اسی زمانہ مین پیدا ہو گئے تھے جب انجیل نویسون نے اپنی کتابین لکھین غرض
یہہ کہ جس زمانہ مین انجیلین لکھی گئین خدا اور مسیح کے بابت خود مسیحیون مین
اختلاف تھا اور اسی اختلاف مذہبی کے باعث یہہ لوگ تمام عیسائی خلق و مروت
اور بے نفسی کو بالائے طاق رکھکر ایک دوسرے سے سخت نفرت اور دشمنی[۲]
رکھتے تھے جسکے ساتھ ہی تو ہمات بیجا اور خیالات فاسدہ بھی شامل تھے[۳]
اگر اس بانی مین مسیحیون کا صرف ایک ہی مذہب ہوتا تو کم سے کم یہہ ضرور
ماننا پڑتا کہ ان انجیلون پر تمام نصاریٰ کا اجماع ہے لیکن جب یہ حال ہی
کہ ہر فرقہ اپنے کو ایماندار اور اپنی کتابونکو صحیح اور دوسرے فرقون کو مشرک
اور انکی کتابونکو غلط بتلاتا ہے تو پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اناجیل اربعہ
جو کہ ماننا مروج ہین خدا کا کلام ہین اور دین مسیحی کے عقائد کو ظاہر کرتی ہین نہین
یہ تو صرف پیروان پولوس کی عقائد کو ظاہر کرتے ہین جو دوسرے
مسیحیون کے نزدیک مشرک اور ملحد ہین اب ہم کتب عہد جدید کی کیفیت جو

---

[۱] تاریخ کلیسای مسیحی از ڈاکٹر چارلس ہیز صفحہ ۵، ملاحظہ ہو [۲] یوحنا انجیل نویس نے ایک
مصرانیہ کو اپنے دوسرے خط مین لکھا ہی کہ جو لوگ مسیح کی جسمیت کے قائل نہون اونہین سلام نکرنا اور گھر مین نگھسنے دینا
[۳] یوحنا نے جب اپنے تئین کرنتھس کے ساتھ ایک ہی حمام مین دیکھا تو خود دہلے باہر نکل آیا کہ کہین
ایسا نہو کہ حمام کی چھت گر پڑے اور دونون ایک ہی ساتھ مر جائین۔

آج کل مروج ہین بیان کرتے ہین لیکن قبل اسکے ایک امر کا اظہار مناسب معلوم
ہوتا ہے وہ یہ کہ علاوہ اناجیل اربعہ کی اور بھی بہت سی انجیلین اور کتابین
مسیحیون مین بیشتر رائج تھین لیکن فی زماننا حال کے نصاری کا اجماع انھین
کتابون پر ہے اس مقبولیت کی وجہہ بھی دلچسپی سے خالی نہین نیس کے
کونسل کے قبل تمام مستند اور غیر مستند کتابین گرجون مین مروج تھین لیکن اس
کونسل کے بعد سب انجیلین ملا کر کلیسا مین مقام صدر پر رکھہ دی گئین اور بزرگان
دین اور برادران مذہبی نے نہایت خضوع اور خشوع سے دعا مانگی کہ صرف
الہامی کتابین اپنے مقام پر رکھی رہین اور غیر مستند اور جعلی نیچے گر پڑین
چنانچہ اونکی دعا قبول ہوئی اور صرف رائج الوقت کتابین اپنے مقام پر
رکھی رہین کتب عہد جدید مین چار انجیلین ہین جو کلام خدا خیال کی جاتی
ہین (اور جنکے بابت مشہور ہے کہ الہامی طور سے لکھی گئین) کتاب اعمال
(جسمین رسولون کی کوششون کا حال درج ہے) اور کچھہ متفرق خطوط شامل
ہین آخر مین یوحنا کی کتاب مکاشفات ہے اسمین ان باتون کا تذکرہ ہے جو مسیح نے
اسکو عالم رویا مین دکھائین اناجیل اربعہ کے مصنف چار شخص ہین متی
مرقس لوقا یوحنا جنمین متی اور یوحنا حوارین مشہور ہین اور مرقس اور لوقا
اتباع حوارین متی نے سب سے پہلے اپنی انجیل کو ۴۵ عیسوی مین
بزبان قالدی یا آرامی یعنے وہ زبان جو اوس زمانہ مین یہودیون مین

مروج تھی لکھا ہے سنہ ۶۰ع مین اس انجیل کا ترجمہ زبان یونانی مین ہوا لیکن وہ ترجمہ
یا تو شروع سے صحیح نہ تھا یا اوس مین بعد کو تحریف ہوئی ہے چنانچہ گبن صاحب[۵۲]
بھی فرماتے ہین کہ "متی کی انجیل جو زبان عبرانی مین تھی قطعی طور پر گم ہوگئی
اور اوایل کی کلیساؤن کی محنت و وفاداری ضرور قابل الزام ہی جنھون نے
ایک گمنام یونانی کی غیر مستند ترجمہ کو صحیح سمجھ لیا[۵۳]" دوسرے یہہ کہ جب فرقہ
ابنیہ مسیح کی الوہیت کے قائل نہ تھا تو پھر کیسے ممکن تھا کہ وہ لوگ ایسی کتاب کو
تسلیم کر لیتے جس سے اونکے عقائد کے خلاف نتیجہ نکلتا ہے۔ مرقس نے
اپنی انجیل کو سنہ ۶۴ع مین شائع کیا جو واقعات انھون نے انجیل مین لکھے
ہین وہ انکے چشم دید نہ تھی اسوجہہ سے اونپر زیادہ اعتبار نہین کیا جا سکتا
لوقا نے اپنی انجیل سنہ ۵۹ع مین شائع کی اور بہ قول مصنف میزان الحق وہ
پھر پولوس پیغمبر کی مدد اور مباشرت کا نتیجہ تھا" پادری اسکاٹ صاحب
فرماتے ہین کہ "انھون نے اپنی انجیل کو نہایت نکتہ چینی سے لکھا ہے
اور شہادت اصلی ور تمام نوشتونکو آزما کر تمام بیانات بطریق تاریخ ترتیب دیے ہین[۵۴]" لیکن

[۵۱] یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہیے کہ یہ انجیلین دراصل انہین زمانو نمین لکھی گئین تھین۔ یہ وہ تاریخین ہین جو بعض مفسرین نے
محض قیاسی طور پر اپنی کتابونمین لکھی ہین۔ ایک مفسر نے دوسرے سے اکثر اختلاف کیا ہے۔

[۵۲] انگلستان کے ایک مشہور و معروف مورخ کا نام ہی انکی کتاب زوال سلطنت روم الکبرا نہایت مستند خیال کیجاتی ہی

[۵۳] گبن کی تاریخ زوال سلطنت روم جلد سوم صفحہ ۲۱۹ کا حاشیہ ملاحظہ ہو

انکی نکتہ چینی اسی سے ظاہر ہے کہ اُنھون نے اپنی انجیل مین مسیح کو خدا کا
پوتا ثابت کر دیا۔ انکی انجیل پر بھی زیادہ اعتماد نہین کیا جا سکتا کیونکہ
مرقس کی طرح جو واقعات انھون نے لکھے ہین وہ سب سمعی تھے دوسرے
یہ دونون شخص پولوس کے شاگرد تھے جنکی ذات سے دین مسیحی مین اسقدر
مغائرت ہوی۔ کتاب اعمال کے بھی مصنف یہی لوقا ہین۔ یوحنا نے
اپنی انجیل سنہ ۹۶ء مین شائع کی خود انکے کلام سے پایا جاتا ہے کہ یہ پہلے
یوحنا اصطباغی کے شاگرد تھے لیکن جب اُنھون نے عام طور پر مسیح کی
فضیلت بیان کی تو انھون نے مسیح کی شاگردی اختیار کرلی۔ انکی نسبت
ہمین بہت کچھ لکھنا ہے سب سے پہلے تو یہہ امر قابل گذارش ہے کہ وہ
محض جاہل اور ناخواندہ تھے پادری اسکاٹ صاحب کی حسب تحقیق یوحنا
حواری کوی عالم یا فقیہ نہ تھے بلکہ ایک اوسط درجہ کے پڑھے لکھے آدمی تھے
مین نہین سمجھ سکتا کہ "جاہل اور ناخواندہ" کے معنی "اوسط درجے کے پڑھے
لکھے" پادری صاحب کو کس لغت سے دستیاب ہوی۔ بالفرض اگر یہ بھی تسلیم
کرلیا جائے کہ وہ اوسط درجہ کے پڑھے لکھے آدمی تھے تب بھی یہ مضامین
تصوف یہ عالمانہ طرز تحریر جو یوحنا کی انجیل مین پایا جاتا ہے ایک اوسط
درجہ کے پڑھے لکھے آدمی سے غیر ممکن ہے۔ ایک دوسرا امر قابل غور یہ ہے
کہ یوحنا کی انجیل یونانی مین لکھی گئی اس سے تو مسیحیون کو بھی انکار نہین

کہ قید بابل کے بعد یہودی زبان عبرانی بھول گئے تھے اور بابل کی زبان جو کالدی یا آرامی تھی بے تکلف بولتے تھے حتے کہ شریعت موسوی بھی اسی زبان مین یاد کرتے تھے۔ مسیح کے وقت مین اور حوارین کے زمانہ مین یہی زبان رائج تھی۔ گو زبان یونانی بھی مستعمل تھی لیکن عوام اوس سے بے بہرہ تھے اور صرف وہی لوگ جانتے تھے جو اوسکو خاص طور سے حاصل کرتے تھے اور جسکی کیفیت قریب قریب یہی تھی جو آج کل یہان فارسی اور عربی کی ہو رہی ہے۔ یوحنا جو جاہل اور ناخواندہ یا بقول پادری ارکاٹ صاحب "ایک اوسط درجہ کے پڑھے لکھے آدمی تھے" زبان یونانی مین اپنے انجیل کیونکر تصنیف کرسکتے تھے۔ ہان اگر اس انجیل کی زبان آرامی ہوتی تو البتہ یہہ خیال کیا جاسکتا تھا کہ یہہ انجیل اونھین کی لکھی ہوئی ہے مگر یہہ دیکھکر کہ یوحنا کی کتاب یونانی مین لکھی گئی ہمکو خواہ مخواہ اوس مشہور روایت کی اصلیت کا یقین ہوتا ہے کہ یہہ انجیل دراصل یوحنا کی لکھی ہوئی نہین تھی بلکہ اسکندریہ کے ایک طالبعلم نے اونکے نام سے لکھدی تھی[۱] پھر اگر اس انجیل کو مکاشفات کے ساتھ جو یوحنا کی لکھی ہوئی مشہور ہے مقابلہ کیجیے تو ایک دوسرے کے عبارت اور مضامین مین کچھ بھی مناسبت ہی نہین پائی جاتی۔ مسلمان بھی ان لوگون سے اتفاق کرتے ہین جنکا یہ قول ہے کہ اناجیل اربعہ کے نسبت

---

۱ اسٹادلن نے بھی اپنی کتاب مین یہی مضمون بیان کیا ہے۔

یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا اونکے مصنف وہی لوگ تھے جنکے نام سے یہ کتابین منسوب کی جاتی ہین اور بالفرض اگر یہہ بھی درست ہو کہ اونھین لوگون نے لکھین تب بھی اونکے سچے ہونے مین کلام ہوگا۔ حوارین ہرگز راسخ الاعتقاد نہ تھے اور مسیح نے خود اونکو بے ایمان[1] اور شیطان[2] کے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ اونمین رائی برابر بھی ایمان نہ تھا[3] جیسا کہ خود اونکے افعال سے بھی ظاہر ہوگیا۔ مسیح کے گرفتاری کے وقت اونکو سب شاگرد چھوڑکر بھاگ گئے پطرس نے قسمون پر قسمین کھائین کہ مین مسیح کو جانتا تک نہین۔ اور یہوداہ نے تو غضب کیا کہ صرف ۳۰ درہم کی لالچ مین آپکو یہودیون کے ہاتھ مین گرفتار کرا دیا۔ ایک دوسرے حواری طوما اتنے بڑے خوش اعتقاد تھے کہ باوجود مسیح کے بار بار کہنے کے کہ مین تیسرے روز زندہ ہو جاؤنگا انھین ہرگز یقین نہ آیا چنانچہ یہ قصہ یوحنا نے اپنی انجیل کے باب بستم مین اسطرح بیان کیا ہے کہ پھر اسی دن جو ہفتہ کا پہلا دن تھا شام کے وقت جب اس جگہ کے دروازے جہان سب شاگرد جمع ہوئے تھے یہودیون کے ڈر سے بند تھے یسوع آیا اور بیچ مین کھڑا ہوا اور انھین کہا تم پر سلام اور یون کہکے اپنی ہاتھون

---

[1] انجیل متی باب ۱۷ - آیت ۱۹

[2] انجیل متی باب ۱۶ - آیت ۱۹

[3] انجیل متی باب ۱۷ - آیت ۱۹

اور پسلی کو انھیں دکھایا تب شاگرد خداوند کو دیکھکر خوش ہوے اور یسوع نے
پھر انھیں کہا تم پر سلام جسطرح باپ نے مجھے بھیجا ہے مین بھی اسطرح تم مین
بھیجتا ہون۔ اسنے یہ کہکر انپر پھونکا اور کہا کہ تم روح القدس لو۔ جنکے
گناہونکو تم بخشوگے انکے گناہ بخشے جائینگے جنھین تم نہ بخشوگے نہ بخشے
جائینگے۔ اور طوما ان بارہون مین سے ایک جسکا لقب دوسس تھا
یسوع کے آتے وقت انکے ساتھ نہ تھا۔ تب اور شاگردون نے اس سے
کہا کہ ہمنے خداوند کو دیکھا ہے پر اسنے انسے کہا کہ جب تک مین اسکے
ہاتھون مین کیلون کے نشان نہ دیکھون اور انمین اپنی اونگلی نہ ڈالون اور
اپنے ہاتھ کو اسکے پہلو مین نہ ڈالون کبھی یقین نکرونگا۔ گاڈفری ہگنس
ایک مشہور محقق کہتے ہین کہ تعجب ہے کہ مسلمان صرف تحریف اناجیل کا دعوے
کرتے ہین اور یہ نہین کہتے کہ جنکے نام سے یہ کتابین مشہور ہین وہ اونکے مصنف ہی
نہین ہین۔ انجیلون کی ترتیب بھی سمجھ مین نہین آتی کہ کس اصول پر دیگئی ہے۔ میرے
نزدیک اگر باعتبار تاریخ اشاعت ترتیب دیجاتی تو خوب تھا اس سے یہ
فائدہ ہوتا کہ پڑھنے والے کو فوراً معلوم ہوجاتا کہ صعود مسیح کو جسقدر زمانہ
گذرتا گیا اوسیقدر پیروان دین مسیح کے عقائد فاسدہ مین ترقی ہوتی گئی
مسیح کی الوہیت کا ذکر ملاحظہ فرمایئے۔ متی جو سب سے پہلا انجیل نویس ہے
حضرت عیسےٰ کو ہمیشہ ابن آدم لکھتا ہے۔ کتاب بھر مین مسیح کی شان مین

ابن اللہ کا لفظ صرف چار یا پانچ جگہہ پایا جاتا ہے اور وہ بھی معلوم ہوتا ہی
کہ زبردستی ٹھونس دیا گیا ہے۔ لوقا کی انجیل مین الوہیت پر زیادہ زور
دیا گیا ہی۔ مرقس کی انجیل مین اور بھی زیادہ اور یوحنا کی انجیل مین تو
شروع سے آخر تک مسیح کی الوہیت ہی کا ذکر ہے۔ ایک اور بات یاد
رکھنے کے قابل یہ ہے کہ گو طریقہ تصنیف مختلف تھا لیکن دراصل سب
انجیل نویسون کا مدعاے تصنیف ایک ہی تھا اور وہ مدعا احکام دین کی
اشاعت نہ تھی بلکہ صرف مسیح کی سوانح عمری بیان کرنا منظور تھا۔ ہر ایک نے
اپنی طور پر بشارت حمل و تولد مسیح کا ذکر اور آپکے نسب اور بعثت اور معجزون
اور یہود کی مخالفت کا واقعہ تحریر کیا ہے اور آنحضرت کی گرفتاری اور
صلیب پر چڑہایا جانا اور تین روز کے بعد زندہ ہو جانے کا واقعہ بہت
شرح اور ربط کے ساتھ بیان کیا ہی۔ یوحنا نے گو اپنی انجیل بھر مین مسیح کی الوہیت
ہی کا ذکر کیا ہے اور اوسکے بیان مین حد درجہ کا مبالغہ بھی کیا ہی لیکن
آخر الذکر واقعات کے اظہار مین اوسنے بھی اپنے متقدمین کی پیروی کی
ہے اور مرتبہ الوہیت سے درجہ بشریت کی طرف پلٹ آیا ہے۔ یہہ
ترقی معکوس اوس غیر معمولی جوش کا نتیجہ تھی جسکا ذکر آگے کیا جائے گا
بالفعل ہم اس امر کی تحقیق کرتے ہین کہ اناجیل اربعہ الہامی تھین یا نہین اسکے
نسبت ہمکو زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی صرف ہم ناظرین کو

مصنف میزان الحق کی شرط پنجم یاد دلاتی ہین جو اونھون نے الہامی کتابون کے
لئے مقرر کر دی ہے اور جسے ہمنے بھی تسلیم کر لیا ہے اس شرط کے اعتبار سے
اناجیل اربع کے واقعات اور تعلیمات نہ صرف ایک دوسرے سے بلکہ
کتب عہد جدید کی باقیماندہ کتابون اور کتب عہد عتیق کے واقعات اور
تعلیمات کے بھی موافق اور مطابق ہونا چاہیے اولاً اناجیل اربع مین خود
کثرت سے ایسے واقعات موجود ہین جو ایک دوسرے کے مخالف ہین
ایسی مثالین اس کثرت سے ہین کہ اگر بالتفصیل ذکر کیا جاوے تو کئی صفحون کی
ضرورت ہوگی اور کلام مین خواہ مخواہ طول ہو جائے گا ثانیاً انکی تعلیم کتب
عہد عتیق کی بالکل خلاف ہے کیونکہ اون کتابون مین توحید کو بہت ہی
صاف الفاظ مین بیان کیا ہے اور یہان توحید فی التثلیث اور تثلیث
فی التوحید کی بیخ لگی ہوی ہے قطع نظر اسکے کتب عہد عتیق اور عہد
جدید مین اکثر مقامات پر صفات خدا مین تناقص موجود ہے جنکا ذکر کسی
دوسرے موقع پر بیان کیا جائے گا پس یہ کتابین شرط پنجم کے موافق نہین
ہین لہذا الہامی بھی نہین ہو سکتین اناجیل اربع کے تصنیف کا حال اور

ل مثلاً ۱ متی باب ہشتم و مرقس باب پنجم ۲ متی باب شانزدہم آیت ۱-۵ و مرقس باب ہشتم
آیت ۲۲ ۳ مرقس باب یازدہم آیت ۱۴ و متی باب بست و یکم آیت ۲۰-۲۱ ۴ لوقا باب دوم آیت
۲-۱ و متی باب دوم آیت ۵-۱ مرقس باب دہم آیت ۳۵ و متی باب بستم آیت ۲۰-۲۱) کا مقابلہ کیجیے

بیان کیا گیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کتابین کلام خدا نہین ہین
بلکہ کلام حوارین اور اتباع حوارین۔ اور جنکا سبب تالیف احکام دین کا
جاری کرنا نہ تھا بلکہ صرف مسیح کی سوانح عمری بیان کرنا منظور تھا اور اس
سوانح عمری سے بھی غرض اصلی جیسا کہ خود پادری اسکاٹ صاحب فرماتے
ہین [1] اون تکالیف کا اظہار تھا جو مسیح کو صلیب دیے جانے کے وقت
یہودیون کے ہاتھ سے پہونچین۔ بس اناجیل اربع مسلمانون کے آگے
کتب تواریخ سے زیادہ وقعت نہین رکھتین الا یہ وقعت بھی یہ دیکھکر کہ
اونکے مصنف مسیحیون سے بیحد الفت رکھنے والے اور غیر مسیحیون سے بیانتہا
نفرت رکھنے والے ہین اور بھی کم ہو جاتی ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ
یہ کتب تواریخ بھی اپنی حیثیت اصلی پر قایم نہین اون مین شروع سے
اب تک اس قدر اخراج اور ادخال ہوتا آیا ہے اور اوس سے عقائد پر
ایسا مضرت ناک اثر پہونچا ہے کہ بقول گبن صاحب "اگر مسیحیون کے
رسول پطرس یا پولوس ویٹکن [2] مین واپس آوین تو کیا عجب ہے کہ وہ
اوس معبود کا نام دریافت کرین جسکی پرستش ایک عجیب و غریب طور پر
اس عظیم الشان مندر مین کیجاتی ہے۔

ف ۱ دیباچہ تفسیر لوقا از پادری اسکاٹ صاحب صفحہ ۴ ملاحظہ ہو۔

ف ۲ ویٹکن اس مقام کا نام ہے جہان فرقہ رومن کیتھولک کے سب سے بڑے پادری رہتے ہین۔

آکسفورڈ[۵۱] اور جنیوا مین گو انکو اعتقاد تجسب ہو لیکن وہان بھی خود اپنی تصانیف اور اپنے آقا (یعنے مسیح) کا کلام سمجھنے کے لیے بہت سی تفسیرین دیکھنے کی ضرورت پڑے گی[۵۲] خود بشپ ملمین صاحب اپنی تاریخ جلد ۱ صفحہ ۱۲۶ مین اس امر کو تسلیم کرتے ہین کہ جن روایات مین مسیح کے اقوال اور افعال درج ہین اور عیسائیون مین مشہور تھی اس ہیئت کذائی سے جواب اونکی ہے دوسری صدی عیسوی کی آخر تک نہ مرتب ہوئی تھی[۵۳] اور پھر اون لوگون کے نسبت جنھون نے کتب عہد جدید کو مرتب کیا فرماتے ہین کہ اگر کوئی قصہ یا روایت ایسا مضمون اونکے متعصبانہ رائے کے موافق ہوتا تھا تو بیرونی شہادت گو وہ کیسی ہی ناقص ہوتی تھی اسکو بھی وہ کامل اور قطعی سمجھتے تھے اور اگر کوئی قصہ ظاہرا یا بطنا یعنے لفظاً یا معناً اونکی رائے کے خلاف ہوتا تھا تو گو کیسی ہی شہادت اوسکی صحت اور واقعیت پر موجود ہوتی تھی اوسکو بھی وہ غلط کہکر رد کر دیتے تھے اور سلسوس مورخ بھی لکھتا ہے کہ عیسائی لوگ اپنے احادیث اور روایاتکو خود گڑھ لیا کرتے تھے اور جسطرح چاہتے تھے اونکو اپنی طور پر درست کر لیتے تھے

---

۵۱ آکسفورڈ اور جنیوا یہ بھی دو شہر ونکے نام ہین اول الذکر انگلستان مین واقع ہے اور آخر الذکر سوئزرلینڈ مین انگلستان مین زیادہ تر لوگ مارٹن لوتھر کے پیرو ہین سوئٹزرلینڈ مین جان کالون کے ان دونون آدمیون نے مذہب قدیم یعنے رومن کیتھولک سے علیحدہ ایک جدید مذہب کی بنیاد ڈالی جسکا پیرو پروٹسٹنٹ کے نام سے مشہور ہین۔

۵۲ گبن صاحب کی تاریخ زوال سلطنت روم جلد سوم صفحہ ۵۲۷ ملاحظہ ہو۔

۵۳ از حواشی تنقید الکلام صفحہ ۵۱۵ و ۵۲

ڈاکٹر ہینز صاحب نے بھی اپنی تاریخ کلیسای مسیحی مین کتب عہد جدید کے
بابت لکھا ہے کہ بیشتر کتب عہد عتیق ہی کلیسای مسیحی مین مقدس خیال کیجاتی
تھین لیکن مارسین نے ایک انجیل اور پولوس کے دس خطوط معتبر و مستند
مانے پھر جو لوگ کہ چند ہی عرصہ مین اسکے مخالف ہوگئے تھے اور شاید جنھین
ارتسب لمین صاحب نے بے تمیز اور سادہ لوح مورخین کے لفظ سے تعبیر کیا ہے
اناجیل اربع کتاب اعمال پولوس کے تیرہ خطوط اور پطرس کا ایک خط یوحنا کا
ایک خط صحیح مانا۔ مابقی اجزاے کتب عہد جدید کے نسبت فرماتے ہین کہ ان
برادران دینی کی راے پوری طور پر قایم نہ ہوی تھی[1] متی کی انجیل کے
بابت گبن صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہین کہ شروع کے دو باب فرقہ
ارمنیہ اور ناصریہ کے انجیلون مین نہ تھی۔ پادری اسکاٹ صاحب اناجیل
اربعہ کے تذکرہ مین فرماتے ہین کہ "کبھی ایسا بھی ہوا کہ مسیح کے کلام کو دیکھنے
والون نے یادداشت کے طور پر ہر ایک نے اپنے طور پر طریق پر لکھا اور
اسیطرح زمانہ بزمانہ بڑھتی اور تکمیل کو پہونچتی گئین[2]" معلوم ہوتا ہے کہ مسیحیون کے
نزدیک تحریف کلام ربانی عین اوسکی تکمیل ہے اور جب یہ امر ہے تو پھر ایسا
صواب کون کہیگا تحریف انجیل کا دعوے کچھ مسلمانون ہی نے نہین کیا بلکہ

---

۱ ڈاکٹر ہینز صاحب کی تاریخ کلیسای مسیحی صفحہ ۱، ملاحظہ ہو۔

۲ دیباچہ تفسیر انجیل لوقا از پادری اسکاٹ صاحب صفحہ ۱ ملاحظہ ہو۔

تیسرے اور چوتھی صدی عیسوی مین بت پرستون نے بھی مسیحیون کے مقابلہ مین بڑے زور شور سے یہ دعوے کیا تھا کہ اناجیل اربع کے نسبت یہہ امر مشتبہ ہی کہ ادنکو کسنے تصنیف کیا اور اُوسمین اکثر اوقات تحریف بھی ہوی ہی۱ اب مصنف میزان الحق کے ان چارون سوالات کا جواب یعنے نئے عہد کے کتب مقدسہ کس وقت اور کن لوگونکی معرفت اور کیونکر تحریف ہوئین اور پھرے ہوئے الفاظ کون سے ہین ہمارے تقریر تمہیدی سے مل سکتا ہے مصنف کے اس دعوے سے کہ قرآن مین بھی تحریف ہوی ہے اہلسنت کو قطعی انکار ہے اور شیعہ بھی اس معاملہ مین اُنسے اتفاق کرتے ہین شیعون کی کتابون مین اگر کوئی اس قسم کی حدیث ہی بھی تو وہ اسقدر ضعیف ہے کہ اسپر اعتماد نہین کیا جاسکتا اور جمہور مجتہدین کا بھی یہی قول ہی۔ رسالہ صفاح الحقیان کے مصنف جناب شیخ فضل بن حسن طبرسی کا قول نقل کرتے ہین جنکا یہ بیان ہے کہ جناب سید مرتضے علیہم الہدے نے یہ بھی ذکر کیاہے کہ جواب رسائل طرابلسیات مین کہ مسئلہ نقصان قرآن مین جو شخص فرقہ امامیہ سے یا فرقہ حشویہ مین سے ہمارے قول کے مخالف ہی اسکا خلاف لائق شمار نہین ہی اسواسطے کہ اختلاف اس مسئلہ مین منسوب ہے طرف ایک فرقہ کے اصحاب حدیث مین سے کہ جنہون نے چند اخبار ضعیفہ نقل کیے ہین اور ظن انکو یہ ہوا ہی کہ یہ اخبار

لہ ڈاکٹر ہیز صاحب کی تاریخ کلیسائے مسیحی صفحہ ۹ ۴ ملاحظہ ہو

صحیح ہین ،، اور بعض گو اس دعوے کو تسلیم کرتے ہین لیکن اوسکے ساتھ یہ بھی
کہتے ہین کہ یہ تحریف ایک خاص قسم کی تحریف تھی جس سے اصول اولیہ
یعنے توحید مین جسپر تمام اسلام کا دار و مدار ہے کسی قسم کا نقصان نہین آنے
پایا[1] اور اسی طرح قرآن کی تعلیم اور توریت کی تعلیم مین کوئی فرق نہ رہا برخلاف
اسکے انجیل مین ایسی تحریفین ہوئین جس سے خدا کی وحدانیت ہی مین فرق
آگیا اور جب اصل اصول مین فرق ہی تو توریت اور انجیل کی تعلیم ایک دوسرےکے
مطابق اور موافق نہین ہو سکتی جیسا کہ بیشتر ذکر کیا گیا ۔ اور
میرے نزدیک یہہ خدائے عز و جل کی حکمت کاملہ کا ایک نمونہ تھا کہ پہلے
کتب مقدسہ کو محرف دیکھکر اپنے سب سے آخری کتاب کو ایسا فصیح اور
بلیغ بنا دیا کہ جسمین ایک آیت کا بھی ادخال طاقت بشری سے محال ہی ورنہ
کیا عجب تھا کہ قرآن مین بھی کچھ بڑھا دیا جاتا۔ مصنف کا یہ بیان کہ قرآن مین
سورہ انبیا اور سورہ یونس کی آیتون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ محمد صلعم کے
وقت تک اہل کتاب کی مقدس کتابین تحریف نہین ہوئی تھین۔ محض جہل
ہے اور کہین سے بھی نہین ثابت ہوتا۔ مصنف میزان الحق اس مقام پر فرماتے
ہین کہ اب کچھ لازم نہین کہ محمدیون کے اس دعوے بلا دلیل پر توجہ کرین
پر اسلیے کہ یہودی اور مسیحیون کی مقدس کتابون کی تحریف ہونیکا دعوے

---

۱ تحریف قرآن کا ذکر باب سوم مین بالتفصیل کیا جائیگا۔ اس مقام پر صرف مسلمانونکے عقائد بیان کیے گئے ہین

بہت مشہور ہے پس ہم ان محمدیون کے خاطر جو حق جو ہین اس دعوے پر غور کرکے معلوم کرادین کہ آیا مقدس کتابون کی تحریف کسی وقت ہوی ہے یا نہین ہان ایسی تحریف کے زمانہ کے لیئے قرآن کی آیتون مین کچھ خبر ہے چنانچہ سورہ انبیا مین لکھا ہے ٭ وما ارسلناک الا رجال نوحی فسئلوا اھل الذکران کنتم لاتعلمون ٭ یعنے ہمنے تجھ سے پہلے کسی کو نہین بھیجا مگر ان آدمیون کو جنکے آگے ہم وحی بیان کئی پس اہل ذکر یعنے اہل کتاب سے پوچھو اگر تم اسے نہین جانتے۔ اور پھر سورہ یونس مین لکھا ہے ٭ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک یعنے تو ان چیزون کے حق مین جو ہمنے تیرے لیئے نازل کین شک رکھتا ہے تو ان لوگون سے پوچھ جنہون نے تجھ سے پہلے اس کتاب کو پڑھا ہے۔ پس قرآن کے ان مقامون سے ثابت ہوتا ہے کہ محمد صلعم کے زمانے تک اہل کتاب کی مقدس کتابین تحریف نہین ہوی تھین تو اگر بالفرض قرآن سچا بھی ہے تب بھی یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ خدا ان آیتون مین حکم کرے کہ مسیحیون اور یہودیون کی کتابون پر متوجہ اور شک کے وقت انسے پوچھو کیونکہ نہین ہو سکتا کہ خدا کسی کو ایسے کتاب کی طرف جو تحریف ہوی ہے رجوع کرے مگر اس شرط پر کہ معلوم کیا ہو کہ اس کتاب کی کون کون سی لفظون مین تحریف ہوی ہی حالانکہ قرآن مین کوی بات ایسی نہین ہی جس سے معلوم ہو کہ نئی اور پرانی عہد کی کتابون کے کون مقام اور کون آیتین تحریف

ہوئین ہین بلکہ صرف یہ کہا ہے کہ مسیحیون خصوصاً یہودیون نے اپنی مقدس
کتابین تحریف کین چنانچہ سورۃ بقر مین لکھا ہے کہ ٭ یا بنی اسرائیل لا تلبسوا
الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون ٭ یعنے اے بنی اسرائیل سچ کو
جھوٹھ نکرو اور سچ کو نہ چھپاؤ جس حال مین کہ اسے جانتے ہو۔ اور اسی سورۃ
کے دوسری جگہہ لکھا ہے ٭ افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منہم
یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ما عقلوہ وہم یعلمون ٭ یعنے کیا
چاہتے ہو کہ وے لوگ یعنے یہودی تم پر یقین لاوین اور حالانکہ ان مین سے
ایک فرقہ نے کلام خدا سنا بعد ازان اسمین تحریف کی اور یہ بھی سمجھنے اور جاننے
کے بعد کیا ہے۔ ان دونون آیتون مین تحریف بلا تعین وقت ایک عام
معنی مین بیان ہوئی ہے۔ اب ہم ان آیتون کو لاتے ہین جن مین تحریف کے
زمانے اور وقت کا اشارہ ہوا ہے چنانچہ سورہ بینہ مین لکھا ہے ٭ لم یکن
الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین منفکین حتی تاتیہم البینۃ
رسول من اللہ یتلوا صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ وما تفرق الذین
اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءتہم البینۃ ٭ یعنے اہل کتاب اور مشرکون نے
حق کو سمجھنہ پھیرا جب تک روشن دلیل یعنے قرآن اور پیغمبر محمد صلعم خدا کی
طرف سے ان پاس نہ آئے کہ وے مقدس کتابون کو جن مین مضبوط حکم
آئے ہین انسے بیان کرین اور ان لوگون نے جنکو کتاب ملی تھی جدائی نہ کی

اگر اسکے بعد کہ دلیل روشن انکو پہنچی۔ پس اگر ہم بالفرض اسے مان لین کہ قرآن کا یہ دعوے سچا ہی تو اس آیت سے یہ نکلتا ہے کہ یہودی اور عیسائیون نے اپنی مروج کتابون کو محمد صلعم کے ظاہر ہونے اور تعلیم کے شروع کرنیکے بعد تحریف کیا ہے نہ پہلے"۔ مصنف نے جو سورۃ انبیا اور سورۃ یونس کی جو آیتین نقل کی ہین انسے انکو کچھ بھی مدد نہین ملتی سب سے پہلے یہ امر قابل گذارش ہے کہ سورۃ انبیا کی آیت کا ترجمہ درست نہین صحیح ترجمہ یہ ہی۔ "اور نہین بھیجے ہمنے پہلے تجھ سے مگر آدمی وحی بھیجتے تھے ہم طرف انکے۔ پس سوال کرو اہل ذکر یعنے اہل کتاب سے اگر ہو تم نہین جانتے[1]"۔ مطلب یہ ہی کہ پیغمبران سابق بشر تھے فرشتہ نہ تھے۔ دوسری آیت کا بھی قریب قریب یہی مطلب ہے تنویر البیان مین لکھا ہی کہ حضرت امام موسی کاظم علیہ السلام سے روایت ہی کہ کفار پیغمبر خدا کو کہتے تھے کہ یہ کیسا پیغمبر ہی کہ کہاتا پیتا ہی اور بازارون مین پھرتا ہے کوی فرشتہ پیغمبر ہوتا کہ ہم مین اور اسمین فرق ہوتا۔ اسکے جواب مین خدا تعالے اگرچہ پیغمبر سے خطاب کرکے فرماتا ہی لیکن اس سے وہ لوگ مراد ہین جو آپکی رسالت مین شک کرتے تھے مطلب یہ کہ انبیائے سابق بھی آپکی طرح آدمی تھے اور کہاتے پیتے چلتے پھرتے تھے پس اگر تم لوگون کو شک ہو تو اہل کتاب سے پوچھلو۔ اب صاف ظاہر ہی کہ یہ ایک ایسا سوال ہی جسکے جواب مین تحریف

[1] از تنویر البیان

کتب مقدسہ سے کوئی نقص نہین واقع ہوتا۔ اگر کوئی یہ کہے کہ مسیحی حضرت
عیسےٰ کو انسان نہین سمجھتے پھر اُنکے نسبت اگر مسیحیون سے سوال کیا جاتا
تو وہ کیا کہتے لیکن ایسا دعوے وہی شخص کرے گا جو تاریخ دین مسیحی سے
پوری طور پر واقفیت نہین رکھتا۔ جناب رسالت مآب کے بعد بھی ایک
عرصہ دراز تک مسیحیون مین ایسے فرقے موجود تھے جو حضرت عیسےٰ ع کے
انسان ہونے کے قائل تھے اور دراصل مسلمانون کے نزدیک وہی سچے
مسیحی اور اہل کتاب ہین۔ پس ان وجوہات سے یہ امر ہرگز نہین ثابت
ہوتا کہ اہل کتاب نے نبی عربی سے پیشتر اپنی کتابون کو تحریف تبدیل نہین
کیا۔ سورۃ بقر کی دو آیتین جو مصنف میزان الحق نے اس مقام پر نقل کی ہین
وہ صرف تحریف کی خبر دینے کی علاوہ کسی وقت یا زمانے کا نام نہین لیتین
اسلیے اُنکے نسبت زیادہ لکھنا بیکار ہی۔ اب رہی سورۃ بینہ کی آیت اس سے
تحریف کا اشارہ ہرگز نہین پایا جاتا بلکہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ کتب عہد جدید و
عتیق مین جو نبی آخر الزمان کے لیئے بشارتین تھین اور انپر پیشتر اہل کتاب کو اعتقاد
تھا لیکن آپکی تشریف آوری کے بعد اس سے منحرف ہو گئے اُنکی حالت
بعینہٖ اسطرح تھی جیسے یہودیون نے عمانوئیل کے لفظ کی تاویل کی اور راہ
راست سے منحرف ہو گئے حالانکہ وہ پیشین گوئی صریحاً حضرت عیسےٰ ع کی خبر دے
رہی ہے۔ اور اس سے یہ بھی لازم نہین آتا کہ ان بشارتون مین تحریف نہین

واقع ہوئی ۔ یہ ممکن ہے کہ ان بشارتون مین پیغمبر آخرالزمان کے وقت مین یا اُسکے بعد تحریف کی گئی ہو لیکن اس سے یہ نہین لازم آتا کہ تمام بیبل بھر مین اس سے پیشتر کبھی تحریف نہین کی گئی کیونکہ تحریف کے لیے یہ کچھ ضروری نہین کہ صرف آنے والے پیغمبر کو جھوٹا بنانے کے لیے تحریف کی جائے بلکہ اور بھی بہت سی باتین تحریف کا باعث ہوتی ہین ۔ اور یہہ امر کہ یہود اور نصارےٰ پیغمبر آخرالزمان صلعم کی آمد کے منتظر تھے اکثر کتب معتبرہ سے ثابت ہے[1] اور جسکا ذکر مناسب موقع پر کیا جائے گا ۔

مصنف مذکور یہہ بھی تحریر فرماتے ہین کہ قرآن سے کچھ پتہ نہین ملتا کہ کس کس جگہہ تحریف واقع ہوئی اور پھیرے بدلے الفاظ کون سے ہین لیکن مین اونکو یاد دلاتا ہون کہ قرآن کتب مناظرہ مین سے نہین ہے بلکہ اسلیے نازل کیا گیا ہے کہ بندگان خدا اوسپر عمل کرکے سعادت ابدی اور نجات آخری

[1] اگر حضرات نصارےٰ تعصب سے یہ نہ کہین کہ ہم حدیثون کو نہین مانتے اگر انصاف سے دیکھین تو حضرت عیسےٰ کی پیدایش کے وقت کاہنون کے آنے اور ستارہ کے بلند ہونے وغیرہ وغیرہ کے بھی سوائے اسکے کہ مسیحیون کے کتابون سے مان لیا جاوے کوئی دلیل نہین ہے تمام دنیا مین دین مسیحی کے علاوہ اسلام ہے وہ مذہب ہے جو حضرت عیسےٰؑ کا طریقہ ولادت اور نبی مرسل ہونا تسلیم کرتا ہے ورنہ یہود اور بت پرست تو معاذاللہ آپ کی شان مین نہ معلوم کیا کچھ کہتے آئے ہین ۔

حاصل کرین۔ یہہ کہا جاتا ہے کہ یہودیون اور مسیحیون کو کتب مقدسہ کی
تحریف سے کوئی دنیاوی فائدہ نہ تھا لیکن ایسا دعوے کرنا انسان کے
خواص طبیعی سے ناواقفیت ظاہر کرنا ہے۔ خاصہ انسانی مین فریق مخالف کے
مقابلہ مین غالب آکر سرخروئی حاصل کرنا ایک ایسی سخت خواہش ہی جو خیالات
مذہبی پر کہین غالب ہے اور جسکے خاص کر خود عیسائیون کے مختلف فرقون مین
کثرت سے مثالین موجود ہین۔ تحریف کا سبب صرف یہہ بھی نہین کہ انیوالے
پیغمبر کو جھوٹھا بنانے کے لیئے تحریف کیجاوے بلکہ خود اوسی مذہب مین
ایک فرقہ سے دوسرے کا اختلاف راے اور اونکا ایک دوسرے سے
اور مباحثہ بیشک اکثر تحریف کا باعث ہوتا ہے اور یہہ امر کچھ
مسیحیون پر منحصر نہین ہی خود مسلمانون کے فرقون کے کتابون کا بھی یہی
حال ہے۔ قرآن سے تو کسیکا بس نہین چل سکتا اور اوس مین تحریف
کے مجال بھی نہین اب کتب احادیث کو دیکھیے تو شیعون اور سنیون کی
حدیثین اکثر ایک دوسرے کے ضد ہین ظاہر ہے کہ دونو صحیح نہین ہو سکتین
قطع نظر اسکے کبھی تعصب دینی اور طمع دینوی بھی ضرور ارتکاب جرم کے
محرک ہوتی ہونگی۔ تعجب ہے کہ مذہب جدیدہ کے پیرو دینے پر اوٹھ
اسکے قائل ہین کہ علماے مسیحی نے حوارین کے زمانہ کی کچھ ہی دنون بعد
مذہب مین خرابیان ڈال دین۔ نئے نئے عقائد ایجاد کیئے۔ شہید دن

اور بزرگان دین کی تصویرین بناکر کلیسون مین رکھین اور اونکی تعظیم پرستش
کے حد تک پہونچادی۔ اپنے سب سے بڑے پادری یعنے پوپ کو
حضرت عیسیٰ کا جانشین بنادیا اور تمام عیسائی دنیا کو جاہل اور گمراہ
اور عجائب پسند بناکر اپنا غلام بنالیا لیکن اسکے قائل نہین کہ ان
بزرگوارون نے کتب مقدسہ مین کسی قسم کا تصرف کیا حالانکہ ایسے
لوگون سے اسکی قوی اُمید ہے۔ ایک اور دلیل جو مصنف مذکور نے
پیش کی یہ ہے کہ کتب عہد عتیق مین کسی قسم کی تحریف نہین واقع
ہوی ہے کیونکہ اگر تحریف واقع ہوتی تو مسیح فوراً بتلادیتے۔ مصنف نے
صفحہ ۵۹ اور ۶۰ مین انجیل سے جو آیتین نقل کی ہین اون سے یہ ہرگز
نہین ثابت ہوتا کہ مسیح نے کتب عہد عتیق کی صحت کے بارے مین
گواہی دی ہے نہ مسیحیون کے پاس کوی ایسی کتاب ہے جنمین مسیح کے
تمام اقوال اور افعال درج ہون اناجیل اربع بھی اس معاملہ مین خام
ہین جیسا کہ ایک مفسر کا بیان ہے کہ "اناجیل اربع مین یہ نہ سمجھنا چاہیے
کہ مسیح کی تمام تعلیمات اور معجزہ درج ہین بلکہ صرف اوسیقدر بیان کی گئی
جس قدر ضرورت سمجھی گئی"۔ اور جب کوی ایسی مستند کتاب موجود نہین
تو پھر مسیحی کبھی قطعی طور پر نہین کہہ سکتے کہ حضرت عیسیٰ نے تحریف کتب
عہد عتیق کے بابت کچھ نہین فرمایا اور بالفرض کہین بھی تو اون کے

دعوے کی کوئی وقعت نہ ہوگی بلکہ یہ امر کہ اونکے بعد خاتم المرسلین نے
قطعی طور پر اسکا اعتراف کیا ہے اس شک کو درجہ یقین تک پہونچاتا ہی
کہ مسیح نے بھی ضرور اسکے بابت ارشاد فرمایا ہوگا۔ اسکے علاوہ جب مسیح سے
علمائے یہود نے پوچھا کہ تمہارے شاگرد بزرگون کی روایات کے
مطابق کھانے سے پیشتر ہاتھ کیون نہین دہوتے تو آپنے فرمایا کہ تو
تم لوگ اپنی روایتون کے سبب کیون خدا کی نافرمانی کرتے ہو[1]
اس سے بھی گمان غالب ہے کہ آپنے تحریف کتب عتیق کے بابت
ضرور کچھ ارشاد فرمایا ہوگا اور یہی روایتین جو حاشیہ پر تھین متن مین
داخل کی گئی ہونگی۔ بائبل مین تحریف لفظی (وریس ریڈنگ) کا یہ حال
ہے کہ ڈاکٹر مل نے تیس ہزار تحریفین نکالین ایک دوسرے شخص نے
تین سو پچین نسخون کا مقابلہ کرکے ڈیرہ لاکھ غلطیان دریافت کین
اور انسائکلوپیڈیا برطانکا (مخزن العلوم) وغیرہ سے معلوم ہوتا ہی
کہ اس قسم کی تحریفون کا شمار دس لاکھ تک ممکن ہے۔
اور یہہ امر کہ محمد صلعم سچے نبی تھے اور اونکی خبر کتب عہد عتیق اور عہد
جدید مین موجود ہے آگے چلکر بیان کیا جاوے گا۔ بالفعل تحریف
توریت کے بیان مین تمثیلاً ایک واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔ تو سے

[1] متی باب پانزدہم آیت ۳ ملاحظہ ہو

کی پہلی کتاب مسمی بہ پیدایش کے سولہوین باب کے پندرہوین آیت مین
لکھا ہے کہ ہاجرہ ابراہیم کے لیے بیٹا جنی اور ابراہیم نے اپنے بیٹے کا
نام جو ہاجرہ جنی اسمعیل رکھا اور جب ابراہیم کے لیے ہاجرہ سے اسمعیل
پیدا ہوا تو ابراہیم کی عمر ۸۶ برس کی تھی پھر اوسی کتاب کی اکیسوین
باب کی پہلی آیت سے اونیسوین تک یہ مرقوم ہے کہ جب اسحاق پیدا ہوا
تو ابراہیم کی عمر سو برس کی تھی۔ اور اسحاق کی دودھ بڑھائی مین حضرت
ابراہیم نے ایک بہت بڑی دعوت کی۔ پھر اس امر کا ذکر ہے کہ حضرت
سارہ نے حضرت اسمعیل کو ٹھٹھے مارتے ہوے دیکھا اور حضرت ابراہیم
سے فرمایا کہ اس لونڈی (یعنے ہاجرہ) اور اوسکے بیٹے کو نکال دو کیونکہ
یہ میرے بیٹے اسحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا یہ امر حضرت کو ناگوار تھا
لیکن مرضی الہی بھی دیکھکر اونہون نے مصمم ارادہ کر لیا اور صبح اوٹھکر
روٹی اور پانی کی مشک ہاجرہ کو دیکر اونکو اور بچہ کو رخصت کیا۔
حضرت ہاجرہ بیر سبع کے بیابان مین بھٹکتی پھرین اور جب مشک کا
پانی ہو گیا تب آپنے اوس بچہ کو ایک جھاڑی کے نیچے ڈال دیا اور
خود دور جا بیٹھین کیونکہ آپنے فرمایا کہ مین اپنے بچہ کا مرنا دیکھ نہین
سکتی تب خدا نے اوس بچہ کی آواز سنی اور خدا کے فرشتہ نے ندا دی
کہ اے ہاجرہ تجھکو کیا ہوا مت ڈر کہ اس بچہ کی آواز جہان وہ پڑا ہے

خدا نے سنی لڑکھا اور بچہ کو اوٹھا کہ مین اوسکو ایک بڑی قوم بناؤنگا
اس اعتبار سے حضرت اسمعیل کی عمر اونکے زمانہ اخراج کے وقت ۱۶
برس کی تھی پھر یہہ کیونکر ممکن تھا کہ اوس سن مین اونکے والدہ گود مین لیے
ہوے بیرسبع کے بیابان مین بھٹکتی پھرتین اور پھر حالت اضطراب مین
اونکو جھاڑی کے نیچے ڈالدیتین ڈالدینے کا لفظ جو توریت مین اس
مقام پر استعمال کیا گیا ہے قطعی طور پر اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ بچہ
گود مین تھا اور نسخہ عربیہ مین تو اس مقام پر "حملها الصبی" کے الفاظ
موجود ہین جنسے ہمارے دعوے کے ثبوت مین کسی قسم کا شک ہی نہین
باقی رہتا انگریزی نسخون مین بھی بچہ کے لیے "چائلڈ" اور ڈال دینے کے
لیے "کاسٹ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے یقین کامل ہے کہ عبرانی
نسخون مین بھی یہی الفاظ استعمال کیے گئے ہونگے قطع نظر اسکے ایک
شانزدہ سالہ نوجوان پیغمبرزادی کا حالت تشنگی مین چیخ چیخ کر بچونکی طرح
رونا بھی کسقدر لغو اور مہمل ہے اور کوئی سمجھدار آدمی اسکو نہ تسلیم کریگا
پس ان وجوہات سے گو حضرت اسمعیل کی عمر کا پوری طور سے اندازہ
نہین کیا جا سکتا تاہم اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ آپ اسقدر صغیر سن
ہونگے کہ حضرت ہاجرہ آپکو آسانی سے گود مین اوٹھا لیتی تھین اور آپ
بھوک پیاس کی شدت نہ برداشت کرکے اور بچون کی طرح روتے تھے

پس بالفرض حضرت اسمعیل کا اپنی ماں کے ساتھ نکالا جانا صحیح بھی ہو تب بھی اونکا شانزدہ سالہ نوجوان ہونا ہرگز نہیں ثابت ہوتا۔ لیکن کچھ شک نہیں کہ اس مقام پر تحریف کی گئی ہے اور وہی واقعہ صحیح ہے جو قرآن مجید مین مذکور ہے۔ اسی طرح قربانی کا واقعہ جو حضرت اسحاق کی طرف منسوب کیا جاتا ہے دراصل جیسا کہ قرآن مجید مین مندرج ہے حضرت اسمٰعیل کے لیئے تھا توریت کی بائیسوین باب کی دوسری آیت (یعنے خدا نے ابرام کو آزمانا چاہا اور اوس سے کہا کہ اے ابرام وہ بولا کہ دیکھ مین حاضر ہون۔ تب اونے کہا اپنے بیٹے ہان اپنی اکلوتی بیٹی کو جسے تو پیار کرتا ہے اسحاق کو لے اور زمین موریہ مین جا اور اوسے وہان پہاڑون مین سے ایک پہاڑ پر جو مین تجھے بتاؤن گا سوختنی قربانی کے لیئے چڑہا) ہمارے اس دعوے کے لیئے ایک قوی دلیل ہے "اکلوتی بیٹی" کی لفظ سے صاف ظاہر ہے کہ یہ واقعہ اوس وقت کا ہے جب حضرت ابراہیم کے ایک ہی لڑکا تھا اور چونکہ حضرت اسمٰعیل سب سے پہلے لڑکے تھے اسلیئے قربانی کا حکم آپ ہی کے لیئے آیا تھا اور آپ ہی کو ذبیح اللہ ہونے کا فخر حاصل تھا "اسحاق کو" کی لفظ جو اس آیت مین موجود ہے بُری بڑی طرح تحریف کو ظاہر کر رہی ہے کیونکہ اول تو سیاق عبارت ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ دراصل

یہہ لفظ نہ تھا دوسرے اگر یہہ آیت اسحاق کو کی لفظ نکال کر پڑھے جاوے
تو عبارت زیادہ مناسب اور زیادہ مربوط معلوم ہوتی ہے تیسرے
حضرت اسمعیل کی زندگی مین حضرت اسحاق اکلوتے بیٹے یا بموجب
نسخہ عربیہ ابنک لوحید کبھی نہین قرار پا سکتے تھے اسی طرح اور بھی بہت سی
مثالین ہین جنسے تحریف لازم آتی ہے لیکن انکے نسبت یہہ کہنا کہ
کسنے تحریف کی اور کس زمانہ مین ہوئی البتہ دقت سے خالی نہین ہے
یہہ کتابین اس قدر پورانی ہین کہ اوس زمانہ کا حال کتب تواریخ سے بھی صاف
طور پر نہین معلوم ہوتا لیکن جب سیاق عبارت ہی سے تحریف ثابت ہے
تو پھر اسکی ضرورت نہین کہ اس دعوے کی پذیرائی کے لیئے دن اور تاریخ
لکھنا لازمی خیال کیا جاے تاہم اکثر عالمون کی تحریرون سے اسکے متعلق کچھ
پتہ ملتا ہے۔ ڈریپر صاحب امریکہ کے ایک مشہور عالم اپنی کتاب مین
لکھتے ہین کہ "پنٹاٹوش یعنے توریت کی پانچ کتابین بالکل حضرت موسے
ہی کی تصنیف کی ہوی نہین ہو سکتین کیونکہ وہ اونکے مرنیکا واقعہ بھی
بیان کرتے ہین اور یہہ بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہہ کتابین اوس واقعہ کے
کئی سو برس تک نہ لکھی گئی تھین کیونکہ اونمین ایسی باتون کے حوالہ پاے
جاتے ہین جو بنی اسرائیل مین بادشاہت قایم ہونے تک نہ واقع ہوئی
تھین" پھر کہتے ہین کہ عزرائی نہایت واضح طور پر بیان کیا ہے کہ پانچ

آدمیون کی مدد سے اونھون نے ان کتابون کو چالیس دنکے عرصہ مین لکھا
اور یہہ بھی بیان کیا ہے کہ بابل مین جب بنی اسرائیل قید تھے تو اونکی پورانی
کتابین تباہ کر ڈالی گئین۔ ڈریپر صاحب اس دعوے کے ثبوت مین چند
مشہور معلمان مسیحی یعنے سینٹ جیروم[۱] اور کلیمنس الگزنڈرینس[۲] اور ایرنیوس[۳]
وغیرہ کا حوالہ دیتے ہین جو اس واقعہ کو اپنے اپنے طور پر بیان کرتے ہین
کہ بخت نصر[۴] کی قید مین یہودیون کی سب مذہبی کتابین جلادی گئی تھین
لیکن عزرا نی الہام الہی سے اونھین پھر تحریر کیا۔ فرقہ رومن کیتھلک کی ایک
مشہور عالم پادری میسبدلی اس امر کے معترف ہین کہ بخت نصر کے زمانہ مین
کتب مقدسہ جو موسے اور دوسرے پیغمبرون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھین
تباہ و برباد ہوگئین اور اگرچہ اونکی نقل اصل نسخون کے مانند پھر تیار کی گئی لیکن
بیت المقدس کی دوبارہ تباہ ہونے کے وقت پھر برباد ہوگئین۔
ہنجس برگ لکھتا ہے کہ مصنوعی کتب تواریخ مین ممکن ھی نھین کہ اختلاف
نہ واقع ہو یہی امر توریت کے لیے بھی ہے اگر وہ صحیح نہین۔ اگر یہہ کتابین

---

۱ ایک مسیحی مصنف کا نام ہے۔ یونیہ مین پیدا ہوا اور ۴۲۰ء مین مرگیا۔

۲ ایک معلم مسیحی کا نام ہے۔

۳ لیون کا بشپ تھا۔ پالیکارپ کا شاگرد تھا اور اسنے ہی فرانس بھیجا تھا ۱۷۷ء مین بشپ مقرر ہوا۔

۴ بابل کے ایک بادشاہ کا نام ہے اسکا قصہ صحائف انبیا مین اکثر مندرج ہے۔

مصنوعی ہین تو اونکے واقعات تاریخی اور قوانین مختلف ادیبون نے
کئی سو برس کے عرصہ مین بنائے ہونگے اور زمانہ بزمانہ ضبط تحریر مین لائی
گئی ہونگی[1]۔ بیشک جب ہم کتب عہد عتیق مین دیکھتے ہین کہ واقعات
تاریخی نہایت غلطی کے ساتھ بیان کی گئی ہین تو ہمکو ہنجس برگ کے بات
کچھ نہ کچھ ماننا ہی پڑتی ہے مثلاً اخزیاہ کے واقعہ کو دیکھیے۔ کتاب السلاطین[2]
سے معلوم ہوتا ہے کہ یروسلم مین تخت نشینی کے وقت اس بادشاہ کی عمر
بائیس برس کی تھی[2] لیکن کتاب التواریخ[3] مین اسکے برخلاف اخزیاہ کی تخت
نشینی کے وقت ۴۲ سال کی عمر لکھی ہوئی ہے[3]۔ انکے باپ یہورام نے چالیس[4]
برس کی عمر مین وفات پائی[4] اور پھر لطف یہ کہ یہورام کے مرنے کے بعد فوراً
ہی اسکا بیٹا اخزیاہ بیالیس سال کی عمر مین تخت پر بیٹھا۔ یعنی اخزیاہ اپنے
باپ یہورام سے صرف دو برس بڑے تھے اور اوسکے ساتھ ہی یہ بھی
لکھا ہے کہ یہ اپنے باپ کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے۔ ایک اور امر
قابل غور یہ ہے کہ صحیفہ عزرا اور استر جو زبور سے کہین بعد لکھی گئی

---

[1] ڈریپر صاحب کی کتاب مذہب اور سائنس مین مقابلہ صفحہ ۲۲۱ ملاحظ ہو۔

[2] ۲ سلاطین ۸/۲۶

[3] ۲ تواریخ ۲۲/۲

[4] ۲ تواریخ ۲۱/۲۰

کتب عہد عتیق مین زبور سے بیشتر موجود ہین اور پھر یہہ بھی سمجھ مین نہین
آتا کہ صحیفہ استر کو جس مین نہ الہامی باتون کا ذکر ہے نہ شریعت کے
احکام درج ہین بلکہ صرف ایران کے مرغ زرین بادشاہ اخسویرس
اور اوسکے یہودی ملکہ استر کے کارنامون کا ذکر ہے ان کتب
مقدسہ مین داخل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ڈریپر صاحب وق ہوکر
لکھتے ہین کہ یہہ امر قابل افسوس ہے کہ کلیسائے مسیحی نے ان کتابونکی
حفاظت کا بوجھ اپنے اوپر اوٹھا لیا اور خود اوسکے صریحی اختلافات
اور غلطیون کے جوابدہ بن گئے اونکی تائید اور اثبات اگر ممکن بھی
ہو تو یہہ دیون ہی پر چھوڑ دینا چاہیے تھا جنمین انکی ابتدا ہوی اور
جنسے یہہ کتابین ہم لوگون تک پہونچین[ف۱] مصنف مذکور کا یہہ کہنا کہ
محمد صلعم نے اسلیئے کتب مقدسہ کی تحریف کا دعوے کیا تھا کہ ایک
طرف تو وہ اونھین کلام خدا کہتے تھے اور دوسری طرف ان
کتابون کی تعلیمات کے خلاف بیان کرتے تھے محض تعصب کی
راہ سے ہی آنحضرت صلعم کے زمانہ بعثت مین ہزارہا یہود اور نصارے
خود عرب مین موجود تھے اور بقول مصنف آن حضرت سے بہت
کچھ مباحثہ ومناظرہ کرتے تھے پھر وہ لوگ کیون قائل ہوکر ایمان

ف۱ ڈریپر صاحب کی کتاب سائنس اور مذہب مین مقابلہ صفحہ ۲۲۵ ملاحظہ ہو۔

لاتے تھے اور اپنے کتب مقدسہ کو پیش کرکے کیون نہین کہتے تھے
کہ آپکی تعلیم ان کتابون کے مطالب کے خلاف ہے کیا مصنف کا یہہ
مطلب ہے کہ یھودی اور نصارٰے اپنے کتب مقدسہ سے لاعلم تھے
مصنف کا یہہ کہنا بھی صحیح نہین کہ جس زمانہ سے جہاد شروع ہوا حضرت
صلعم سے کوی مناظرہ ومباحثہ نکرتا تھا درحقیقت واقعہ اسکے خلاف
ہے اور کتب معتبرہ سے ثابت ہے کہ اکثر یہود اور نصارٰے جناب
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب علی مرتضےٰ سے مباحثہ مین
قائل ہوکر ایمان لائے اسکے علاوہ یہہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حوارین کے
بعد مسیحی معلمون یعنے کلیمنس اریینوس ٹرٹولین وغیرہ نے اپنی کتابون مین
بہت سے مقامات انجیل کے نقل کیے ہین لیکن کیا اس سے یہہ نتیجہ نکالا
جاسکتا ہے کہ انجیل مین کبھی تحریف نہین ہوی ۹ کیا نیوٹن اور ہارن
نے کتب عہد جدید مین تحریفین نہین ثابت کردین ۹ الغرض مسلمانونکا
یہہ دعوے کہ کتب عہد عتیق اور جدید محرف ہین صحیح اور درست ہے
اور مصنف میزان الحق کا جواب کوی جواب نہین ہے

دوسرا باب

انجیل اور پورانی عہد کی تعلیمون کے ظاہر اور بیان کرنے پر شامل ہے
اس باب مین سات فصل ہین پہلی فصل مین خدا کی صفتین اور ارادی
جو آدمی کے نسبت رکھتا ہے بیان کیئے ہین۔ دوسری فصل مین ظاہر کیا ہے
کہ انسان ابتدا مین کس حال پر تھا اور اب کس حال مین ہے اور نیکی
اور پاکی مین اوسے کس حال پر پہونچنا چاہیے۔ تیسری فصل مین اوس نجات کو
جو مسیح کے وسیلہ سے حاصل ہوئی ہے بیان کیا ہے چوتھی فصل مین
ظاہر کیا ہے کہ آدمی کیونکر نجات کے وسیلہ کو پہونچ سکتا ہے۔ پانچوین
فصل مین سچے مسیحی کے چال چلن کا حال بیان کیا گیا ہے۔ چھٹی فصل
مین اون دلیلون کا ذکر کیا ہے جنسے ثابت ہوتا ہے کہ انجیل اور پورانی
عہد کی کتابین کلام خدا ہین۔ ساتوین فصل انجیل کی تعلیم کے پھیلنے اور
مشہور ہونے کا ذکر کیا گیا ہے۔

پہلی فصل

خدا کی صفتون اور ارادونکے بیان مین جو آدمیونکے بابت رکھتا ہے
اس فصل مین مصنف فرماتے ہین کہ کتب مقدسہ مین خدا کو واحد اور غیر
مرئی اور قدیم اور عادل اور صادق بیان کیا ہے سلمنا۔۔

صفتین خدا کی ہین اور قرآن مین بھی ان صفات کا ذکر کیا گیا ہے ۔
اس مین بھی کلام نہین کہ توریت اور زبور اور انجیل کلام خدا ہین اور اونکی
تعلیم ایک دوسرے کے موافق اور مطابق ہے ۔ لیکن اس سے قطعی انکار ہے
کہ توریت اور زبور اور اناجیل مروجہ کی تعلیم ایک دوسرے کے موافق
اور مطابق ہے ۔ کتب عہد عتیق اور عہد جدید کی تعلیمات ایک دوسرے
خلاف ہونیکے علاوہ بعض واقعات خود اونکی تعلیم کی ضد ہین ۔ خدا کی وحدانیت
کے بارے مین جو اختلاف ہے وہ باب اول مین بیان کیا جا چکا ۔ خدا کی غیر
مرئی ہونے کے بابت لکھا ہے کہ خدا کو کسی نے نہین دیکھا اور نہ دیکھ سکتا ہے[۱]
لیکن ستفنس نے خدا کو دیکھا اور یسوع کو اوسکے داہنے ہاتھ پر کھڑے ہوئے
دیکھا[۲] ۔ اور خدا ابراہیم کو نظر آیا اور اوس سے باتین کین[۳] ۔ اور پھر موسی
کے زمانے مین بنی اسرائیل کے ستر بزرگون نے خدا کو دیکھا کہ[۴] اسکے
پیر کے تلوے جیسے نیلم کے پتھر کی بگکاری اور اسکی شفافی جرم آسمان کے
مانند تھی ۔ اور اسنے اپنا ہاتھ بھی ان لوگون کے سر پر رکھا ۔ خدا کے
قادر ہونے کے بابت اس طرح لکھا ہے کہ خدا نے ابراھیم سے کہا کہ مین
قادر ہون تو میرے حضور چل ۔ لیکن آدم نے جب گیہون کھا لیا تو خدا

[۱] تموتوس باب ششم آیت ۱۶ [۲] کتاب اعمال ۷/۵۵ [۳] کتاب پیدائش ۱۷/۱
[۴] خروج باب ۲۴ آیت ۱۱

ڈرا کہ کہیں آدم ہم میں سے ایک نہ ہو جائے ہم میں سے ایک کا
جملہ بھی توحید کے مخالف ہے۔ خدا کے عادل اور رحیم ہونے کے بابت
مرقوم ہے کہ خدا سب بدکاروں سے بغض رکھتا ہے لیکن ایوب ع
خدا کے ظلم سے فریاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ قادر مطلق کی قسم جسنے
میرا حق لیا اور میری جان کو کلپایا اور اپنے دوستوں سے کہتے تھے
کہ تم کیوں خدا کے مانند مجھکو ستاتے ہو اور کبھی فرماتے تھے کہ انسانکو
کچھ فائدہ نہیں کہ وہ خدا سے دل لگائے اسیفرنیمن نے جب ایوب کو
اس قسم کی باتیں کرتے سنا تو خفا ہوا لیکن خدا نے اوس سے کہا کہ میرا
غضب تجھپر اور تیرے دوستوں پر بھڑکا ہے کیونکہ تم نے میری بابت حق
باتیں نہ کہیں جیسے میرے بندہ ایوب نے کہی ہیں اور خداوند نے
عزہ کو اسلیئے مار ڈالا کہ اوسنے خداوند کے صندوق کو بیلوں سے پیٹھ سے
گرتے ہوئے سنبھال لیا۔ اور خدا نے جرار کے بادشاہ ابی ملک کے
گھر کی بیبیوں اور لونڈیوں کے رحم اسلیئے بند کر دیئے کہ وہ لاعلمی سے
حضرت سارہ کو حضرت ابراہیم کی بہن سمجھکر اپنے گھر میں لے آیا تھا۔
پھر خدا کے صادق ہونے کی بابت مرقوم ہے کہ خداوند اپنی ساری

ف۱ پیدایش ۳/۲۲ - ۲۴ ف۲ ۵ زبور آیت ۵ ف۳ ایوب ۲/۲۷ ف۴ ایوب ۱۱/۲۱ - ۲۲

ف۵ صحیفہ ایوب ۷/۴۲ ف۶ ۲ سموئیل ۶/۶ ف۷ پیدایش ۲۰/۱۸

راہون مین صادق ہے" لیکن بنی اسرائیل سے خدا نے وعدہ کیا کہ تم ایک مہینہ تک گوشت کہاوگے" لیکن وہ لوگ گوشت کہانے بھی نہ پائے تھے کہ خداوند کا غصہ بھڑکا" اور خداوند نے اونکو بڑی مری مارا" الغرض توریت اور انجیل مین ایسی بہت سی لغو اور بے اصل باتین ہین جنسے صفات باری تعالے کے خلاف نتیجہ نکلتا ہے۔ اور جو اون کتابون کی تعلیم کے ضد ہین۔ اب ناظرین خود ہی دیکھ لینگے کہ یہ کتب الہامی اوس شرط کو پورا کرتے ہین یا نہین جسکا ذکر دیباچہ مین کیا گیا تھا

دوسری فصل

"اس مطلب پر شامل ہے کہ آدمی پہلے کس حال مین تھا اور اب کس حال مین ہے اور نیکی اور پاکی کے کس حالت مین پہونچنا چاہیئے"

اسی فصل مین مصنف نے یہ بیان کیا ہے کہ آدمی اپنی باطنی کیفیت صحیح طور پر صرف کلام خدا ہی سے دریافت کرسکتا ہے پھر اس امر کا تذکرہ ہے کہ آدمی کا حال شروع مین کیا تھا اور کس طرح اوسکو اللہ جلشانہ نے پیدا کرکے اوسکو برکت دی اور تمام دنیا کی چیزون کو اوسکے قابو مین کردیا۔ پیشتر آدمی گناہ سے پاک تھا لیکن سانپ کے بہکانے سے خدا کے حکم کی نافرمانی کی اور گناہ کا مرتکب ہوا اور اوسکی سزا مین

سلہ زبور ۱۰۶-۱۵ سلہ گنتی ۱۱-۲ سلہ گنتی ۱۱-۳۳

باغ سے نکال دیا گیا پھر اس امر کا ذکر ہے کہ خدا کی ہرگز یہ مرضی نہین
کہ انسان گناہ کرے بلکہ احکام الہی کا پابند رہکر پاک اور پاکیزہ ہو جائے
گو اس تذکرہ مین بہت سی ایسی باتین ہین جنکا اطلاق خدا کی ذات پر
مسلمانون کے نزدیک کفر ہے - لیکن نفس مطلب یہی ہے جو سابق مین
تحریر کیا گیا اور جس سے مسلمانون کو بھی اتفاق ہے - پھر مصنف فرماتے
ہین کہ وہ احکام جنپر انسان پابند رہکر گناہ سے بچ سکتا ہے - وہ احکام
ہین جو توریت مین مندرج ہین - " یعنے بت پرستی نہ کرو - زورشت کو مقدس
جانو - مان باپ کی عزت کرو - خون اور زنا اور چوری سے دور بھاگو -
ہمسایہ کی حقوق کے نگاہبانی کرو " اور وہ احکام ہین جو انجیل مین درج ہین
(الف) یعنے زنا کا خیال کرنے مین بھی اوتنا ہی گناہ ہے جتنا کہ خود زنا
کرنے مین - اپنی عورت کو جب تک زنا کی مرتکب نہ ہوی ہو ہرگز طلاق
نہ دو - چھوڑی ہوی عورت سے بیاہ نکرو - عبادت بھی پوشیدہ طور پر کرو "
(ب) " بری باتون کا خیال دل مین نہ لاو - بدی کا بدلا نیکی سے کرو
کوی بات اعتدال سے زیادہ نہ ہو - ہر شخص اپنا اپنا فرض منصبی نیک نیتی
اور ایمانداری سے انجام دے - قسم مت کھاو - ایک دوسرے سے ع

ا؎ مثلا لوقا کا یہ بیان کہ " ہم خدا کی نسل مین " اس انجیل نویس کا رنگ سب سے نرالا ہی اور
اسکے اعلے درجہ کے محقق ہونے مین کیسکو کلام نہین -

اور محبت سے پیش آو۔ خدا کی عبادت کرو۔ امید مین خوش تکلیف مین
برداشت کرنے والے اور دعا مانگنے پر مستعد رہو۔ بزرگان دین کی احتیاج
مین شریک ہو۔ مسافر پروری مین مشغول رہو۔ دعا مانگنے مین فضول بک
بک مت کرو۔ اونکے لیے جو تمھین ستاتے ہین برکت چاہو۔ خیر مناؤ۔
کسیکو برا نہ کہو۔ ایک دوسرے کی رنج و راحت مین شریک رہو۔ آپسمین
ایکسان مزاج رکھو۔ غریبون کے ساتھ نیکی سے پیش آو۔ مزاج مین تعلی
نہو۔ اگر ہو سکے تو مقدور بھر ہر انسان سے ملے رہو۔ اے عزیزو اپنا
بدلا مت لو۔ بلکہ غصہ کی راہ چھوڑ دو کیونکہ خداوند کہتا ہے کہ بدلا لینا میرا
کام ہے۔ مین بدلا لونگا۔ پس اگر تیرا دشمن بھوکا ہو اوسکو کھلا۔ اگر پیاسا ہو
اوسے پانی دے بدی سے مغلوب نہ ہو۔ بلکہ بدی پر نیکی سے غالب ہو۔
ہر ایک شخص حاکمون کا تابع رہے۔ اور حکومت کا سامنا نہ کرے۔ جسکو
خراج دینا ہو اوسکو خراج دو۔ اور جسکو محصول دینا ہے محصول دو۔
احکام توریت واحکام انجیل مدخلہ ضمن۔

(ب) مین کوئی ایسی بات نہین ہے جو قرآن کی تعلیم کے مخالف
ہو۔ بلکہ یہ سب اوامر اور نواہی اوس مین موجود ہین۔
اور اون پر مسلمانون کا اعتقاد ہے صرف احکام مندرجہ
ضمن (الف) مین کچھ تھوڑا تغیر وتبدل ہے اور جسکو ہم فرداً فرداً

تحریر کرتے ہیں کہ "زنا کے خیال کرنے مین بھی اوتنا ہی گناہ ہے جتنا زنا کرنے مین" شریعت محمدی مین یہہ فرق ہے کہ جب تک فعل بد وقوع مین نہ آجائے گناہ نہ خیال کیا جائے گا۔ دراصل یہہ اختلاف عین اوسکی تکمیل ہے کیونکہ خیال کا دل مین آنا ارادی بھی ہے اور غیرارادی بھی اسکے علاوہ اگر غور کیجئے تو ایک حالت مین یہہ امر خود محرک زنا بھی ہے کیونکہ جب دل مین خیال آنے سے گناہ کبیرہ وقوع مین آگیا تو پھر گناہ بے لذت کے کیا ضرورت ہے۔ حضرت عیسےٰؑ کا یہہ حکم درحقیقت اُس زمانہ کے لیئے نہایت ضروری تھا۔ بنی اسرائیل کے فسق و فجور کی یہ حالت تھی کہ ایک روز مسیح نے فرمایا کہ "سوئی کے ناکے سے اونٹ کا نکل جانا خدا کی بادشاہت مین دولتمند کے داخل ہونے سے آسان ہے" اس سخت حکم کی بھی وجہہ یہی ہے لیکن شریعت محمدی مین جو بنی اسرائیل کے لیئے مخصوص نہین ہے۔ اسکی ضرورت نہین "اپنی عورت کو جبتک زنا کی مرتکب نہ ہو طلاق نہ دو" شریعت موسوی مین یہ قاعدہ تھا کہ

سلہ مین نے ان باتون کو نہایت مختصر طور پر بیان کیا ہے شاید یہ اختصار ناظرین کو ناگوار خاطر ہو لیکن مین اونسے معافی کا خواستگار ہون اگر اس طرح فرداً فرداً ہر ایک بات پر بحث کیجائے تو کتاب کا حجم بہت زیادہ ہو جائے گا۔ اسی لیئے ان باتون کو مختصر طور پر بیان کر دینے پر اکتفا کیا گیا۔

شوہر صرف کسی وجہہ سے ناراض بھی ہو کر اپنی عورت کو طلاق دیدیتا تھا لیکن عورت کسی حالت مین شوہر سے طلاق نہین طلب کر سکتی تھی[۵۱] حضرت عیسیٰ کا یہہ حکم بھی کچھ اوسی زمانہ مین خوب تھا اور کچھہ شک نہین کہ کثرت سے طلاق دینے کی بُری عادت کو روکنے کا نہایت عمدہ ذریعہ تھا۔ لیکن ہر وقت اور ہر زمانہ مین یہہ حکم عمل پذیر نہین ہو سکتا در اصل طلاق کا منشا یہی ہے کہ جب زن و شوہر محبت اور خوشی سے ایک دوسرے کے ساتھ زندگی نہ بسر کر سکین اوسوقت طلاق کے ذریعہ سے ایک دوسرے سے قطع تعلق کر کے آزاد ہو جاوین اسی ضرورت کے پورا کرنے کے لیے مسیحیون مین سپریشن (مفارقت) کا طریقہ جاری کیا گیا ہے۔ لیکن یہہ طریقہ ہرگز قابل اطمینان نہین کیونکہ وہ متذکرہ بالا ضرورتون کو کسی طرح نہین پورا کرتا۔ اور مرد اور عورت دونون کو باوجود علیحدگی کے ایک دوسرے کا پابند رہنا پڑتا ہے[۵۲]۔ شریعت محمدی نے اس معاملہ مین یہہ اصلاح کی کہ ہر شخص کو مناسب اور قوی وجوہات پر اپنی عورت کو طلاق دینے کا اختیار دیدیا۔ اور اوسکے ساتھ ہی عورت کو بھی اختیار دیدیا کہ شوہر کے ظلم و جور اور کافی

[۵۱] توریت کتاب الخروج و کتاب الاحکام باب ۲۱ و باب ۲۴ آیت ۱ و باب ۲۴۔

[۵۲] جواز طلاق کی ضرورت کوئی ان مسیحیون کے دل سے پوچھے جنکی بیبیون نے سپریشن لے لیا ہے اور جنکی آمدنی سے ایک معقول رقم گذارہ انکی بیبیونکو نفقہ کے نام سے ہو جاتی رہتی ہے۔

نفقہ نہ دینے اور دوسرے اسباب سے بھی طلاق طلب کرے۔ اسکو خلع کہتے ہین۔ [1] اکثر مسیحی یہہ اعتراض کرتے ہین کہ شرع محمدی مین طلاق مرد کی مرضی پر منحصر ہے اور عورت اوسکی بالکل محکوم بنا دی گئی ہے لیکن یہ گمان صرف اونکی عدم واقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ دراصل انحضرت طلاق کے مفہوم ذہنی کو بہت ناپسند فرماتے تھے اور اوسکے وجود خارجی یعنے عمل کو قاطع بنیان تمدن جانتے تھے [2] آپ ہمیشہ اپنی امت کو عورتون کے حقوق کے تحفظ اونکی عزت اوران پر شفقت رکھنے کے بابت ارشاد فرمایا کیے۔ قرآن مجید مین بھی یہہ حکم ہے کہ جہان تک ممکن ہو اپنی عورتون سے صلح کرلو [3] چونکہ غصہ اور عجلت بھی خاصہ انسانی ہے اسلیئے عدت کے زمانہ مین ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ زن وشوہر کو صلح کرلینے کا موقع ملے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ طلاق کے نسبت شریعت موسوی مین جو قاعدہ تھا اوسکی تکمیل مسیح کے زمانہ مین ہوی اور اوس حکم کی تکمیل رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین ہوی اورپھر تکمیل ایسی ہے کہ اب کسی اصلاح کے محتاج نہین۔

[1] حالانکہ مروجہ قانون مسیحی کی رو سے عورت اوسیوقت طلاق طلب کرسکتی ہی جب خاوند اوسپر ظلم وجور کرنے کے علاوہ زنا کا بھی مرتکب ہو۔

[2] سید امیر علی

[3] سورۂ نسار آیت ۲۷ ـ ۲۸ ـ ۲۹

چھوڑی ہوی عورت سے بیاہ نہ کرو۔ ظاہر ہے کہ چھوڑی ہوی عورتین حکم ماسبق کے لحاظ سے زانیہ ہوتی تھین پس زانیہ کو عقد مین لانے سے نکاح کا مدعاء اصلی جو جوشے اور محبت سے زندگی بسر کرنا ہے نہ حاصل ہوگا۔ لیکن ایسی حالت مین جب طلاق کا سبب صرف زنا ہی نہین قرار پایا تو زن مطلقہ سے عقد کرنا کوی عیب نہین "عبادت پوشیدہ طور پر کرو" اس حکم کی وجہ یہ تھی کہ علمائے یہود جو حد درجہ کے ریاکار تھے صرف لوگون کے دکھانے کے لیئے عام شاہ راہون پر کھڑے ہوکر عبادت کرتے تھے پس یہہ حکم اوس نامعقول رسم کے انسداد کے لیئے صادر ہوا تھا اور اوس طریقہ عبادت کے ضد تھا جو علمائے یہود سے عمل مین آتا تھا۔ شریعت اسلام نے اسمین بھی اعتدال قایم رکھا ہے یعنے نماز ہاے واجب کو بالاعلان عمل مین لانا کوی ہرج نہین۔ لیکن اوسکے ساتھ یہہ بھی فرما دیا کہ اگر کھلے ہوے مقام پر نماز پڑھنے کا مدعاے اصلی صرف لوگونکو دکھانا ہی تو ایسی نماز ہرگز مقبول نہوگی۔ سید امیر علی صاحب نے کیا خوب فرمایا ہی "کہ مسلمان چاہے سفر مین ہو چاہے حضر مین جب نماز کا وقت آتا ہے چند پرجوش فقرات مین اپنے خالق سے اپنے دل کا حال عرض کر لیتا ہی اوسکی نماز اتنی طولانی نہین ہوتی کہ اوسکا جی گھبرا جاے اور نماز مین جو کچھ وہ پڑھتا ہے اوسکا مضمون ہمیشہ یہی ہوتا ہی کہ اپنی عجز و انکساری کا اظہار

اور خداوند عالم کے عظمت وجلال کا اقرار اور اوسکے فضل ورحمت پر توکل" یہہ تو توریت اور انجیل کے اون احکام کی تکمیل تھی جنکا ذکر مصنف میزان الحق نے اپنی کتاب مین کیا ہے لیکن اسکے علاوہ اور بھی بہت سی باتین شریعت اسلام مین جاری ہوئین جو اوسے کامل ترین شریعت ہونیکے ساتھہ ہی سہل ترین شریعت بھی بناتے ہین۔ اسلام نے طریقہ عبادت مقرر کردیا گیا۔ موسائیون مین کوئی خاص طریقہ نماز کا نہ تھا عیسائیون مین گو نماز جاری تھی لیکن کوئی معین قاعدہ نماز کا نہ تھا اوسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ چند مدت کے بعد عبادت خدا کا معاملہ عوام الناس کی رائے پر موقوف ہوگیا اور پادریوں کے اختیار مین رہا جنھون نے نماز کی تعداد اور مدت اور الفاظ وغیرہ مقرر کرنا اپنے ہی فرقہ پر منحصر کردیا اسوجہہ سے دعاؤن کی کتابین تصنیف ہوئین اور قسیسین کی کمیٹیان اور مجلس منعقد ہوئین تاکہ اصول دین اور ارکان ایمان کو مقرر کرین اور اسیوجہہ سے راہبوں نے عجب پر تکلف طریقہ عبادت کا کالا اور کنائس اور گرجون مین ہفتہ وار نماز قرار دی گئی یعنے چھہ روز کی غذائے روحانی کے نہ ملنے کے مکافات صرف ایک روز کی نماز سے قرار دی گئی اور اسیوجہہ سے گرجا کا مجاور جو پہلے صرف ایک خادم کلیسا تھا اب اپنے تئین امام زمان اور حضرت مسیح کا خلیفہ سمجھنے لگا۔ لیکن حضرت نے نماز پنجگانہ کا طریقہ اسلیئے جاری کیا کہ آپ خوب جانتے تھے کہ انسان کی روح

حق سبحانہ تعالےٰ کی حمد وستایش کے لیے مشتاق رہتی ہے اور نماز کے
اوقات مقرر کر دینے سے آپنے ایک ایسا مضبوط و مستحکم قاعدہ نماز گذار کا
معین کر دیا کہ نماز کے وقت انسان کا دل عالم روحانی سے عالم مادی کی
طرف ہرگز متوجہ نہین ہو سکتا" لہذا نماز کی تعریف مصنف سپرٹ آف اسلام[1] کے
الفاظ مین اسطرح بیان کی جاسکتی ہے کہ "نماز روح کی تقاضا پورا کرنے کا ایک
نہایت عمدہ طریقہ ہے" اسکے علاوہ اسلام نے خیرات کو احکام واجبہ مین داخل
کر دیا اور اوسکی ایک تعداد بھی مقرر کر دی جس سے غربا اور مساکین کے
پرورش کا ایک بہت بڑا وسیلہ پیدا ہوگا۔ مسکرات کا استعمال قطعاً حرام کر دیا
جس سے یہہ فایدہ ہوا کہ مسلمان عموماً اون مکروہات سے بچے رہتے ہین
جنمین دوسرے مذہب کے لوگ اور خصوصاً مسیحی غلطان و پیچان ہین
اور چونکہ شریعت اسلام سہل ترین شریعت ہے اسلیئے عذر کافی پر ان وجبات
کو معاف بھی کر دیا اور چونکہ اس شریعت مین محنت شاقہ اور تکلیف مالا یطاق
جائز نہین اسلیئے رہبانیت کے لیئے بھی ممانعت کر دیگئی۔ لا رہبانیۃ فی الاسلام
عقلاً و فطرتاً تجرد دوامی کسی طرح جائز نہین خیال کیا جا سکتا لیکن بعض
یہودی اور اکثر نصاریٰ مرد اور عورتون نے خواہ مخواہ رہبانیت کو اپنے
اوپر جائز کر لیا ہے۔ رہبانیت کی ابتدا بھی مقدس پولوس کی وجہہ سے مذہب

[1] سید امیر علی

یسحی مین ہوی جسکا خود رجحان اس طرف پایا جاتا تھا[1] سنہ [illegible] عیسوی کی کونسل البرلیس مین پادریون کے لیئے عام حکم دیا گیا کہ شادی نہ کرین۔ یہہ مجاہد ین نفس امارہ خانقاہون مین اپنی تمام عمر بسر کرتے ہین[2] بیشک انکی ریاضت اور نفس کُشی پر تمام نصرانی دنیا ایک زمانہ مین فخر کرتے تھے لیکن اس چہوٹے تقدس کی قلعی آخر کو کہل ہی گئی جس سے ظاہر ہوگیا کہ فطرت انسانی کی اعتدال سے زیادہ مخالفت کیا خراب نتائج پیدا کرتی ہے افسوس تو یہہ ہے کہ ایسے واقعات سے بھی نصاریٰ کے کان نہ ہوئے گو لوتھر[3] نے اپنے مذہب مین پادریون کو شادی کرنے کی اجازت دیدی لیکن مذہب قدیمہ کے پیرو اوسی طرح لکیر کے فقیر بنے رہے اور اب تک اوسی حالت پر قایم ہین تصفیہ قلب اور تذکیہ دماغ کے وہ غیر ضروری اور نقصان وہ طریقہ جو راہبون اور قسیسون نے ایجاد کیئے تھے

---

[1] اول کورنتیون باب ۷ آیت ۸-۲۶-۲۷-۳۸-۴۰

[2] وہ مرد اور عورتین جو تمام عمر لذات نفسانی کو ترک کرکے عبادت کرنے کی قسم کھالیتی تھین منک اور نن کے نامون سے مشہور تھین یہ عورتین اور مرد اکثر اوقات ایک ہی مقام پر بسر کرتے تھے جو ناسٹری یعنے خانقاہ کے نام سے مشہور تھی ایسی خانقاہین یورپ مین قرن اوسط مین نہایت کثرت سے تھین لیکن اُسقف جرجیس اکرنے جب اپنا تالاب صاف کروایا تو چھ ہزار ۶۰۰۰ بچونکی کھوپریان نکلین۔

[3] یہ جرمن کے ایک بزرگ تھے جیسا کہ پندرھوین صدی مین ہوئی تھے انہین کا مذہب پرانسٹنٹ کا بانی یہی شخص تھا۔

اونکی بھی شریعت اسلام مین قطعی طور پر ممانعت کردی گئی ہے[۱]۔ گو انجیل یعنی آداب ظاہری کا منسوخ ہونا نہین ثابت ہوتا لیکن اگر یہہ بھی تسلیم کرلیا جائے تب بھی قرآن کو انجیل پر فوق حاصل ہو گا کیونکہ انجیل نے آدمی کے ظاہر کو چھوڑکر صرف باطن پر توجہ کی ہے۔ لیکن قرآن نے انسان کے ظاہر و باطن دونون کو ایک کردیا۔ یہہ تو وہ اصلاحین تھین جو مذہب عیسوی اور موسوی کے مقابلہ مین کہی جاسکتی ہین لیکن اگر اون باتون کا ذکر کیا جائے جنمین خاص عرب کے رہنے والے بت پرست ڈوبے ہوئے تھے تو ایک طول وطویل داستان ہوگی۔ ایک مسیحی عالم[۲] کا بیان ہے کہ حضرت محمد صلعم ایسے زمانہ مین مبعوث ہوئے جب لڑکیان منحوس سمجھی جاتی تھین اور زندہ دفن کردیجاتی تھین اور متوفی کی عورتین جائداد کی طرح ورثا باہم تقسیم کرلیتے تھے۔ مختصر طور پر کہا جا سکتا ہے کہ اسلام نے بت پرستی دختر کشی آدمی کی قربانی کثرت ازدواج مے کشی اور ماون سے نکاح کرنے کی قبیح رسمین موقوف کرادین۔

---

[۱] ان راہبون کا یہ قاعدہ تھا کہ اکثر بدن کی جلد پر سخت بالون کے بنے ہوئے کپڑے پہنے رہتے تھے۔ فاقے کرتے تھے اور طرح طرح سے اپنے نفس کو اذیتین پہنچاتے تھے چنانچہ اوقات معینہ پر ننگے پیٹ پر کوڑے بھی کھایا کرتے تھے۔

[۲] ڈاکٹر لیٹنر۔

پھر مصنف نے صفحہ ۱۰۸ سے ۱۱۲ تک ایک خاص طرز سے جو مسیحیوں کے لیے مخصوص ہے اپنی کتاب کے دیکھنے والون کو نصیحت کی ہے اور جسکے بابت ہم کچھ لکھنا نہین پسند کرتے صرف ایک امر قابل گذارش ہے کہ مصنف کا یہہ بیان کہ انجیل کے سب احکام صرف باطنی ہین درست نہین ہے اور اسکے لیے ہم کافی وجوہ بھی تحریر کر چکے ہین آخرین مصنف نے صفحہ ۱۱۴ سے ۱۲۰ تک اس امر کو بیان کیا ہے کہ قیامت کے روز ایک شفیع کی سخت ضرورت ہی لیکن چونکہ سب انسان گنہ گار ہین اور ایک گنہگار دوسرے گنہگار کی شفاعت نہین کر سکتا اسلیئے لازم آیا کہ شفاعت کرنیوالا آدم زاد کے قسم سے نہ ہو۔ لیکن مصنف بھول گئے کہ مسلمانون کے نزدیک تمام انبیاء کرام معصوم ہین اور اون سے کوی گناہ سرزد نہین ہوا اور اس امر کا جواب کہ دیگر انبیائے کرام شفیع روز محشر کیون نہین ہین یہہ ہے کہ چونکہ محمد صلعم خاتم المرسلین اور سب سے زیادہ اولوالعزم پیغمبر ہین اسلیئے شفاعت کا کام آپ ہی کے لیے موزون تھا اور آپ کے یہ ہی پر منحصر رکھا گیا۔ مصنف کا یہہ کہنا بھی درست نہین کہ مسیح نے خدا کے سامنے ایسا کفارہ اور قربانی دی ہے کہ خدا اوسکے سبب بندونکے ساتھ تمام گناہون سے درگذر کرتا ہے۔ کیونکہ اول تو مسیح کا مصلوب ہونا ہی امر متنازعہ فیہ ہے اور دوسرے اگر نجات آخری کا وسیلہ کسی بزرگ

ہوین کی شہادت ہی پر منحصر ہے تو یہہ ضرورت بہی شہادت کبھی امام حسین ؑ سے پوری ہو گئی ہے اور جسکے مقابل مین مسیح کی شہادت کچھہ بھی نہین

تیسری فصل

"اوس نجات کے بیان مین جو یسوع مسیح کے ذریعہ سے عمل مین آئے" مسیح کے نجات کی کیفیت جو مصنف نے انجیل کی ایات کے بموجب اپنی کتاب مین صفحہ ۱۲۱ سے ۱۲۳ تک لکھی ہے اوسکے بابت ہمین کچھہ کہنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی۔ اسلام صاف طور پر بتا رہا ہی کہ شفیع روز محشر خاتم المرسلین ہین پس مسلمانون کو انجیل محرف کی آیتونکو تسلیم کر لینے کی ضرورت نہین۔ اسکے بعد اون پیشین گوئیون کا ذکر کیا گیا ہے جو مصنف کے نزدیک مسیح اور اونکی نجات دینے کے بابت کتب عہد عتیق مین پائی جاتی ہین لیکن ہمکو یہہ عرض کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان پیشین گوئیون مین بعض مسیح کے بابت ہین بعض محمد صلعم اور آپکی شفاعت کے بیان مین اور بعض ایسے ہین جو نہ مسیح کی کچھہ خبر دیتے ہین اور نہ محمد صلعم سے کچھہ علاقہ رکھتے ہین۔

(۱) مصنف فرماتے ہین کہ "ہمارے پہلے باپ یعنے آدم کو اوس نجات دینے والے کے بابت خدا کی طرف سے اس طرح خبر دی گئی کہ وہ یعنی نجات دہندہ سانپ یعنی شیطان کے سر کو کچلے گا حاصل مطلب یہہ ہے

کہ وہ آنیوالا نجات دہندہ آدمیون کو شیطان اور گناہون سے نجات دیگا
ہمنے کتاب پیدایش کو جہان کہین حضرت آدم کا ذکر کیا گیاہے بہت
غور سے پڑھا لیکن ہمین افسوس ہے کہ کوی اس مضمون کی آیت ہمنے
نہین دیکھی اسلیئے اگر یہان مسیح کے بابت کسی قسم کی پیشین گوی ہی
تو وہ صرف مصنف کے خیال مین ہے[1]

(۲) "خدانے ابراہام سے کہا کہ تیری نسل سے زمین کی ساری اُمتین
برکت پاوینگی" مصنف کے نزدیک اس سے مسیح مراد ہین لیکن دراصل
یہہ پیشین گوی نبی عرب کے لیئے ہے کیونکہ ہم پیشتر بیان کر چکے کہ مسیح
کی رسالت خاصہ تھی اور ساری روے زمین کی اُمتین صرف شریعت
اسلام سے برکت پا سکتی ہین جو تمام دنیا کے لیئے جاری کی گئی ہے
(۳) "اور پھر خدانے اوس نجات دینے والے کے بابت

[1] عیسائیون نے تاویلات دور از قیاس کی تو قسم کھالی ہے پیدایش مین فصل سیوم کی آیت پانزدہم
یعنے (مین تیری اور عورت کے اور تیری نسل اور اوسکی نسل کے درمیان دشمنی ڈالونگا وہ تیرے سر کو
کچلے گے اور تو اوسکی ایڑی کو کاٹے گا) سے سوائے اس امر کے کہ انسان اور سانپ کے
درمیان ہمیشہ دشمنی رہیگی اور کسی قسم کی پیشین گوی نہین پای جاتی دراصل پادریوکو دنیا مین
صرف دو کام رہگئے ہین ایک تو مسیح کی خبر کتب عہد عتیق سے دریافت کرنا دوسرے محمد صلعم کی
زندگی اور اونکی تعلیمات پر خواہ مخواہ اعتراض جمانا۔

موسے کو خبر دی ہے کہ وہ بڑا پیغمبر ہوگا کہ خدا اوسکو بنی اسرائیل کے
فرقے سے ظاہر کرے گا اور وہ خدا کے حکم اور طریق لوگونکو سکھلا دیگا
جیساکہ موسے کے پانچوین کتاب کی اٹھارہ فصل کی اٹھارہوین
اور اونیسوین آیت مین لکھا ہے کہ مین اونکے لیئے اونکے بھائیون مین سے
تجھسا ایک نبی قایم کرون گا اور اپنا کلام اوسکے موکھہ مین ڈالونگا
دراصل یہہ پیشین گوئی پیغمبر آخرالزمان کے لیئے ہے یہہ ایسی پیشین
گوئی ہے جسکے لیئے بہت کچھہ دونو جانب سے کہا گیا ہی ہمارے
مصنف میزان الحق نے بھی اپنی کتاب کے تیسرے باب کے پہلی
فصل مین اس پیشین گوئی پر خامہ فرسائی کی ہے لیکن چونکہ اس
فصل مین بھی اس پیشین گوئی کا ذکر کیا گیا ہے اسلیئے یہی مناسب ہے
کہ اسی مقام پر اسکے بابت بحث کیجاوے مصنف مذکور نے جو
اعتراض باب سیوم مین کیئے ہین اوسکا بھی جواب اسی مقام پر
دیا جاتا ہے مصنف کہتے ہین کہ پہلی آیت جو علمائے اسلام
محمد صلعم کی خبر بناکر ذکر کرتے ہین اور اوسے عمدہ آیت جانتے ہین
موسے کے پانچوین کتاب کی ۱۸ باب کے ۱۵ آیت ہے جو
موسے نے خدا کے کہنے کے بموجب بنی اسرائیل سے فرمایا ہی
کہ خداوند تیرا خدا تیرے لیئے تیرے درمیان تیرے ہی بھائیون مین

سے میرے مانند ایک نبی قایم کریگا تم لوگ اوسکی طرف کان دہر لو۔ اٹھارہوین آیت مین فرمایا ہے کہ مین اونکی لیے اونکے بھائیون مین سے تجھسا نبی قایم کرونگا اور اپنا کلام اوسکے منھہ مین ڈالونگا۔ اور جو کچھہ مین اوسے فرماونگا وہ اوسے کہیگا۔ اس آیت کے بارے مین محمدی دعوے کرتے ہین کہ تیرے بھائیون مین سے۔ عرب کی طرف اشارہ اور نسبت ہے۔ کیونکہ عرب کی بعض قومین اسمعیل بن ابراہیم کی نسل سے ہین اور کہتے ہین کہ یہہ مراد محمد صلعم سے ہے لیکن جو کوئی ان آیتونکو فکر اور غور سے تعصب کو چھوڑکر پڑھیگا وہ جلد دریافت کریگا کہ آیت کے معنی وہ نہین ہین جو محمدی لوگ کہتے ہین کیونکہ پندرہوین آیت مین حضرت موسے نے بنی اسرائیل کو مخاطب کرکے صاف کہا ہے کہ خداوند تیرے ہی درمیان سے ایک پیغمبر مبعوث کریگا۔ پس ظاہر ہے کہ تیرے بھائیون مین سے کے الفاظ بھی بنی اسرائیل ہی سے نسبت رکھتے ہین نہ اسماعیل کی نسل سے جس سے عرب کی بعض قومین ہوئی ہین مگر محمدی یا تو سہو سے یا دیدہ و دانستہ تیرے درمیان سے کے الفاظ نظر سے ڈالتے ہین تاکہ اس آیت کو اپنے مطلب کے موافق کرین سو گو فرض کیا جاے کہ یہہ الفاظ آیت مین داخل نہ ہوتے تو بھی محمدیون کا مطلب حاصل نہ ہوتا کیونکہ پہلے تو الفاظ تیرے بھائیون مین سے اور

تمہارے بھائیون مین سے توریت کی ایک مشہور اصطلاح اور عام
محاورہ ہے جسکے معنی اور مصداق بنی اسرائیل کی قوم ہے جیسا کہ توریت
کی بہت آیتون سے معلوم اور ثابت ہوتا ہے مثلاً موسے کی اوسے پانچ
کتاب کی پندرہ باب کے سترہ آیت مین مرقوم ہے کہ اگر تمہارے بیچ
تمہارے بھائیون مین سے تیری سرحدمین تیری اوس سرزمین پر جسے
خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے کوئی مفلس ہووے تو اوس سے سخت
دلی مت کیجیو۔ اور اپنے مفلس بھائی کی طرف سے اپنا ہاتھ مت کھینچیو
پھر سترہ باب کے پندرہ آیت مین لکھا ہے کہ تو اوسکو اپنا بادشاہ کیجیو
جسے خداوند تیرا خدا پسند فرماوے تو اپنے بھائیون مین سے ایک کو
اپنا بادشاہ کیجیو اور کسی اجنبی کو جو تیرا بھائی نہین ہے اپنا بادشاہ نکریگا
پھر چوبیس باب کے ۱۴ آیت مین مذکور ہے کہ تو اپنے غریب و محتاج
چاکر پر ظلم نہ کرنا خواہ وہ تیرے بھائیون مین سے ہو خواہ مسافر جو تیری
زمین پر تیرے بھائیون کے اندر رہتا ہو۔ اب ان آیتون سے صاف
ظاہر ہے کہ تیرے بھائیون مین سے کے الفاظ کا مصداق خود بنی اسرائیل
ہی کی قوم ہے۔ پس اس قرینہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آیت متنازعہ
فیہ مین بھی اون الفاظ سے قوم بنی اسرائیل ہی مراد ہے۔ اس تقریر سے
کہ خدا اوس نبی کو تجھ سے تیرے بھائیون مین سے یعنے تیرے ہی قوم سے

نہ کہ اور قوم سے مبعوث کرے گا پس تیرے بھائیون کا لفظ تاکید کے لیے بڑہا دیا گیا ہے۔ ثانیاً۔ توریت کی آیتون سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ پیغمبر جسکا بنی اسرائیل سے وعدہ ہوا تھا یعنے وہ ذریت جسکا ابرہام کو وعدہ دیا گیا تھا کہ اوسکے سبب سے جہان کی سب قومین برکت پاوینگی اسحاق و یعقوب کی نسل سے مبعوث ہوگا نہ یہہ کہ اسماعیل کی نسل سے۔ جیساکہ ان آیتون سے ظاہر ہے۔ یعنے موسے کی پہلی کتاب کی ۲۱ باب کے ۱۰ آیت سے ۱۲ تک مرقوم ہے کہ سارہ نے ابراہیم سے کہا کہ اس لونڈی یعنے ہاجرہ اور اوسکی بیٹی یعنے اسماعیل کو نکال دے کیونکہ یہہ لونڈی بچہ میرے بیٹے اسحاق کے ساتھ وارث نہ ہوگا۔ اور ۱۲۔ آیت مین خداے تعالے ابرہام سے فرماتا ہے کہ وہ بات اس لڑکے اور تیری لونڈی کے بابت تیری نظر مین بری نہ معلوم ہو سب کچھ جو سارہ نے تجھہ سے کہا مان کیونکہ تیری نسل اسحاق سے کہلائیگی اور اوسی کتاب کے ۲۲۔ باب کے ۱۸۔ آیت مین مرقوم ہے کہ خدا نے ابرہام سے کہا کہ تیری نسل سے زمین کی ساری اُمتین برکت پاوینگی کیونکہ تونے میری بات مانی پھر اوسی کتاب کے ۱۷۔ باب کے ۱۹۔ آیت سے ۲۱ تک لکھا ہے کہ خدا نے ابرہام سے کہا کہ مین اسحق اور اوسکی اولاد سے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہے کرونگا یعنے وہ بڑا پیغمبر اور

سو موعود نجات دینے والا اسحاق کی اولاد سے ہوگا نہ اسمٰعیل کی اولاد سے
پھر اوسی کتاب کے ۲۶ باب کے ۳ اور ۴ آیت مین خدا اپنے
اس وعدہ کی تکرار کرکے اسحاق سے کہتا ہے کہ زمین کی سب قومین
تیری نسل سے برکت پاوینگی پھر اوسی کتاب کے ۲۸ باب کے ۱۰
آیت سے ۱۵ تک مین خدا نے اسحاق کی بیٹے یعقوب سے بھی یہی وعدہ
کیا اور انجیل مین گلیتیون کے ۳ باب کے ۱۶ آیت مین مذکور ہے کہ
کہ وہ نسل جسکا ابرہام اور اسحاق اور یعقوب سے وعدہ ہوا ہے اور
دنیا کی سب قومین اوس سے برکت پاوینگی مسیح ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے
کہ ابرہام اور اوسکی نسل سے وعدہ کیے گئے سو وہ اوسے نہین کہتا
کہ تیری نسلون کو جیسا بہتون کے واسطے بلکہ جیسا ایک کے واسطے
کہتا ہے کہ تیری نسل کو سو وہ مسیح ہے۔ خلاصہ ان آیتون کے مضمون
سے صاف معلوم ہوا کہ وہ بڑا شخص اور نبی جو توریت مین ابرہام اور
اسحاق اور یعقوب اور موسے کو وعدہ دیا گیا تھا کوی اور نہین ہے
مگر یسوع مسیح۔ ثالثاً خود مسیح نے یوحنا کے ۵ باب کے ۴۶ آیت
مین کہا ہے کہ اگر تم موسے پر ایمان لاتے تو مجھ پر بھی ایمان لاتے۔
اسلیے کہ اسنے میرے حق مین لکھا ہے۔ پس درجاے کہ اب مسیح نے
اپنے تئین موسے کی خبر کا مصداق ٹھرایا ہے تو بخوبی ظاہر ہو گیا کہ

محمدیونکا دعوی باطل ہی۔ پہلی دلیل جو مصنف نے اپنے دعوے کے ثبوت مین بیان کی ہے اسکا سارا مطلب یہہ ہے کہ "تیرے درمیان" کے الفاظ سے بنی اسرائیل مراد ہین لوقا نے کتاب اعمال مین اس آیت کو نقل کیا ہے لیکن اوس مین "تیرے ہی درمیان" کے الفاظ نہین پائے جاتے اسی طرح توریت کا ایک بہت قدیم نسخہ جو زبان عربی مین ہی اور حال مین مطبوع ہوا ہے[1] اوس مین بھی "تیرے ہی درمیان" کے الفاظ نہین پائے جاتے پس گمان غالب ہے کہ یہہ جملہ متاخرین کی ایجاد ہے اسی تحریف کو ہم فصل سوم مین ثابت کر چکے۔ یہہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ توریت مین بنی اسرائیل کو کبھی بصیغہ واحد خطاب کیا ہے اور کبھی بصیغہ جمع اسلیئے "تیرے بھائیون" کے الفاظ سے دونون معنی لیے جا سکتے ہین یعنے بنی اسرائیل بھی اور بنی اسماعیل بھی۔ لیکن جب تک توریت محرف رہیگی مسیحیون اور مسلمانون مین اسکا فیصلہ نہین ہو سکتا

ان جملونکو چھوڑ کر "میرے مانند ایک نبی" کے الفاظ پر غور کرنا لازم ہے اور دیکھنا چاہیے کہ آیا حضرت موسے کے واقعات زندگی حضرت عیسی کے واقعات زندگی سے مشابہ ہین یا محمد صلعم کے۔ یون تو

---

[1] یہ نسخہ قدیم مسٹر ولیم ہوی سیٹی مجسٹریٹ لکھنو کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا۔ اور انہین کی ایما سے منشی نولکشور کے مطبع مین چھپا۔ یہہ نسخہ عربی بہت قدیم زمانہ کا ہی متن عربی ہے اسکے بین السطور ترجمہ فارسی لکھا گیا ہی

محمدی علمانے ایکسوسے بھی زیادہ مشابہتین پیش کین ہین اور علمائے مسیحی حضرت مسیح کی گواہی کو کافی سمجھے ہوے بیٹھے ہین تاہم یہان پر حضرت موسےٰ کے حالات سے مسیح اور محمد صلعم کے حالات کا مقابلہ کیجئے۔ حضرت موسےٰ بنی اسرائیل کے سردار تھے محمد صلعم کو بنی اسمٰعیل پر تسلط حاصل تھا جس طرح موسےٰ نے بحکم خدا کفار سے جہاد کیا اوسی طرح آپکو بھی جہاد کا حکم ملا جس طرح حضرت موسےٰ نے مدین کو ہجرت کی اوسی طرح محمد صلعم نے مدینہ کو جس طرح حضرت موسےٰ نے اپنے بھائی ہارون ع کو اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا اُسیطرح محمد صلعم نے اپنے بھائی حضرت علیؑ کو خلیفہ قرار دیا حضرت موسیٰ نے کفار سے جہاد کیا حضرت عیسےٰؑ کو جہاد کا کبھی موقع نہ ملا حضرت موسےٰ کی کئی بیبیان تھین حضرت عیسےٰ نے کبھی شادی ہی نہین کی حضرت موسےٰ نے توحید کی تعلیم دی حضرت عیسےٰ نے (معاذاللہ بہ عقائد نصاریٰ) تثلیث کی۔ حضرت موسےٰ انسان تھے اور حضرت عیسےٰ خدا برخلاف لسکے ان سب باتون مین حضرت موسےٰ اور نبی آخرالزمان سے مماثلت تھی۔ ثانیاً یہہ دلیل کہ وہ پیغمبر جسکا بنی اسرائیل سے وعدہ ہوا تھا اسحاق اور یعقوب کے نسل سے مبعوث ہوگا صحیح نہین کیونکہ اس تحریف کے نسبت بھی ہم تیسری فصل مین ذکر کرچکے کوئی شک نہین

کہ یہہ تحریفین اسی قسم کا فائدہ اوٹھانے کی غرض سے کی گئی تھین۔
ثالثاً مسیحیون کے اصرار پر ہم تسلیم کرتے ہین کہ مسیح نے یوحنا کے ۵ باب کے
چالیسوین آیت مین فرمایا کہ اگر تم موسےٰ پر ایمان لاتے تو مجھ پر بھی ایمان
لاتے کیونکہ اوسنے میرے حق مین لکھا ہے بیشک اگر مسیح کے اسی پیشین
گوئی سے مراد تھی تو علمائے محمدی یقیناً غلطی پر ہین لیکن اوس حالت مین
مسیح بھی موسےٰ کے مانند ایک پیغمبر ہو جائینگے اور پھر یوحنا کی انجیل مین
جو مسیح کی الوہیت کے بابت لمبی چوڑی باتین ہین سب خاک مین ملجائینگی
تعجب ہے کہ جب ہم مسیحیون سے اس عجیب وغریب اجتماع ضدین کے
بات کوئی سوال کرتے ہین تو وہ جواب دینے سے عاجز ہوتے ہین
اور دعوے بلا دلیل پیش کرکے اصرار کرتے ہین کہ اسے ضرور مان لو۔
پس اگر نصاریٰ کو مسیح کی الوہیت قایم رکھنا منظور ہے تو اونکو اس
پیشین گوئی کو مسیح کی طرف سے منسوب کرنے سے باز آنا پڑے گا۔
(۴) اور پھر خدا نے داود پیغمبر کو جتایا ہے کہ یہہ نجات دینے والا
تیری اولاد سے ظاہر ہوگا اور وہ ہمیشہ بادشاہی کرے گا جیسا کہ ۲
سموئیل کی سات فصل کی ۱۲ و ۱۳ آیتون مین مرقوم ہے کہ جب
تیرے دن پورے ہونگے اور تو اپنے باپ دادون کے ساتھ سو رہیگا
تو مین تیرے تخم کو جو تیرے صلب سے ہوگا برپا کرونگا اور اوسکی

سلطنت کا بندوبست کرونگا اور وہ میرے نام کا ایک گھر بنا دیگا
اور مین اوسکی سلطنت کا تخت ابد تک قایم کرونگا۔ یہہ پیشین گوی
کھولی ہوی حضرت سلیمان کے لیے ہے۔ کیونکہ خدا کا گھر یعنی بیت المقدس
اونھین کا بنوایا ہوا ہے اور وہ حضرت داؤد کے نسل سے بھی تھے
اور صلب سے بھی۔ بیشک اونکی سلطنت ایسی تھی جسکا ذکر ابھی تک
تعجب سے کیا جاتا ہے۔ اگر ہمارے پادری صاحب اس پیشین گوی کو
مسیح کی طرف تعبیر کرتے ہین تو اونکو یہہ بھی ماننا پڑے گا کہ مسیح حضرت
داؤد کے صلب سے تھے

(۷) اور پھر اوس نجات دینے والے کے ظہور کا وقت یعقوب نے
توریت مین یعنی موسے کے پہلی کتاب کے ۴۹ فصل کی ۱۰ آیت
مین ذکر کیا ہے کہ نہ حکومت یہودا سے نہ عصا اوسکے ہاتھون مین سے
جاتا رہے گا جب تک سیلا یعنی مسیح نہ آوے اور قومین اوسکی فرمانبردار
ہونگی" در حقیقت یہہ نبی عربی کی بعثت کی خبر ہے اور مسیح سے اسے
کچھ تعلق نہین۔ سلطنت سے اس مقام پر مراد سلطنت دنیا نہین
ہو سکتی کیونکہ مسیح سے کئی سو برس پیشتر آل یہودا سے سلطنت جاتی
رہی تھی۔ البتہ نبوت اور رسالت یہودیون مین اسیطرح جاری تھی
پس یہان سلطنت سے مراد نبوت اور رسالت ہے جو دین کی

پادشاہت کہی جا سکتی ہے۔ آل یہودا مین نبوت اور رسالت کا
سلسلہ بعثت جناب محمد مصطفےٰ صلعم تک ختم ہوا تھا اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام
یہود مین سب سے آخری رسول تھے پس ظاہر ہے کہ شیلا سے
کنایہ ہے جناب خاتم المرسلین کی طرف جنکی بعثت کے بعد دین کی سلطنت
بنی اسرائیل کے ہاتھ سے نکلکر بنی اسمٰعیل کے قبضہ مین آگئی۔

(۸) اوس نجات دینے والیکے ظہور کے وقت کو خدا نے دانیال پیغمبر کے
کتاب کے ۹ فصل کی ۲۴ آیت سے ۲۷ تک فرمایا ہے کہ ہفتاد
ہفتہ تیری قوم پر اور تیری مقدس شہر پر شرارت بند کرنے کو اور تیرے
خطاؤن پر ختم کرنے کو اور گناہ کا کفارہ کرنے کو اور صداقت ابدی
پہونچانے کو اور رویات اور انبیا کا ختم کرنے کو اور قدوس القدوسین
کا مسح کرنے کو معین کیے گئے ہین سو تو بوجھ اور سمجھ کہ یروشلم کے ٹھہرانے
اور بنانے کا فرمان نکلنے سے المسیح الامیر تلک ہفت ہفتے ہین اور باسٹھ
ہفتہ بازار اور چوک ٹھہرایا اور بنایا جائے گا پھر تنگی کے دنون مین اور
باسٹھ ہفتہ کے بعد مسیح منقطع کیا جائے گا اور اوسکا کچھ نہین اور
لوگ اوس امیر کے جو چڑھ آویگا شہر اور مقدس کو غارت کرینگے اور
اوسکے اصل سیلان مین ہو گئے اور اجل تک ٹھہرائے خرابیون کا
حکم ہی اور ایک ہفتہ عہد بہتیرون سی ثابت کرے گا اور اوس ہفتہ کا

ادہا ذبیحہ اور ہدیہ موقوف کرے گا۔ ہم ایک امر ضروری ناظرین کی
خدمت مین عرض کرنا چاہتے ہین کہ مصنف نے صحیفہ دانیل کی آیتونکو لفظ بلفظ نقل
نہین کیا بلکہ صرف مطلب لکھدینے پر اکتفا کی ہے۔ لیکن ہم افسوس
کرتے ہین کہ مصنف نے سہوًا نہین عمدًا (کیونکہ پادری صاحب ایسے
بھولے نہین کہ ان آیتون کے مطلب کو نہ سمجھین) ان آیتون کے
مطلب کو ایسا غلط تحریر کیا ہے کہ جس سے وہ لوگ جنہون نے کتب
عہد عتیق کو کبھی اوٹھا کر نہین دیکھا ممکن ہی نہین کہ دہوکھے مین نہ
پڑجاوین۔ کسی دوسری کتاب کے الفاظ کو اپنی تصنیف مین قطع
وبرید کرکے بطور سند پیش کرنا سخت معیوب ہے اور ہمین یقین ہے
کہ پادری صاحب بھی اسکو خوب سمجھتے ہونگے اب ہم اون آیتون کو
بعینہٖ اوسی طرح نقل کرتے ہین جسطرح صحیفہ دانیل مین مندرج ہین
"ستر ہفتہ تیرے لوگون اور تیرے مقدس کے لیے مقرر کی
گئی ہین تا کہ اس مدت مین شرارت ختم ہو اور خطا کاریان آخر ہوجاوین
اور بدکاری کے بابت کفارہ کیا جائے اور ابدی راستبازی
پیش کیجاوے اور اوس رویت اور نبوت پر مہر ہووے اور اوسیر
جو سب سے زیادہ قدوس ہے مسح کیا جاوے سو تو بوجھ اور سمجھ
کہ جسوقت سے یروشلم کی دوبارہ تعمیر کا حکم نکلے مسیح بادشاہ زادہ تک

سات ہفتہ ہین اور باسٹھ ہفتہ۔ اوس وقت بازار پھر تعمیر کیے جاینگے
مگر تنگی کے دنون مین اور باسٹھ ہفتہ کے بعد مسیح قتل کیا جاوے گا
پر نہ اپنے لیے اور بادشاہ جو آوے گا سو اوسکے لوگ شہر اور مقدس
کو غارت کرینگے اور اونکا آخر آویگا گویا طوفان کے زور سے اور
آخر تک لڑائی رہیگی اور مقرر کی ہوی خرابیان ہونگی اور وہ اوس
عہد کو بہتون کے ساتھ اوس ہفتہ مین قایم کرے گا اور ہفتہ کے
بیچ ذبیحہ اور ہدیہ موقوف کرے گا اور فصلون پر اوجاڑنے والے
مکروہات دھرے جاوینگے یہانتک کہ اوسکے بالکل غارت ہو
اور وہ بلا جو مقرر کی گئی ہے اوس اوجاڑنے والے پر واقع ہوگے"
صاف ظاہر ہے کہ ان آیتون سے حضرت مسیح کی بعثت ہرگز
نہین مراد ہو سکتی کیونکہ اول تو مسیح اس پیشین گوی کی پانچسو برس بعد
پیدا ہوے حالانکہ صرف ستر ہفتہ کی قید ہے دوسرے یہ بھی
غلط ہے کہ یروشلم کے تیار ہونے کے باسٹھ ہفتہ کے بعد حضرت
عیسے قتل کیے گئے تیسرے مسیح کے بعد فوراً کون بادشاہ آیا
جسنے مقدس شہر اور اوسکے لوگون کو غارت کیا۔ اور جسکی آمد طوفانکی
طرح تھی۔ اور مقررہ کی ہوی خرابیان ہوئین اور ہفتہ کے اندر ذبیحہ
اور ہدیہ موقوف ہوگیا۔ اور فصلون پر مکروہات رکھے گئے۔

اور پھر مقرر کی ہوئین بلائین اوس اوجاڑنے والے پر واقع ہوئین؟
یہہ صحیح ہے کہ مسیح کے بعد روم کے بادشاہ نے یروشلم کو
تاراج کیا لیکن یہہ واقعہ صعود مسیح کے چالیس برس بعد ہوا مسیح کے
لفظ سے اگر حضرت عیسے مراد لیے گئے تو یہہ بھی غلط ہے کیونکہ
مسیح تو یہودیون کا عام محاورہ تھا اور بہت سے لوگون کے لیے
استعمال کیا گیا ہے۔
(۱۱) اوس نجات دینے والے یعنے مسیح کی تعلیم اور فروتنی اور
رنج اور موت کے بابت جو اوسنے آدم زاد کے نجات کے لیے
اپنے اوپر قبول کیا پیغمبرون نے اپنی کتابون مین یون خبر دی ہے
چنانچہ یشعیا نبی مسیح کی تعلیم کے بابت اپنی کتاب کے ۴۲ فصل کے
پہلی آیت سے ۴ تک خدا کی طرف سے کہتا ہے کہ دیکھو میرا بندہ
جسے مین سنبھالونگا میرا برگزیدہ جس سے میرا دل راضی ہے مین نے
اپنی روح اوسپر رکھی وہ قومون پر راستی ظاہر کریگا وہ نہ چلائیگا
اور اپنی صدا بلند نہ کریگا اور اپنی آواز بازارون مین نہ سنائیگا وہ
مسلے ہوی سینٹھے کو نہ توڑیگا اور سن جس سے دہوان اوٹھتا ہے نہ
بجھائیگا جب تک راستی کو امن کے ساتھ ظاہر نہ کرے وہ نہ گھٹیگا
اور نہ تھکیگا جب تک راستی کو امن پر قایم نہ کرے اور جزیرہ اوسکے

شریعت کے منتظر ہونگے"۔ مصنف مذکور اس پیشین گوئی کے
بابتہ باب سوم کی فصل اول مین فرماتے ہین کہ "اب دیکھو کہ خود آیت کی
لفظون سے ثابت اور یقین ہوتا ہے کہ یہ آیتین محمد سے کچھ تعلق نہین
رکھتین کیونکہ محمد مین ایسی خاکساری و تحمل اور ایسی اعلی تعلیم نہ تھی وہ تو وہ
اپنی قوم و لشکر کا سردار بنکر اپنے نہ ماننے والون سے لڑا اور اکثر اوقات
لڑائی اور جہاد ہی مین مصروف رہا بلکہ یہ آیتین مسیح سے منسوب ہین اور
اسی پر صادق آتین جیسا کہ انجیل مین متی کی ۱۲ باب کی ۱۵ آیت سے
۱۷ تک بیان ہوئی ہین اور وے کلمات مسیح کے حلم اور فروتنی ظاہر
کرتے ہین کہ جب تک دنیا مین تھا اسی طریق پر چلا آتا ہے اور روز بروز
پورا ہوتا جائے گا کیونکہ بالفعل مسیحی لوگ محمدیون سے دگنے ہین اور
روز بروز بڑھتے جاتے ہین چنانچہ اندلون فی زماننا اندلون کی فی
زماننا عین تکمیں ہے! مسیحی ملت عالم کے اکثر جزیرون اور ولایتون مین
مشہور و قایم ہے۔ خلاصہ یہ کہ آیات مذکورہ مسیح پر منسوب ہین اور
محمد سے انھین کوئی علاقہ نہین"

اکثر مسیحی یا تو تعصب کی وجہہ سے یا جناب رسول مقبول کے حالات زندگی سے
پوری طور پر واقف نہونے سے اس قسم کی دلیل پیش کرتے ہین لیکن
ہمارے مصنف میزان الحق ان واقعات سے لاعلم کسیطرح نہین کہے

جا سکتے اور کوئی شک نہین کہ انہون نے دیدہ دانستہ اُنسے چشم پوشی
کی ہے۔ اگر انصاف پسند مسیحی بنی عربی کے حالات زندگی کو بغور ذرا
ملاحظہ فرمائین تو انہین معلوم ہو جائے گا کہ درحقیقت محمد صلعم کا صبر و
تحمل حضرت عیسےٰ سے بڑھا ہوا تھا غزوہ اُحد مین کفار سے آپکو کیسی کیسی
اذیتین پہنچین لیکن آپنے انکے حق مین دعائے خیر کی اور فرمایا کہ اُے
اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ سب نا سمجھ ہین ایک مرتبہ ایک
یہودی نے جناب رسول اللہ سے اپنے خرمون کے دام مانگے اور
کلمات سخت و سست آپکی شان مین استعمال کئے اور آپکی ردا اس زور سے کھینچی
کہ آپکی گردن کی کھال تک چھلگئی۔ خلیفہ ثانی آپکے ہمراہ تھے اور انکو
یہہ دیکھکر نہایت طیش آیا لیکن جناب رسول خدا نے مسکرا کر فرمایا کہ
اس شخص کو اسکے صلے مین کچھ حصہ زیادہ خرمے دو جنگ خیبر مین تو ایک
یہودیہ نے غضب ہی کیا کہ دعوت کے بہانے طعام مسموم آپکے سامنے
رکھدیا جسکو کھا کر آپکے ایک صحابی تو فوراً جان بحق تسلیم ہو گئے اور آپ پر
بھی اسقدر اثر ہوا کہ اسکے بعد ہمیشہ آپکو تکلیف رہی اور آخر مین اسی
زہر کی وجہہ سے آپنے وفات پائی لیکن آپنے اس یہودیہ سے کچھ بھی
تعرض نکیا۔ یہہ سب واقعے اس زمانے کے ہین کہ جب مسلمان تمام

لہ مدارج النبوت

عربستان مین سب سے بڑھے چڑھے تھے۔ سب سے زیادہ دل مین
چبھ جانے والا وہ واقعہ ہے جسکو بیان کرتے وقت سخت متعصب
عیسائی مورخین بھی بے اختیار ہوکر تعریف کرنے لگتے ہین اس ادا ے
قصاص کے واقعہ کو صاحب بحر المصائب اسطرح بیان کرتے ہین
کہ جب رسالت مآب نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اوسی
اثنا مین حضرت کو وہ مرض لاحق ہوا کہ جسمین دنیا سے آپنے انتقال فرمایا
پس چند روز قبل اپنی وفات کے جناب نے سب اصحاب کو جمع کیا اور
ممبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا ایہا الناس عنقریب ہے کہ مین اس دار فنا سے
طرف عالم بقا کے انتقال کرونگا...... ایہا الناس مین تم سبکو
قسم دلاتا ہون حق سبحانہ تعالے کی کہ اگر تم مین سے کسیکا میرے ذمہ ہے
حق یا قصاص ہو تو چاہیے کہ وہ ابھی اس حق کو مجھ سے لیلے اور اسکو
آخرت پر نہ رکھے پس جب حضرت نے یہ ارشاد فرمایا اسوقت ایک
شخص کہ نام اسکا سوادہ بن قیس تھا اور بروایتے نام اسکا عکاشہ ہے
سامنے ان حضرت کے آیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ قربان ہون
آپ پر ماں باپ میرے جسوقت کہ آپ طائف سے تشریف لاتے
تھے تو مین آپکے استقبال کو گیا تھا اور آپ ناقہ عضبا پر سوار تھے اور یارسول
اللہ اسوقت دست مبارک مین آپکے تازیانہ ممشوق تھا پس آپنے

وہ تازیانہ اٹھایا اور چاہا کہ ناقہ پر لگائیں ناگاہ وہ تازیانہ الٹ کر
میرے بطن پر لگا۔ پس نہیں معلوم کہ وہ تازیانہ مجھے عمداً لگایا یا سہواً
پس جناب رسالت مآب صلعم نے یہ سنکر فرمایا کہ سوا دہ معاذ اللہ یہ کب
ہو سکتا تھا کہ میں بیگناہ تازیانہ مارتا یہ کہکر بلال سے فرمایا کہ اے
بلال جا تو میری بیٹی فاطمہ زہرا صلعم کے گھر اور تازیانہ ممشوق کہ وہ
طویل اور باریک ہے وہاں سے لے آ پس بلال حسب ارشاد خدمت
باسعادت جناب رسول خدا صلعم سے رخصت ہو کر ہر کوچہ و گلی میں مدینہ
منورہ کے باآواز بلند کہتے تھے کہ ایہا الناس کون شخص دنیا میں سوائے
رسول خدا کے ایسا ہے جو قبل روز قیامت کے آپ قصاص دینے پر
راضی ہو پس بلال دولت سرائے جناب سیدہ پر حاضر ہوئے اور
آواز دی کہ اے دختر رسول خدا آپکے پدر بزرگوار نے تازیانہ طلب
فرمایا ہے۔ اور محرق القلوب میں منقول ہے کہ جب بلال تازیانہ
لیکر طرف مسجد رسول خدا صلعم کے روانہ ہوئے تو جناب سیدہ بادل محزون
اپنے پدر بزرگوار کے حال پر باآواز بلند روتی تھیں کہ ناگاہ امام حسن
اور امام حسین علیہما السلام دولت سرا میں داخل ہوئے دیکھا کہ جناب
سیدہ صلعم بے اختیار رو رہی ہیں پس دونوں صاحبزادے یہ حال اپنے
مادر گرامی کا دیکھکر نہایت ہی مضطرب ہوئے اور عرض کیا کہ اے

نادر حالی دقار سبب آپکے رونے کا کیا ہے اور کیون آپنے اپنا حال
اسقدر متغیر کیا ہے جناب سیدہ نے رو کر فرمایا کہ اے نور چشمون میرے
نانا تمہارے اسقدر مریض ہین کہ حضرت کو اپنی حیات سے ناامیدی
ہے اور اسوقت تمام اہل مدینہ سے رخصت ہوتے ہین مین نے
سنا ہی کہ ایک شخص شدت مرض اور ضعف مین ان حضرت سی طالب
قصاص ہے چنانچہ بلال ابھی تازیانہ مجھ سے لیگیا ہے پس اے
نور چشمون میرے تم دونو جلد اپنے نانا کی خدمت مین حاضر ہو اور
طالب قصاص سے کہو کہ نانا ہمارے نہایت ضعیف اور ناتوان
ہین اور بسبب شدت مرض کے متحمل قصاص کے نہونگے پس تجھے قسم ہی
ہمارے حقوق کی کہ جو تجھپر ہین اب قصاص لینے سے درگذر اور اے
پیارو میرے اگر وہ شخص قصاص سے درنگذرے تو تم دونون بہانے
عیوض مین اپنے نانا کے تازیانے کھانا اور اپنے بدن پر اذیت
تازیانون کے اٹھانا مگر میرے باپ بیمار کو قصاص سے بچانا راوی
کہتا ہے کہ یہ سنتے ہی دونون صاحبزادے روتے ہوے طرف
مسجد کے روانہ ہوے۔ پس جب دونون صاحبزادے داخل مسجد
ہوے اور جناب رسالت مآب نے حسنین کو روتے ہوے دیکھا
تو ایک مرتبہ ہاتھ پھیلا کر سینہ اقدس سے لگالیا اور اشک رخسارے

حسنین سے پوچھنے لگے اور فرمایا کہ اے نور چشمون میرے تم کیون
روتے ہو پس دونون صاحبزادون نے عرض کیا کہ اے نانا ہمنے
سنا ہے کہ سوادہ بن قیس آپسے طالب قصاص ہے اور حال آپکا
بسبب شدت مرض کے نہایت متغیر ہے پس ہم اسلیے آئے ہین کہ
سوادہ آپکے عیوض ہین ہم دونون سے قصاص لیوے بلکہ ایک
تازیانہ کے سو تازیانے ہمپر لگائے لیکن آپکو تکلیف ندے پس جناب سالتمآب نے
فرمایا کہ اے نور چشمون میرے اسمین ایک دوسرے کا عیوض اور بدل نہین
ہو سکتا جب تک کہ وہ خود لینے جسکے ذمہ قصاص ہے آپ اوانکرے
یہہ فرماکر فرمایا کہ اے سوادہ اُٹھہ اور قصاص اپنا مجھسے لے سوادہ نے
عرض کیا کہ یارسول اللہ تازیانہ آپکا میرے بدن برہنہ پر پڑا تھا پس
مین بھی چاہتا ہون کہ آپ بھی لباس اپنے بطن اقدس سے ہٹالین
پس حضرت نے یہہ سنکر پیراہن کو بطن مبارک سے ہٹالیا اسوقت
مسجد مین عجب تلاطم تھا تمام حضار مجلس ایک طرف بآواز بلند روتے
تھے اور حسنین علیہما السلام دوسری طرف روتے تھے اور نہایت
بیقرار تھے راوی کہتا ہے کہ جب سوادہ نے بطن اقدس جناب
رسول خدا کو برہنہ دیکھا پس منھہ شکم مبارک پر رکھدیا اور جناب باریمین
عرض کیا کہ اے خداوند غفار مین امیدوار ہون تجھ سے کہ بہ برکت

اس لبطن اقدس کے بروز قیامت مجھے آتش دوزخ سے محفوظ رکھنا
پس جب رسول خدا نے دیکھا کہ سوادہ سر اپنا لبطن اقدس سے
نہین اٹھاتا ہے تو فرمایا کہ لے سوادہ اب تجھے قصاص لینا منظور ہے
یا نہین سوادہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ اب مجھے ہرگز قصاص
لینا منظور نہین حضرت نے یہہ سنکر فرمایا کہ خداوندا مین امیدوار ہون
تجھ سے کہ گناہون سے سوادہ بن قیس سے درگذر جسطرح کہ وہ اپنے قصاص
سے دست بردار ہوا اور اسنے تیرے نبی سے قصاص نلیا[1] ایسی اعلی درجہ کی
خاکساری اور حلم و تحمل نبی ناصری مین ہرگز نہین پایا جاتا نہ اسکی انجیل
بھر مین کوی مثال موجود ہے ـ جملہ آخری (یعنی وہ مسلے سینٹی کو نہ توڑیگا
اور سن کو نہ بجھاوے گا جب تک کہ راستی کو اون کے ساتھ نکری الخ)
سے قیاس بھی ہے کہ یہہ پیشین گوی جناب خاتم المرسلین کی لیئے ہے
کیونکہ مسیح کی نبوت جیسا کہ ہم پیشتر بیان کر چکے صرف بنی اسرائیل کے
لیئے ہے اور شریعت محمدی تمام اقوام روے زمین کے لیے جاری
کی گئی ہے ـ

(۱۲) پھر مسیح اور اوسکی تعلیم کے بابت لیشعیاہ نبی نے ۶۱ فصل کے
پہلی آیت سے تیسری تک کہا ہے کہ خداوند خدا کی روح مجھپر ہے کیونکہ

[1] ایسے ایسے واقعات سیکڑون ہین لیکن طوالت کے خوف سے صرف چند واقعات پر اکتفا کی گئی

خداوند نے مجھے مسیح کیا تاکہ مین حلیمونکو بشارتین دون اوسنے مجھے
بھیجا ہی کہ مین دل شکستونکو دلاسا دون اور اسیرونکے لیئے رہائی اور بند ہونیکے لیئے
زندانسے نکلنے کی منادی کردون کہ خداوند کے مقبول سال کا اور ہمارے خدا
انتقام کے روز کا اشتہار دون تاکہ وے سب جو غمزدہ ہین تسلی پذیر ہون
اور سیحونکے غمزدونکو دون کہ اونکو راکھ کے بدلے جوبن اور توجہ کی جگہہ
خوشی کا روغن اور غمگین طبیعت کے عیوض ستایش کا خلعت بخشون
تاکہ وے صداقت کی شجر اور خداوند کے مزرعہ کہلاوین" یہہ
پیشین گوی نہ حضرت عیسیٰ کے لیئے ہے اور نہ محمد صلعم سے
کوی تعلق رکھتی ہے یشعیا نبی ہی خود اپنا حال بیان کررہے ہین
(۶۱-۱-۳) "اور مسیح کی فروتنی اور رنج اور موت کے بابت
یشعیاہ نبی کی ۵۲ فصل کی ۳ و ۴ و ۱۵ آیتون مین ذکر ہوا ہے
کہ دیکھو میرا بندہ دانائی سے کامیاب ہوگا وہ بالا اور ستودہ اور
نہایت بلند ہوگا جس طرح بہتیرے تجھے دیکھکر دنگ ہوگئے اوسکا
چہرہ ہر ایک بشر سے زائد اوسکی ہیکل بنی آدم سے زیادہ بگڑ گئی
اسی طرح وہ بہت سی قومون پر چھڑکیگا اور بادشاہ اوسکے آگے
اپنا مونھہ بند کرینگے کیونکہ وہ کچھ دیکھینگے جو کہا نہ گیا تھا اور
جو کچھ اونھون نے نہ سنا تھا وے دریافت کرینگے۔ ہماری خبر

کون ایمان لایا۔ اور خداوند کا ہاتھ کس پر ظاہر ہوا۔ وہ نہال کی
طرح اوسکے آگے بڑھا اور اصل کی طرح خشک زمین سے اوس مین
نہ کچھ خوبی ہے نہ کچھ بہار کہ ہم اوسپر نگاہ کرین اور نہ خوبصورتی
ہے کہ ہم اوسکے مشتاق ہون۔ وہ مبتذل اور مخذول الناس ہوا
وہ مرد الم اور آشنائے آزار بنایا گیا گویا کہ لوگ اوس سے روپوش
تھے اوسکی تحقیر کی گئی لیکن ہم اوسی حساب مین نہ لائے۔ لیکن اوسنے
ہماری آزار اوٹھائی اور ہماری المون کا حامل ہوا اور ہمنے خیال کیا
کہ وہ خدا کا کوٹا اور دکھایا ہوا ہے پر وہ ہمارے گناہون کے لیے
(دراصل یہان سبب کا لفظ ہے) اور ہماری بدکاری کے لیے
(باعث کا لفظ ہے) کچلا گیا اور اوسکے مار کہانے سے ہم چنگے
ہوئے ہم سب بھیڑون کے مانند بھٹک گئے ہم مین سے ہر ایک اپنی
اپنی راہ پر متوجہ ہوا اور خداوند نے ہم سبھون کی بدکاری اوسپر
لادی۔ وہ مظلوم تھا اور غمزدہ تو بھی اوسنے موکھہ نہ کھولا وہ برہ کے
مانند ذبح کرنے کو لایا گیا اور جیسا بھیڑ اپنے بال کترنے والے کے
آگے چپ چاپ ہے ویسا اوسنے اپنا موکھہ نہ کھولا [بالکل غلط ہے
یہہ ساری تحریف اس غرض سے کی گئی ہے کہ مسیح کے صلیب
دیئے جانیکا واقعہ ان آیتون کے مطلب سے ٹکر کہا جائے اصل مین

یہہ آیتین یون ہین (" وہ جیسے برہ جسنے ذبح کرنے لیجاتے ہین اور
جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والون کے آگے بیزبان ہو اوسی طرح اوسنے
اپنا موںھ نہ کھولا") ان آیتون کا صرف یہہ مطلب ہے کہ انتہاے
تکلیف مین بھی آپ اپنی زبان پر حرف شکایت نہ جاری فرماتے تھے)
وہ تعدی اور حکم سے اوسے لیگئے کہ وہ زندون کے زمین سے کاٹ
ڈالا گیا میرے گروہ کے گناہون کے سبب اوسپر مار پڑی - اوسکی قبر بھی
شریرون کے درمیان ٹھہرائے گئی - اوسکی موت دولتمند کے
ساتھ ہوی (اصل مین یون ہے "پر وہ اپنے مرنیکے بعد دولتمند کے
ساتھ ہوا) کیونکہ اوسنے ظلم نکیا اور اوسکے موںھ مین چھل نہ تھا -
لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اوسے کچلے اور اوسنے اوسکی جانکو آزاری
کیا جب اوسکی جان اثام کے لیے گذران ہو چکی تو وہ اپنی نسل کو
دیکھیگا - اوسکی عمر دراز ہوگی اور خدا کی مرضی اوسکے ہاتھ مین عروج
کریگی (دراصل یون ہے کہ "خدا کی مرضی اوسکے ہاتھ کے وسیلہ سے
بر آویگی) مصنف نے ازراہ دوراندیشی آگے بڑھنا مناسب نہین
سمجھا لیکن آیئے ہم آپکو دو چار آیتین جو اسکے بعد مرقوم ہین ملاحظہ
کرائین تاکہ آپکو کامل طور پر یقین ہو جائے کہ یہہ پیشین گوی دراصل
محمد صلعم کی لیے ہے - "اور خدا کی مرضی اوسکے ہاتھ کے وسیلہ سے

برائیگی اپنی جان ہی کا دُکھ اوٹھاکر وہ اوسے دیکھے گا اور سیر ہوگا۔
اپنی ہی پہچان سے میرا بندہ بہتون کو راست باز ٹھہرائیگا کیونکہ وہ
اونکی بدکاریان اوپر اوٹھالیگا اسلیئے مین اوسی بزرگون کے ساتھ
ایک حصّہ دونگا۔ اور وہ مال غنیمت زورآورون کے ساتھ بانٹ لیگا
اوسنے اپنی جان گناہگارون کے درمیان اونڈیل دی اور گنہگارون کے
درمیان شمار کیا گیا اور اوسنے بہتون کے گناہ اوٹھا لیئے اور گنارون کی
شفاعت کی۔" تحریف کی اندھیری رات مین کلام ربانی کی متفرق
آیتین ستارون کی طرح چمک رہی ہین اون مین تیز روشنی نہین ہے
لیکن اس قدر مدد ضرور ملتی ہے کہ بھولا ہوا مسافر ٹٹول کے
سیدھا راستہ دریافت کرلے اور ٹھوکر کھانے سے بھی بچا رہے
بیشک ان آیتون کا جو مطلب ہے اوس سے ہمارے نبی کی پاک
زندگی کے واقعات بالکل مشابہ ہین۔ آپ اپنی دانائی سے کامیاب
ہوئے۔ جسوقت آپ اپنی امت کے ساتھ چلتے تھے سب سے
زیادہ بلند اور بالا معلوم ہوتے تھے[1] اور آپکے چہرہ پر ایسا رعب و

[1] مدارج النبوۃ اور علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی حدیث مین آیا ہی کہ حضرت صلعم کا قد مبارک ایسا نتھا کہ بہت لمبا ہو ولیکن ربعہ تھا اعتبار کرتے میل کی طرف طول کی جسوقت آتا وہ سرور ساتھ قوم کے پوشیدہ فرماتا اونکے تئین یعنے پست اور کوتاہ نظر آتے تھے ساری قوم آگے اوس سرور کی۔

جلال تھا کہ ہر شخص دیکھ کر دنگ ہو جاتا تھا۔ اور طاقت گویائی
نہ رہتی تھی۔ آپنے اپنی زندگی مین بہت سی قومونکو دعوت اسلام بھیجی کی
آپکے پیغام پر اشقیا اعتقاد نہ لائے۔ آپکو ذلیل و حقیر سمجھتے تھے۔
آپ اس وجہ سے غمگین و شکستہ خاطر ہوے۔ آپکی تحقیر کی گئی
اور امت نے اوسکی قدر نہ جانی۔ ہماری وجہ سے آپنے اپنے اوپر
بیشمار شقتین گوارا کین۔ ہماری وجہ سے آپ مجروح ہوے۔
آپ پر ظلم کیا گیا اور متواتر تکلیفین پہونچائی گئین۔ لیکن آپنے کبھی
اوسکی شکایت نہ فرمائی۔ اور جس طرح بر ذبح کرنے کو لایا جاتا ہے
یا جس طرح بھیڑ اپنے بال کترنے والون کے آگے بیزبان ہے
اسی طرح باوجود اوس ظلم و جور کے جو آپ پر ہوا بیزبان تھی آپکو
ایذا دی گئی اور آپ پر حکم کیا گیا۔ آپنے زندگی زمین سے کاٹ ڈالی گئی

ا۔ جنگ احد مین جناب خاتم المرسلین مجروح ہوے
۲۔ تبلیغ احکام الہی سے کفار قریش نے ممانعت کی اور خانہ کعبہ کے احاطہ مین
نماز پڑھنے اور وعظ و نصیحت کرنے سے باز رکھا۔
۳۔ زندگی کے زمین سے کاٹ ڈالے جانیکا مطلب بھیونکو زندگیکا کاٹ ڈالے جانیکا مطلب تلوار سے
مارا جانا نہین ہے اسلیئے دونون پیغمبر دونکے لیے تعبیر کیا جا سکتا ہے لیکن چونکہ اور واقعات مسیح سے
مناسبت نہین رکھتی اسلیئے یہ پیشین گوئی اونکے لیے نہین ہو سکتی۔

یعنے یہودیہ کے طعام مسموم سے آپکی شہادت ہوئی۔ مرنیکے بعد بھی
منافقین نے آپ پر زبان طعن و تشنیع نہ بند کی لیکن وفات کے
بعد آپ بہشت مین گروہ انبیا مین شامل ہوے کیونکہ آپنے کسی پر
ظلم نہ کیا تھا اور آپکا پیغام سچا تھا" لیکن خداوند کو پسند آیا کہ اوسے
کچلے" اسکا مطلب یہہ ہے کہ مرضی الہی یہی تھی کہ آپسے صبر و تحمل کا
سخت امتحان لیا جاوے کیونکہ یہی جوہر نبوت ہے۔ آپ اپنی وفاتکے
بعد اپنی نسل کو ترقی کرتے دیکھینگے اور خدا کی مرضی آپکے ہاتھ کے
وسیلہ سے بر آئیگی" یعنے آپکے ذریعے سے لوگ راہ راست پر آوینگے
آپ بہتون کو راہ حق تعلیم فرماوینگے۔ اسلیئے خداوند فرماتا ہے
کہ مین اوسی بزرگون کے ساتھ ایک حصہ دونگا اور وہ مال غنیمت
مجاہدین کے ساتھ تقسیم کرلیگا اوسنے اپنی جان موت کے لیے
اونڈیل دی" گو منافقین نے آپکو گناہگارون کے درمیان شمار
کیا لیکن آپ (اون منافقین مین سے) بہتون کے گناہ معاف کرائینگے
آپ تو یقیناً ناظرین خود سمجھ گئے ہونگے کہ یہ پیشین گوئی کسکے لیے ہے
(۱۶) "یسوع مسیح کے جی اوٹھنے اور خدا کے دہنے ہاتھ
بیٹھنے یعنے اوسکے اوپر جانے اور اوسکے جلال کو پہونچنے
اور اوسکے خدائی کے مرتبہ مین ہونے کا پیغمبرون کی کتابون مین

ایسا ذکر ہے۔ چنانچہ ۱۶ زبور کی ۱۰-۱۱ آیت مین کہا ہے کہ تو میری جان کو پاتال مین نہ رہنے دیگا اور تو اپنے مقدس کو سڑنے نہ دیگا" بیشک اس سے بڑھکر دیں سکت پادری صاحب کے خدا ہونے اور اونکے تین روز کے بعد جی اوٹھنے اور قبر سے نکل آنے کے بابت ہرگز نہین لا سکتے تھے۔ لیکن پادری صاحب بھول گئے کہ قبر مین جسد رکھا جاتا ہے یا روح۔ پاتال کے لفظی معنی ہین زمین کی تہہ مجازاً زمین کی بہت زیادہ عمق کو بھی کہسکتے ہین۔ پادری صاحب کے بیان کے بموجب معاذاللہ مسیح کی قبر قبر نہ تھی بلکہ انگلستان کے کول مائن (کوئلہ کی کان) اصل تو یون ہے کہ اس مقام پر پیشین گوی وغیرہ کچھ بھی نہین حضرت داود اپنے خدا کے آگے دعا مانگ رہے ہین۔

(۱۷) "اور پھر ۱۱۰ زبور کی پہلی آیت مین لکھا ہے کہ خداوند نے میرے خداوند سے فرمایا کہ تو میرے دہنے ہاتھ بیٹھ جب تک کہ مین تیرے دشمنون کو تیرے پانون تلے کی چوکی کردون" اول تو یہی سمجھ مین نہین آتا کہ "میرے خداوند" کی لفظ سے مسیح کیونکر مراد لی گئی ہے۔ دوسرے دہنے ہاتھ بیٹھنے سے ایک تعظیم کا پہلو بھی نکلتا ہے اسکے علاوہ اور کوی معنی نہین

ہو سکتے۔ مجھے تعجب ہے کہ مسیحیون نے اپنے اصول کے خلاف روحانی معنون پر لفظی معنون کو کیون ترجیح دی۔

(۱۹) اور مسیح کے بابت دوسری زبور کی ۷۔ آیت مین ذکر ہے کہ خداوند نے میرے حق مین فرمایا کہ تو میرا بیٹا ہے مین نے آج کے دن تجھے جنا۔" ان مہمل باتون کے نسبت ہم کچھ نہ کہین گے مگر ہمین تعجب ہے کہ مسیحی اپنی دعاؤن اور نمازون مین خدا کو "آسمانی باپ" کی جگہہ "آسمانی مان" کیون نہین کہتے میرے پاس جو نسخہ زبور حال کا چھپا ہوا موجود ہے اوسمین پادریون نے کچھ اصلاح کی ہے کہ "آج کے دن تجھے جنا" کی عیوض "آج کے دن تیرا باپ ہوا" کا جملہ داخل کر دیا ہے یقیناً کسی شخص کے اعتراض پر ایسا کیا گیا ہے۔ ہمارے مسیحیون کو دوسرے مذہب والون سے مناظرہ اور مباحثے مین بس یہی ایک فائدہ ہے کہ جتنے تناقض کتب مقدسہ مین نکلتے ہین اونہین زمانہ کی ضرورت اور مصلحت کے موافق اصلاح دیدیجاتی ہے۔ کلام الہی مین ادخال اور اخراج تو انکے بائین ہاتھ کا کھیل ہے۔

(۲۰) اور پھر ۴۵۔ زبور کی ۶ و ۷۔ آیتون مین مذکور ہے کہ اے خدا تیرا تخت ابدالآباد تک ہے تیری سلطنت کا عصا راستی کا

عصا ہے تونے صدق سے دوستی اور شر سے دشمنی کی ہے
اسلیئے خدانے جو تیرا خدا ہے خوشی کے روغن سے تیرے
مصاحبون سے زیادہ تجھے معطر کیا" یہہ پیشین گوی بھی دراصل جناب
خاتم المرسلین کے لیئے ہے مصنف نے اس پیشین گوئی کی چند
آیتین نقل کی ہین۔ ورنہ بخوبی ظاہر ہو جاتا۔ تمام پیشین گوی یون
بیان کی گئی ہے "میرے دل مین اچھا مضمون جوش مارتا ہے
مین ادن چیزون کو جو مین نے بادشاہ کے حق مین بنای ہین بیان
کرتا ہون (بادشاہ سے مراد سرور عالم ہین) میری زبان ماہر لکھنے
والے کا قلم ہے۔ تو حسن مین بنی آدم سے کہین زیادہ ہے تیرے
ہونٹھون مین لطف بٹایا گیا ہے اسلیئے خدانے تجھکو ابد تک
مبارک کیا اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری
ہے حمائل کرکے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو
اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے
آگے بڑھ۔ اور تیرا داہنا ہاتھ تجھکو مہیب کام سکھلائے گا تیرے
تیر تیز ہین لوگ تیرے نیچے گر پڑتے ہین۔ وے بادشاہ کے
دشمنون کے دل مین لگ جاتے ہین"
اس پیشین گوی کے بابت بھی مصنف میزان الحق نے اپنی کتاب کے

صفحہ ۲۳۶ مین لکھا ہے کہ محمد نے جو اپنا دین جاری کرنے کے لیے
شمشیر زنی کی اور تلوار کی زور سے اپنا کام بنایا اسلیئے محمدی اس
آیت کو یون تاویل کرتے ہین کہ گویا محمد سے منسوب ہے لیکن
وے خلاف سمجھتے ہین کیونکہ اسی زبور کی اگلی پچھلی آیتون سے
بخوبی ظاہر ہے کہ ممکن ہی نہین کہ یہہ آیت محمد سے نسبت رکھتی
ہو کس واسطے کہ جس شخص کی طرف ۳۔ آیت مین یہہ خطاب ہے
کہ اپنی تلوار حمائل کر اوسی کو ۔۶۔۷۔ آیتون مین خدا کہا ہے اور
انجیل مین یعنے عبرانیون کی پہلی باب کی ۸ و ۹۔ آیتون مین
کھولا کھولی بیان ہوا ہے کہ توریت کی یہہ آیت مسیح سے منسوب
ہے مخفی نہ ہے کہ عہد عتیق کے کتابون مین مسیح کے حق مین دو قسم کی
پیشین گوئیان مرقوم ہین ایک تو اوسکی فروتنی اور خاکساریکا بیان
ہے اور دوسری قسم مین اوسکی بزرگی اور جلال اور اوسکی الوہیت
کا ذکر ہے اور بعضی جگہہ ایسا اتفاق ہوا ہے کہ دونون امر کھولی
ملی بیان ہوئی ہین ۔ اور زبور کی وے آیات جو ذکر ہوئین دوسرے
قسم کی پیشین گوئیون مین سے ہین اور مسیح کی بزرگی اور حکمرانی اور
قدرت بیان کرتے ہین جنکے موافق آسمان اور زمین کا حکم اوسکے
ہاتھہ مین ہی اور اب غیر شرعی طور سے جہان پر حکمرانی کرنا اور دنیا کے

کاموں کو پھیر تا بدلتا ہے چنانچہ خود اوسنے متی کے ۲۸-باب کے
۱۸-آیت مین کہا ہے کہ آسمان اور زمین کا اختیار مجھے دیا گیا ہے
اور جبکہ مسیح دوسری بار زمین پر اوترے گا تو مرعی طور پر سلطنت کریگا
اور آخرت کے روز حکومت اور عدالت اوسکے ہاتھ ہو گی جیسا کہ
یوحنا کے ۵ باب کے ۲۲-آیت مین مرقوم ہے کہ مسیح نے فرمایا ہے
کہ باپ کسی شخص کی عدالت نہین کرتا بلکہ اوسنے ساری عدالت
بیٹے کو سونپ دی تا کہ جس طرح باپ کی عزت کرتے ہین بیٹے کی
عزت کرین اور دوسری تسلونیقیون کی پہلی باب کے ۷ و ۸-آٹھوین
مذکور ہے کہ خداوند یسوع آسمان سے-الخ"
"اور مسیح کی آسمان سے اوترنے کے بابت جو اخیر روز بدلا لینے
اور انصاف کرنے کے واسطے وقوع مین آئیگا مکاشفات کی
۱۹-باب کے ۱۱-آیت سے ۱۶-تک ایسا لکھا ہے کہ مین نے
کہ مین آسمان کو کھولا دیکھا الخ-"
مصنف کا یہہ بیان بالکل غلط ہے کہ جس شخص کی طرف تیسری
آیت مین یہہ خطاب ہے کہ اپنی تلوار حمائل کر او سیکو ۶ و ۷-آٹھوین
خدا کہا ہے ہمین تعجب ہے کہ مصنف کو ایسی غلط باتین لکھنے کی
کیونکر جرأت ہوتی ہے-حالانکہ ہم ایک مرتبہ اس آیت کو پیشتر نقل

کہہ چکے ہین لیکن کوئی مضائقہ نہین اگر وہ آیتین پھر یہان تحریر کیجاوین
تاکہ مصنف کے دعوے کی حقیقت معلوم ہو جاوے "میرے دل مین
اچھا مضمون جوش مارتا ہے مین اون چیزون کو جو بادشاہ کے
حق مین بنائی ہین بیان کرتا ہون۔ میری زبان ماہر لکھنے والیکا قلم
ہے۔ تو حسن مین بنی آدم سے کہین زیادہ ہے۔ اسلیئے خدا نے
تجھکو ابد تک مبارک کیا (یہان تک صاف ظاہر ہے کہ یہہ آیتین
خدا کی تعریف مین نہین ہین بلکہ کسی دوسرے شخص کے اوصاف
بیان کیئے جاتے ہین) اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت
اور بزرگواری ہے اپنی ران پر لٹکا اور اپنی بزرگواری سے سوار ہو
اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبالمندی سے
آگے بڑھ اور تیرا داہنا ہاتھ تجھے مہیب کام سکھلائیگا تیرے تیر تیز
ہین لوگ تیرے نیچے گرے پڑتے ہین وے بادشاہ کے دشمنونکے
دل مین لگ جاتے ہین (یہان تک معلوم ہوتا ہے۔ اسی شخص کے
بابت ذکر ہو رہا ہے) تیرا تخت اے خدا ابدالآباد ہے تیری سلطنت کا
عصا راستی کا عصا ہے تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے
(صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اگلے مضمون سے تھوڑی دیر کے لیے
قطع نظر کرکے خدا کی تعریف کی گئی ہے آگے بڑھکر یہہ مطلب

اور بھی صاف ہوجاتا ہے) اسلیئے خدا تیرے خدا نے تجھکو خوشی کے تیل سے تیرے مصاحبون سے زیادہ مسح کیا) مطلب بالکل صاف ہوگیا یعنے چونکہ خدا صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہی اور چونکہ تو دنیا مین صداقت پھیلاتا ہے اور شرارت کو دفع کرتا ہی اسلیے خدا نے تجھ سے خوش ہوکر اور سب لوگون سے زیادہ تجھے معزز کیا)

اب ملاحظہ فرمایئے کہ خدا کا لفظ چھ اور سات آیت مین خود خدا کے لیے استعمال ہوا ہے یا اوس شخص کے لیے جسکو پہلوان کے لفظ سے یاد کیا ہے عبرانیون کی نصّ مین اگر یہہ آیت مسیح کے لیے بیان ہوئی ہے تو اوسکے پابند مسیحی ہین نہ کہ مسلمان جب ہمکو انجیل مروجہ ہی پر اعتقاد نہین ہے تو پولوس کے خطوط کس شمار مین ہین۔ اب رہا یہہ امر کہ مسیح کے حق مین دو قسم کی پیشین گوئیان ہین جو کبھی دونو الگ الگ بیان ہوئی ہین اور کبھی بقول مصنف گھولی ملی ہوئی بیان ہوئی ہین بیان کی گئی ہین اسکے لئے صرف اتنا کافی ہے کہ یہہ خود مسیحیون کی ایجاد ہے اور مسیح نے اسکے بابتہ نہین فرمایا مصنف نے اسکا ذکر تو کیا لیکن اسکے لیئے نہ کوئی دلیل ہے نہ برہان۔ یہی جواب مکاشفات یوحنا کے لیئے بھی ہی۔ پس ان وجوہات سے بخوبی ثابت ہے کہ جس طرح

حضرت موسےٰ نے کفار سے جہاد کیا اوسی طرح حکم خدا پاکر آپ نے
بھی ایسا ہی کیا۔ اور یہہ پیشین گوئی بھی آپ ہی کے لیے ہے۔

(۲۲) "اور پھر دانیال پیغمبر کی سات فصل کی ۱۳ و ۱۴ آیتون مین
ذکر ہوا ہے کہ مین نے رات کی رویتون مین مشاہدہ کیا اور کیا
دیکھتا ہون کہ انسان کا بیٹا سا آسمان کے بادلون مین آیا اور قدیم الایام
تک پہونچا وسے اوسے اوسکے آگے لائے اور سلطنت اور عظمت
اور مملکت اوسے دیگئی کہ سب قومین اور امتین اور زبانین اوسکی
عبادت کرین اوسکی سلطنت ابدی سلطنت ہو جو جاتی نرہیگی اور اوسکی
مملکت کو زوال نہ ہوگا" ہمین افسوس ہے کہ مصنف میزان الحق ہر جگہ
صحیح الفاظ کو چبا جاتے ہین اور اونکی جگہہ اپنے دل سے الفاظ بنا کر
لکھ دیتے ہین جسمین خواہ مخواہ مسیح کی پیشین گوئی معلوم ہو۔
"انسان کے بیٹے" کا لفظ خاص اسلیے یہان تحریر کیا گیا ہے
کہ انجیل مین بھی حضرت عیسےٰ کے لیے ابن آدم کا لفظ اکثر جگہہ آیا کر
"عبادت" کا لفظ اسلیے لکھا گیا کہ دیکھنے والے یہی سمجھین کہ یہان عبادت کے
لفظ سے پرستش مراد ہے افسوس۔ اگر ہمارے مصنف ذرا بھی
اپنی فرض منصبی کا خیال کرکے توریت اور زبور اور دوسرے صحیفونکی
آیتون کو صحیح طور پر نقل فرماتے تو ہمکو اونھین آیتون کی اس مقام پر

دوبارہ نقل کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔ صحیح اس طرح ہے۔
"مین نے رات کے رویتون کے وسیلہ دیکھا اور کیا دیکھتا ہون
کہ ایک شخص آدم زاد کے مانند آسمان کے بادلون کے ساتھ آیا
اور قدیم الایام تک پہونچا۔ وے اوسے اوسکے آگے لائے اور
تسلط اور حشمت اور سلطنت اوسے دی گئی کہ سب قومین اور امتین
اور مختلف زبان بولنے والے اوسکی خدمت گذاری کرین۔ اوسکی
سلطنت ابدی سلطنت ہے" آپ فرمایئے کہ پیشین گوی حضرت
عیسے کے لیئے ہے یا محمد صلعم کے لیئے اس امر کو باربار لکھنے کی
ضرورت نہین کہ سب قومین اور امتون کا برکت پانا دلیل ہے اس
امر کی کہ اس سے شریعت اسلام مراد ہے۔ مصنف نے جو پیشین
گوئیان اپنی کتاب مین درج کی ہین اونکو فرداً فرداً بیان کرنے سے میری
یہہ غرض نہین کہ مین اون پر بحث کرکے اس بات کو ثابت کرنے کے
کوشش کرون کہ مسیح کی خبر کتب عہد عتیق مین کسی مقام پر نہین پائی
جاتی۔ معاذاللہ ایسی جرأت کون کرسکتا ہے۔ ان آیتون کو مفصل
بیان کرنے سے میری غرض اصلی یہہ ہے کہ مین اس بات کو ظاہر
کردون کہ مسیح کی لیئے جو پیشین گوئیان صحائف انبیا مین موجود ہین وہ اونسے
آپکا نجات دہندہ اور شافع روز محشر ہونا کسی مقام پر نہین پایا جاتا

اب وہ پیشین گوئیان تحریر کی جاتی ہین جو در اصل مسیح کے لیے ہین اور جنکو مصنف میزان الحق نے بھی اسی سلسلہ مین بیان کیا ہے۔

(۵) یرمیا کی ۲۳ باب کی ۵ و ۶ آیت "دیکھ وے دن آتے ہین خداوند کہتا ہے کہ مین داود کے لیئے صداقت کی ایک شاخ نکالونگا اور ایک بادشاہ بادشاہی کرے گا اور اقبالمند ہوگا اور عدالت اور صداقت زمین پر کرے گا اوسکی دنون مین یہودا نجات پاوے گا اور اسرائیل سلامتی سے سکونت کریگا اور اوسکا نام یہہ رکھا جاے گا۔ خداوند ہماری صداقت" یہان نجات پانے کی قید صرف آپکے زمانہ نبوت تک محدود ہے یا یون کہیے کہ جب تک دوسرا نبی مرسل نہ ظاہر ہو۔ لیکن یہہ امر کہ ہمیشہ نجات اور شفاعت انھین کے وسیلہ سے ہوتی رہیگی کسی طرح نہین ثابت ہوتا

(۶) "ہمارے لیئے ایک فرزند تولد ہوتا اور ہمکو ایک پسر بخشا جاتا اور سلطنت اوسکی کاندھے پر ہے اور وہ اس نام سے کہلاتا ہے عجب مصلح خداے قادر رب ابدیت شاہ سلامت کی سلطنت کا اقبال اور سلامت کا دوام داود کی تخت پر اور اوسکی مملکت پر ہووے کہ وہ اوسکا بندوبست کرے اور اب سے ابد تک عدالت اور صداقت سے اوسے قیام بخشے رب الافواج کی غیوری یہ کریگی"

(۹) اے بیت لحم افراتا۔ باوجودیکہ تو یہوداکے ہزاروں مین چھوٹا ہے تو بھی تجھ سے میرے لیے وہ شخص نکلیگا جو اسرائیل مین حکومت کرے گا اور اوسکا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے"

(۱۰) یشعیاہ باب ہفتم آیت ۱۴ "دیکھ خداوند آپ تمکو نشان دیگا وہ کنواری پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنگی اور اوسکا نام عمانوئیل رکھیگے"

ان آیتون مین مسیح کی خبر صاف طور پر پائی جاتی ہے لیکن اوسکا شفیع روز محشر ہونا نہین ثابت ہوتا گو انجیل مین بیان کیا گیا ہے کہ سب کے گناہون کا کفارہ مسیح کی موت سے ہو گیا اور ہر شخص اونہین کے وسیلہ سے نجات پاویگا لیکن پھر ایک جملہ شرطیہ[۵] اوسکے ساتھ ایسا لگا ہوا ہے جس سے ان وعدون کی کچھ بھی وقعت نہین رہتی۔ در اصل شافع روز محشر وہی ہے جسنے عام طور پر شفاعت کرنیکا وعدہ کیا ہے۔

صفحہ ۱۳۱-۱۳۳ تک انھین پیشین گوئیون کو مسیح کی واقعات زندگی سے مشابہہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن چونکہ ایک مرتبہ ہم اونکو بیان کر چکے اسلیئے اونکو نئے سرے سے بیان کرنا کلام کو طول دینا ہے

مسیح کی سوانح عمری جو مصنف نے صفحہ ۱۳۲ سے ۱۴۰ تک بیان کی ہے اوسکا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے گلیل کی ایک شہر ناصرہ مین حضرت

[۵] یعنی صرف وہی شخص نجات پاویگا جو انجیل پر ایمان لاکر خدا کے احکام پر عمل کرے۔

مریم ایک کنواری تھین۔ آپکی منگنی خاندان داود کے ایک شخص
یوسف سے ہوگئی تھی۔ اسکے چھٹے مہینے جبرئیل حضرت مریم کے
پاس آئی اور آپکو سلام کرکے مبارک باد دی آپ اونھین دیکھکر متعجب
ہوئین مگر جبرئیل نے کہا کہ اے مریم خوف نکرو کہ تم پر خدا کا فضل
ہوا اور تم پیٹ سے ہوگی اور بیٹا جنوگی اوسکا نام یسوع رکھنا وہ
بزرگ ہوگا اور خدائے تعالے کا بیٹا کہلائیگا۔ اور خداوند خدا اوسکے
باپ داود کا تخت اوسے دیگا۔ اور وہ سدا یعقوب کے گھرانے کی بادشاہت
کرے گا اور اوسکی بادشاہت آخر نہ ہوگی۔ آپنے فرمایا کہ یہہ کیونکر
ہو سکتا ہے میری تو ابھی شادی بھی نہین ہوی۔ فرشتہ نے کہا کہ
روح القدس تجھپر اوترے گا اور خدا کی قدرت کا تجھ پر سایہ ہوگا
مسیح کی پیدائش کا یہہ واقعہ ہے کہ جب آپکی مان مریم اپنے شوہر کے
گھر گئین تو یوسف نے اونھین حاملہ پایا اور یوسف نے ارادہ کیا
کہ مین حضرت مریم کو چھوڑ دون لیکن خواب مین اوسکو ہدایت ہوئی
اور اوسنے اپنی بی بی کو گھر لیجا کر رکھا اتفاقاً یوسف کو بیت لحم مع
اپنی بی بی کے جانا پڑا لیکن چونکہ آپ پورے دن سے تھین اسلیئے
بچہ وہین پیدا ہوا پھر جب مسیح ۳۰ برس کے ہوے تو وعظ و
تعلیم کرنے لگے اور آپ سے بہت سے معجزہ ظاہر ہووے

آپ بہت ہی سادگی سے زندگی بسر کرتے تھے اور شب و روز
خدا کا دین پھیلانے کی کوشش کرتے تھے جب وہ زمانہ آیا کہ
آپ صلیب پر چڑہائی جائین تو آپنے اپنے شاگردون کو پیشتر
ہی سے اطلاع دیدی اور جب گروہ اشقیا نے آپکو گرفتار کرنا چاہا
تو آپنے اپنے شاگردون کو مقابلہ سے باز رکھا تب یہودی آپ کو
گرفتار کرکے پائیلاٹ رومی حاکم وقت کے پاس لے گئے اور
معاذ اللہ آپ پر کفر بکنے کی تہمت لگائی اور آپکے ساتھ بے ادبی
پیش آئے اور آخر کار آپکو صلیب پر کھینچا لیکن آپ مرنے کے بعد
تیسرے روز پھر زندہ ہوگئے اور قبر سے نکل آئے۔ یکشنبہ کے
روز مریم مگدلینا اور حضرت مریم قبر پر تشریف لائین۔ لیکن خدا کے
ایک فرشتہ نے آکر اونکو بشارت دی کہ مسیح پھر زندہ ہوگئے ہین
قبر سے نکل آنے کے بعد مسیح چالیس روز دنیا مین رہے لیکن اپنے
تئین صرف اپنے شاگردون اور اون یہودیون پر ظاہر کیا جو آپ
ایمان لائے تھے اور چالیس روز کے بعد آسمان پر چڑھ گئے۔
مسلمانون کا عقیدہ بہت کچھ اس سے ملتا جاتا ہے لیکن انکو
اس سے قطعی انکار ہے کہ مسیح خدا کے بیٹے ہین کیونکہ اگر خدا کلائی
وجہہ سے باپ کہا جاتا ہے تو پھر رشتہ تمام دنیا کے مردوزن سے ہے

گمان غالب یہہ ہے کہ اوس زمانہ مین باپ کا لفظ مالک یا خداوند کی
معنون مین مستعمل تھا یہہ خیال ایک اور وجہہ سے بھی درجہ یقین تک
پہونچتا ہے یعنے مسیح نے خود اپنے شاگردون سے اکثر مقامات
پر فرمایا کہ اپنے باپ یعنے خدا سے دعا مانگو اس زمانہ کے نصاری
بھی اپنی دعاؤن مین خدا کو باپ کہتے ہین اور اپنے کو بیٹا پھر
اوس سے اونکی کیا مراد ہے۔ عیسائیون نے عجب عجب باتین
مسیح کو خدا کا بیٹا ثابت کرنے کے لیے ایجاد کی ہین خیر یہہ اناجیل
اربع تو غنیمت ہین اگر سینٹ جیمس وغیرہ کی انجیلین اوٹھا کر دیکھیے
تو ایسے شرمناک مضامین حضرت عیسے کو خدا کا بیٹا ثابت کرنے کے
لیے لکھی گئی ہین کہ جنکو کوئی مہذب آدمی نہین دیکھ سکتا۔
اکثر عیسائی مسلمانون کے مذہب سے پوری طور پر واقف
نہونے کی وجہہ سے یہہ اعتراض کرتے ہین کہ مسلمان عیسےؑ کو
روح اللہ کہتے ہین لیکن اوسپر بھی خدا کا بیٹا ہونے سے انکار ہے
شاید اونکو یہہ نہین معلوم کہ مسلمانون کا خدا روح بھی نہین ہے
اور روح کا اشارہ خدا کی طرف محض مجازی طور پر ہے۔
حضرت عیسےؑ اسلیئے روح اللہ کی لفظ سے یاد کیے گئے کہ اونکے
کوئی باپ نہ تھا اور علاوہ برین اس سے اس خیال کے بھی کاٹ

طور پر تردید ہوگئی جو یہودیوں کو آپکے نسبت معاذ اللہ ولد الزنا ہونیکا
تھا۔ یداللہ سے یہہ مطلب نہین کہ معاذ اللہ خدا کا ایک ہاتھ بھی ہے
اور نہ بیت اللہ سے یہہ مراد ہے کہ خدا دن بھر کام کرنے کے بعد
رات کو تھک کر اوس مکان مین سورہتا ہے۔ اگر عیسیٰ روح اللہ کہے
جانے سے ابن الہی کے دعویدار ہوگئے تو حضرت آدمؑ کے لیے
بھی خدا فرماتا ہے کہ "آدم مین ہمنے اپنی روح کو پھونکا"[له] توریت مین
بھی اکثر لوگون کے لیے ابن اللہ کا لفظ موجود ہے پھر کوی وجہ
نہین کہ وہ سب خدا کے بیٹے نہ کہے جاوین۔
ہمین بھی اختلاف ہے کہ مسیح بیت اللحم مین پیدا ہوے تھے اور
اس سے بھی انکار ہے کہ آپکو بھی صلیب دی گئی۔ اور جب صلیب
دینے جانے سے انکار ہے تو اس سے بھی انکار ہے کہ آپ تین
روز کے بعد زندہ ہوگئے مسلمانون کا یہہ بیان ہے کہ مسیح آسمان پر
تشریف لے گئے اور اونکی جگہہ کسی دوسرے شخص کو پھانسی دیگئی
اس عقیدہ مین بہت سے نصارے بھی اون سے موافقت کرتے
ہین اون مسیحی فرقون کے علاوہ جو مسیح کے مصلوب ہونے کے
قائل نہین اور جنکے نزدیک شمعون قورینی کو آن حضرت کی جگہ
صلیب دی گئی خود انجیل برناس مین یہہ واقعہ درج ہے کہ

له قرآن مجید

مسیح نے شہادت نہین پای اور اونکی جگہ یہودا اسکریوطی صلیب پر کھینچا گیا سید امیر علی صاحب اپنی کتاب مین فرماتے ہین کہ اگرچہ کسی بات سے گمان غالب پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسے بچ گئے اور اونکے بدلے یہودا اسکریوطی مصلوب ہوا تو اس مفصل حال سے پیدا ہوتا ہے جو لوقا کی انجیل باب ۲۴۔ آیت ۳۶ مین لکھا ہے کہ حضرت عیسے نے مرکر جی اوٹھنے کے بعد اپنے بدن پر ہاتھ لگانے دیا تاکہ اونکی خوف زدہ حوارین کی دل کو تسکین ہو جو اونکو روح سمجھتے تھے اور اونکا گوشت مانگ کر اوسکو نوش کرنا اور مچھلی کا شوربا اور شہد تناول فرمانا اسکی دلیل ہے کہ وہ انسان تھے اور اوس معنے سے روح اللہ نہ تھے جیسا عیسای سمجھتے ہین" پھر مسیح کی الوہیت اور ابنیت کے بابت مصنف فرماتے ہین " پوشیدہ نرہے کہ بنی آدم کی نجات جو یسوع مسیح کے وسیلہ سے حاصل ہوی ہے اوسکی الوہیت کی مرتبہ بغیر نہین ہوسکتی اور مسیح کی الوہیت کے مرتبہ پر خدا کا کلام ایک کافی دلیل ہے اور یکے گواہی انسانکو مناسب ہے کہ خدا کے کلام کو مانے خواہ اوسکے حکم کو عقل دریافت کرے یا نہ کرے" اگر مسیحیون کا یہی اعتقاد ہے تو اونکا شارع اسلام اور اونکی شریعت پر اعتراض بالکل بیجا ہے۔ اب رہا یہ امر کہ وہ واقعی سچے نبی تھے اسکو ہم کتب عہد عتیق کی پیشین گویون سے ثابت کر چکے اور

آئندہ دوسرے مواقع پر بھی بخوبی ثابت کر دینگے مسیح کی الوہیت
کے لیے انجیل مروجہ کی گواہی قابل اعتبار نہین ہو سکتی کیونکہ ہم ثابت
کر چکے کہ یہ انجیل کلام خدا نہین ہے اور محرف بھی ہے کتب عہد
عتیق مین مسیح کا اللہ اور ابن اللہ ہونا کہین سے نہین ثابت ہوتا
اور خود اسکے بابت مسیحون مین اختلاف ہے - انہین عقائد کے
وجہ سے دین مسیحی مین : اس قدر شاخین پیدا ہو گئین (جنکے
مسیح کی الوہیت اور ابنیت کے بارہ مین) رنگ برنگی عقائد ہین
گمان غالب ہے کہ ان عقائد فاسدہ کا موجد پولوس تھا - پولوس علوم یونانی
اور یہودی کا عالم متبحر تھا اوسکے مسیحی ہونے کا عجیب واقعہ
کتاب اعمال مین درج ہے لیکن سوائے اوس مقام کے کسی
بیرونی شہادت سے اسکے واقعیت نہین پائی جاتی ہم پیشتر
عرض کر چکے ہین کہ پولوس نے اپنے کلیساون سے شریعت
کی پابندی اوٹھادی اور یقیناً اوسکی وجہ یہہ تھی کہ غیر قومین شریعت
کی سختی نہین برداشت کر سکتی تھین اور غالباً اوس نئی مذہب سے
دست بردار ہوا چاہتی ہین - یہہ اصول ضرور ایک حکمت عملی
مبنی تھا مگر اس قسم کی کارروائیان صرف دنیاوی امور مین جائز
سمجھی جاتی ہین یہہ اور بھی غضب کی بات تھی کہ بعض لوگون کے

اعتراض پر ایک خاص فرمان کلیساؤن کے نام اس مضمون کا
بھیجا گیا کہ روح القدس نے ہمکو اس امر کی اجازت دیدی ہے کہ
شریعت کا بوجھ تمہاری گردنون پر نہ رکھین ۔ پولوس اور اوسکے
دوستون نے یہہ حکم دے تو دیا لیکن خود اوسکی کبھی پابندی نہین
کی ۔ چنانچہ زرع[۱] مین خود پولوس کی موجودگی مین طمطاوس کا ختنہ
کیا گیا اور جب یعقوب نے پولوس سے کہا کہ لوگون کو شریعت سے
آزادی دینے کی وجہہ سے تمام برادران ایمانی تمسے ناراض ہین
تب اوسنے اوس زمانہ کے رسم کے موافق داڑھی اور سر منڈواکر
مدت موعودہ تک ہیکل مین بسر کی اور تمام رسوم ظاہری ادا کیے
لیکن اسی اثنا مین بعض بیرونجات کے یہودی جنہون نے اسکی
بدعتین اور ریاکاریان دیکھی تھین وہان پہونچے اور پولوس کو
ہیکل مین میٹھا دیکھکر شوروغل مچایا اور اوسکو پکڑ کر حاکم کے پاس
لے گئے اور اوسکے قتل کی درخواست کی ۔ پولوس نے اپنا قصہ
شروع سے آخر تک بیان کیا لیکن کچھہ پیش نہ گئی اور حاکم نے
حکم دیا کہ اوسکو کوڑے مار کر قید کرین پولوس نے فوراً کہدیا کہ مین
رومی ہون اور رومی کا مارا جانا جائز نہین ۔ دوسرے روز جب

---

[۱] ایک مقام کا نام ہے

پولوس عدالت مین حاضر کیا گیا تو کاہنون کے سردار نے طمانچے
مارنے کا حکم دیا پولوس نے اوسکے جواب مین کہا اُے ریاکار
خدا تجھے مارے تو خلاف شرع میرے مارنے کا حکم دیتا ہے
لیکن جب لوگون نے غل مچایا کہ یہ شخص کاہن خدا کو بُرا کہتا ہے
اُسے قتل کرو تو پولوس فورًا مکر گیا اور کہنے لگا کہ مجھے یہہ نہین معلوم تھا
کہ یہہ سردار کاہن ہے۔ پولوس کو دو مختلف فرقون کے لوگ
اوس مجلس مین بیٹھے ہوئی معلوم ہوئی یعنے فریقی اور صدوقی
صدوقی قیامت کے قائل نہ تھے اور اس بارہ مین فریقیون سے
ہمیشہ مناظرت رکھتے تھے۔ اب پولوس نے چاہا کہ اون سے اس
قسم کی باتین کرون کہ آپسمین جھگڑا ہو جاوے اسلیئے اوسنے کہا کہ
اے بھائیو یہہ تمام مصیبت مجھپر اسلیئے آئی اور یہہ تمام الزامات
مجھپر اسلیئے لگائے گئے کہ مین قیامت کا قائل ہون۔ اس کلام کو
سنکر فریقیون اور صدوقیون مین اختلاف واقع ہوا اور پولوس کی
جان بچ گئی۔ پولوس کے مذہب مین خدا کی راہ مین جھوٹ بولنا
جائز معلوم ہوتا ہے اور جس سے خود اونھین کبھی انکار نہین۔ رومیونکے
خط مین لکھتے ہین کہ اگر میرے جھوٹھ کے سبب خدا کی سچائی اوسکے
جلال کے لیئے زیادہ ظاہر ہو وے تو مجھپر کیون گناہگارونکی طرح

حکم ہوتا ہے " پھر ایک اور خط مین جو قرنطیون کے پاس بھیجا تھا لکھا ہے کہ مین یہودیون مین یہودی سا تھا تاکہ یہودیونکو کماؤن شریعت والونمین شریعت والا سا تھا تاکہ شریعت والون کو کماؤن بے شریعت والون مین بے شریعت والا سا ہوا" الغرض پولوس ہر وقت اور ہر مقام پر حکمت عملی کو کام مین لاتے تھے - یونانی اور رومی جو اپنے خداونکو صفات انسانی سے موصوف کرنے کے عادی ہورہے تھے اونکو مسیح کی الوہیت اور ابنیت یقین کر لیتے ہین کیا دیر لگتی تھی - روح القدس سے مریم کا حاملہ ہونے کا قصہ یونانیونکے نزدیک کچھ عجیب تھا اور نہ وہ اوسے کفر سمجھتے تھے - اونکی ذیوس[1] نے اسیطرح بہت سی کنواریون کے پیٹ رکھواے تھے آرگاس[2] کے بادشاہ اکریسیس کی بیٹی ڈینی[3] ای قید خانہ مین حاملہ ہوی اور لیڈیا[4] کے پاس بط کی شکل مین آئی اور جلینا کے پاس موسی شکل مین - پھر اونکے لڑکے بھی خدا کے بیٹے کہلاتے تھے یھودیونمین

---

[1] قدیم یونانیون کا سب سے بڑے خدا کا نام ہے -

[2] یونان کے ایک قدیم شہر کا نام ہے -

[3] ایک عورت کا نام ہے -

[4] قدیم یونانیونکے مشہور دیوی کا نام ہے یہ اونکی خدا ذیوس کی پہلی معشوقہ تھی اور خود بھی اسی مرتبہ الوہیت حاصل تھا -

بھی اکثر بزرگان دین ابن اللہ کہلاتے تھے لیکن صرف مجازی
طور پر۔ یونانی اسکے برخلاف حقیقتاً اون آدمیون کو جنکا سابق
مین ذکر کیا گیا دیوس کے صلب سے سمجھتے تھے پولوس نے
(جو علوم عبرانی اور یونانی مین کمال رکھتا تھا) کچھ عجب نہین
کہ روح القدس سے مریم کے حاملہ ہونے کا قصہ یونانیون کے
مذہب سے اخذ کیا ہو اور اوسی اعتبار سے مسیح کو خدا کا بیٹا
قرار دیا ہو جس طرح پرسیوس[1] اور کاسٹر اور پالیڈسیس[2] یونانیون مین
خدا کے بیٹے سمجھے جاتے تھے۔ فرق اتنا تھا کہ یونانی خدا
زیوس کے بیٹے بڑے سپاہی ہوتے تھے اور بڑے بڑے
اہم کام اونکے زور و طاقت دلیری اور شجاعت سے انجام
پاتے تھے یہودیون کے خدا کا بیٹا بھی اگر ایسا ہی جنگ جو
ہوتا تو یہودی جنکی طبیعتین کئی سو برس کی غلامی سے بجھ گئی تھین
ہرگز اوسکی تعظیم نکرتے علاوہ برین خود مسیح کی زندگی کے واقعات
اسکے خلاف تھے پھر پولوس مسیح کو یونانی لباس مین لوگون کے

۱؎ قدیم یونانیون کے خدا زیوس کے بیٹے کا نام ہے جو ڈینی ای کے بطن سے تھا

۲؎ کاسٹر اور پالیڈوسیس بھی زیوس کے بیٹے تھے جو لیڈیا کے بطن سے پیدا ہوئے تھے۔ یہ لڑکے توام پیدا ہوئے تھے۔

سامنے کیسے پیش کر سکتا تھا۔؟ نہیں یہ تو صرف ابتدا تھی آگے
بڑھ کر تو اس مسئلہ الوہیت پر ایسے مین ایسے مناظرہ اور مباحثہ
ہوئے کہ باید و شاید۔ گبن صاحب کہتے ہین کہ بُت پرستی کے
فنا ہو جانے کے بعد عیسائی زہد و تقوے کو اپنا شعار گردان کر
رہبانیت پر قناعت کرتے لیکن اون مین تخم نفاق بو چکا تھا
اور اونکو یہی فکر رہتی تھی کہ اپنے پیغمبر کی ماہیت کو دریافت کرین
نہ یہ کہ اونکے احکام پر عمل کرین بعض فرقون کو تو مسیح کی بشریت
سے قطعی انکار تھا اونکا یہ بیان تھا کہ خداوند مسیح کی روح پاک
ممکن ہی نہین کہ ایک نجس مزغہ گوشت مین حلول کرتی۔
انہین عقائد فاسدہ کی قرآن مجید مین سخت مذمت کی گئی ہے
اور بڑی شد و مد کے ساتھ اونکو رد کیا ہے مصنف کہتے ہین
کہ انجیل نے عیسےٰ مسیح کو خدا کا بیٹا کہا ہے اوسکے ایسے معنی
نہین ہین جیسے لوگ اپنی بول چال مین اپنے جنے ہوے
بیٹے کو کہتے ہین بلکہ اوسکے معنی ایسے طور پر سمجھنا چاہیے جیسے
کہ انجیل مین بیان ہوے ہین۔ چنانچہ کلیسون کی پہلی فصل کے
۱۵ آیت سے ۱۷ تک ذکر ہوا کہ وہ یعنے خدا کا بیٹا ان
دیکھی باپ کی صورت ہے اور وہ ساری خلقت مین پلوٹھا ہے

کیونکہ اوس سے ساری چیزین جو آسمان و زمین پر ہین دیکھی اور ان
دیکھی زمین اور آسمان مین اوس سے اور اوسکے لیئے پیدا کی گیین
اور وہ سب سے آگے ہے" یہہ بیان بھی بالکل مہمل ہے کیونکہ
مسیحیون کے عقیدہ کے موافق انسان کو خدا نے اپنی صورت پر
پیدا کیا ہے مسیح بھی انسان تھے پھر کون سی بھی بات تھی جس سے
مسیح ابن الہی کے مستحق ہو گئے؟ اور یہہ صحیح نہین کہ وہ سب سے پہلے
پیدا ہوے تھے کیونکہ تمام چیزون کے خلق ہونے سے پیشتر جو چیز
پیدا کی گئی تھی وہ نور محمدی تھا لیکن اسکے بابت کچھ لکھنا بیکار ہے
اسلیئے کہ مسیحی حضرت عیسیٰ کی الوہیت اور ابنیت ثابت کرنے سے خود
عاجز ہین۔ چنانچہ مصنف فرماتے ہین کہ "اگر کوی پوچھے کہ خدا کی یکتائی کے
سامنی عیسیٰ مسیح کے ساتھہ الوہیت کیونکر ہو سکتی ہی تو ہمارا یہہ جواب ہے
کہ انجیل کے بموجب مسیح کی الوہیت سے خدا کی توحید مین کچھہ نقصان
نہین آتا بلکہ حقیقت مین صرف ایک ہی خدای واحد ہے اور بس۔ لیکن
اس باب کی کیفیت ہمسے تشخیص نہ کیجائیگی بلکہ کسی آدمی کے طاقت نہین ہے"
یہہ بھی عجیب بات ہے کہ مصنف میزان الحق جب کسی امر کو ثابت کرنے مین

۱۵ یہانپر وہی طریقہ استدلال اختیار کیا گیا ہی جسکو پادری صاحب اپنی کتاب مین
شروع سے آخر تک برابر چلے آئے ہین۔

عاجز ہوتے ہین تو اپنی کتاب کے پڑہنے والون سے آستین چڑہا کر لڑنے پر آمادہ ہوجاتے ہین چنانچہ فرماتے ہین خُدا کی ذات کے بھیدون کو آدمی خاک ذات اپنی عقل مین نہین لاسکتا ہے اور اوسکی کیا جرأت ہے" پھر فرماتے ہین "اے بیچارے آدمی تو اس امر مین کیا کہہ سکتا ہے کیا تجھ مین طاقت ہے کہ اس عمدہ مطلب کے ساتھ خدا سے بحث کرے اوسکے کلام کو جھٹلاوے (پادری صاحب سے بحث کرنا معاذاللہ گویا خدا سے بحث کرنا ہے) صاف ظاہر ہے کہ ایسا ہنر تو تجھ مین نہین" تعجب ہے کہ پادری صاحب اپنی باتون پر اسقدر رخفا ہوتے ہین اور دوسرونکے مذہب اور عقاید پر عقلاً بحث کرنے کو تیار ہوجاتے ہین۔ خدا کی شان ہے کہ پولوس کے دورہ صرع تو رویا اور الہامات سمجھی جائین اور خاتم النبین سید المرسلین کے رویا اور الہامات دورہ صرع۔ مسیح کی الوہیت اور ابنیت کتب عہد عتیق سے نہین ثابت ہوتی اور مصنف کا یہ بیان کہ زبور مین بیٹے کی بابت کہا ہے کہ "اے خدا تیرا تخت ابد تک ہے راستی کا عصا تیری بادشاہت کا عصا ہے" محض مہمل ہے۔ اور اس مناجات کا رخ صرف خدا کی طرف ہے۔ پس ان وجوہات سے ثابت ہے کہ مسیح نہ خدا تھے اور نہ خدا کے بیٹے بلکہ ایک بزرگ اور اولوالعزم پیغمبر تھے جنکو خدا نے یہودیونکی ہدایت کے

ریے مبعوث فرمایا تھا صفحہ ۱۴۹ سے ۱۵۲ تک اس امر کا بیان ہی کہ انسانیت
اور الوہیت دونوں نے مسیح کی ذات مین علاقہ پایا ہی لیکن جب مسیح کی الوہیت
ثابت نہین تو اس عجیب و غریب اجتماع ضدین کے بابت لکھنا بیکار ہے
سابق مین یہ عرض کیا جاچکا کہ مسیحیون مین ایسے بھی بہت سے فرقہ شروع
ہی سے پیدا ہو گئی تھی جنکو اس سے قطعی انکار تھا کہ مسیح بحیثیت خدا کے
جسم رکھتے تھے اور یہ بھی بیان کیا گیا کہ کئی صدیون تک مسیح کی الوہیت
کے بابت آپسمین شدید مباحثہ اور مناظرہ رہا اس اثنا مین جو لوگ مسیح کے
بحیثیت خدا ہونیکے جسمیت کے قائل تھے گو اونکو ایسے بیجا کارروائی
کی ضرورت نہ تھی تاہم اونھون نے اپنے دعویٰ کی مضبوطی کے لیئے انجیل
حوارین کے خطوط مین تحریفین کین۔ منجملہ اونکی دو تحریفون کا ذکر
گبن صاحب نے اپنی تاریخ زوال سلطنت روم مین کیا ہے ایک
طمطاوس کے باب سیوم کی آیت شانزدہم یعنی "بالاتفاق دینداری کا
بھید بڑا ہے خدا جسم مین ظاہر کیا گیا اور روح سے راست ٹھہرایا گیا الخ"
جسمین دراصل "خدا" کی لفظ کی جگہہ "جو" کا لفظ تھا جو ضمیر ہے دینداری کے
اور اسلیے دراصل یہ آیت اسطرح تھی "بالاتفاق دینداری کا بھید بڑا ہے
جو جسم مین ظاہر کی گئی اور روح سے راست ٹھہرائی گئی الخ"
یہ تحریف بمقام قسطنطنیہ چھٹی صدی عیسوی کی شروع مین کی گئی

دوسری تحریف یوحنا کی پہلی خط کی ۵-۶-۶-۸- آیتوںمین کی گئی یعنی

کون ہے جو دنیا پر غالب ہی مگر وہی جو ایمان لاتا ہی کہ یسوع خدا کا بیٹا ہی

یہہ وہی ہی جو پانی اور لہو سے آیا یعنے یسوع مسیح جو نہ فقط پانی مین بلکہ

پانی اور لہو مین ہو کر آیا۔ اور روح وہ ہی جو گواہی دیتی ہی کیونکہ روح

برحق ہی تین ہین جو آسمان پر گواہی دیتے ہین۔ باپ اور کلام اور روح القدس

اور یہہ تینون ایک ہین اور تین ہین جو زمین پر گواہی دیتے ہین۔ روح

اور پانی اور لہو" پھر صفحہ ۱۵۶ سے ۱۶۱ تک اوس نجات کا ذکر ہے

جو علیسے مسیح کے وسیلے سے عمل مین آئی عیسائی اس ذکر کو بڑے

شد و مد کے ساتھ بیان کرتے ہین۔ اور مسیح کے مصلوب ہونے کے

واقعہ کو بڑے فخر اور مباہات کے ساتھ اپنی کتابون مین لکھتے ہین

لیکن اول تو مسیح کا مصلوب ہونا ثابت نہین اور بالفرض اگر یہہ واقعہ

درست اور صحیح بھی ہو تب بھی واقعہ کربلا کے پاسنگ بھی نہین ہے۔

مختصر طور پر اس واقعہ کا کچھہ ذکر اس مقام پر بیان کیا جاتا ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک روز جناب رسول خدا کے پاس

آپکے فرزند ابراہیمؑ اور جناب امام حسین علیہ السلام بیٹھے ہوے تھے

کہ حضرت جبرئیل نازل ہوے اور فرمایا کہ خداے تعالے فرماتا ہی

کہ ان صاحبزادون مین سے ایک کو دوسرے پر فدا کیجیے یہ حکم

رب جلیل حضرت جبرئیل کی زبانی سنکر چند عرصہ تک تامل کرنیکے بعد فرمایا
کہ مجھے گوارا ہے کہ میرا فرزند ابراہیم فدیہ ہو میرے نور نظر حسینؑ کا"
ابن عباس کہتے ہین کہ چوتھے روز ابراہیمؑ نے رحلت فرمائی۔
باوجودیکہ جناب رسول خدا صلعم حضرت امام حسین علیہ السلام سے
اسقدر محبت رکھتے تھے کہ آپکے مقابلہ مین اپنے فرزند کو بھی عزیز نہ کیا لیکن اپنی
امت سے اسقدر محبت تھی کہ اسکے لیئے جناب امام حسین علیہ السلام کو فدیہ دینا
منظور کرلیا اور آنحضرت نے بھی خدا کے سامنے اسکا عہد کر لیا تھا۔
جناب امام حسینؑ جب کربلا مین تشریف لائے تو آپکے ساتھ بہت سی عورتین
اور چھوٹے بچے بھی تھے۔ ہفتم سے آپکے اس مختصر قافلہ پر
پانی بند ہوا عاشورہ کے روز تمام آدمیون کی اور خصوصاً بچون کی
تشنگی سے عجیب حالت ہوئی۔ خالی کوزے ہاتھ مین تھے اور العطش
العطش پکارتے پھرتے تھے۔ فریضہ صبح ادا کرکے ان مجاہدین راہ
خدا نے شہادت پر کمر باندھی اور میدان مین آکر ہر شخص نے دکھادیا
کہ بنی ہاشم کی تلوار بے پناہ تھی لیکن آخرکار یکے بعد دیگرے شہید
ہوئے۔ کون ہے جو اوسوقت امام حسین علیہ السلام کی کیفیت بیان
کرسکتا ہے۔ آپنے عون و محمد ایسے بھانجون اور قاسم ایسے بھتیجے کو

لہ نہر المصائب جلد دوم صفحہ ۱۴۹ ملاحظہ ہو۔

آنکھون کے سامنے قتل ہوتے دیکھا۔ عباس ایسے رفیق و جان نثار بھائی کی
لاش اپنے ہاتھون سے خیمہ مین لائے۔ علی اکبر ایسے فرزند کی برچھی
لگتے ہوئی دیکھی جس سے کلیجہ کے ٹکڑے تک باہر نکل آئی تھی اور اوس
بہادر بیٹے نے اپنے باپکے سامنے تڑپ تڑپکر جان دی اب حضرت
تنہا تھے نہ کوئی یار تھا نہ مددگار نہ کوئی مونس تھا نہ غمخوار ای اضطرابمین
خیمہ کے اندر تشریف لے گئے۔ یون تو سبھی بچے بھوکھ اور پیاس سے
غش کی حالت مین تھے۔ لیکن خاص کر آپکے سب سے چھوٹے فرزند
علی اصغر کی جو صرف چھ مہینہ کے تھے عجیب حالت تھی بھوکھ
اور پیاس اور صدمون سے اونکی مان کا دودھ بالکل خشک ہو گیا تھا
حضرت علی اصغر کو اپنی گود مین لیکر فوج اشقیا کے سامنے کھڑے
ہوئے اور با آواز بلند فرمایا کہ اگر تمہارے نزدیک مین مجرم ہون تو یہ
بچہ تو ضرور معصوم ہے اسکو تو پانی دو کہ شدت تشنگی سے اسکا عجیب
حال ہی لیکن اون ہنسمیون کا یہ حال تھا کہ آپ پر مضحکہ کرتے تھے اور آپکی
باتون کو قہقہون مین اڑاتے تھے۔ پانی کے ملنے سے نا امید ہو کر آپ
درگاہ قاضی الحاجات مین دعا کرتے تھے کہ اس اثنا مین ابن حرملہ ملعون
نے وہ کام کیا جسکے بیان کرنے سے دل تھرا جاتا ہی یعنے اوسنے ایک تیر
ایسا مارا کہ اوس معصوم بچے کے حلق کو چھید کر جناب امام حسین کے بازو مین

اوتر گیا۔ خونکا فوارہ اوتر کر آپکے بوکھم پر پڑا اور جب آپنے گردن جھکا کر دیکھا تو آپکا
سب سے پیارا بچہ آپکے گود مین دم توڑ چکا تھا سخت روحانی اور جسمانی تکلیف کے
وقت مین بھی آپنے اپنے نانا کی امت کے لیے کچھ بھی بد دعا نکی بلکہ آسمانکی طرف
سر اوٹھایا اور فرمایا پروردگار تیرا شکر ہے اب مردونمین سوای امام زین العابدین عے کے
جو سخت تپ مین مبتلا تھے کوئی باقی رہا تھا۔ اور وہ وقت قریب آگیا تھا جسکے
لیے آپنے اپنے پروردگار سے وعدہ فرمایا تھا حضرت تمام بیبیوں سے اور خاصکر
اپنے بہن حضرت زینب جنکو آپ حد درجہ عزیز رکھتے تھے آخر مرتبہ رخصت
ہوکر اور الوداع کہکر میدان مین تشریف لائے لیکن شہادت کے پیشتر جو شجاعت
جو بنی ہاشم کا حصہ تھا دکھا دینا فرض تھا آپکے ہاتھ مین وہی تلوار تھی جو آپکے
پدر بزرگوار کو خیبر مین عطا ہوئی تھی آج وہ تلوار اوسی زور و قوت کے ساتھ
کام مین لائی جاتی تھی جسطرح مرحب و عنتر کے مقابلہ مین جناب علی مرتضےٰ ع
کام مین لائے تھے شامیون کا یہہ حال تھا کہ ہر مرتبہ زخم کرکے آتے تھے اور
ہر حملہ مین کائی کی طرح پھٹ جاتے تھے۔ عمر سعد چیخ رہا تھا اور ہر ایک کو
انعام کی لالچ دیتا جاتا تھا لیکن کسکی مجال تھی جو امام وقت سے مقابلہ مین
آتا۔ ناگاہ ایک صدائے غیب آپکے کانمین آئی جسکو سنکر آپنے فوراً ہی ہاتھ روک لیا
اور کفار سے پکار کر فرمایا کہ اب مین نہ لڑونگا۔ یہ سنتے ہی ہر طرف سے
لوگ زغہ کرکے آگئے اور زخم پر زخم آپ پر پڑنے لگے۔ یہانتک کے بسر

اور بروایتے ۳۳ زخموں سے مجروح ہو کر آپ گھوڑے سے زمین پر آ گئے۔ کوئی بارہ آدمی آپ کا سر مبارک قلم کرنے کو بڑھے لیکن یہہ کلنگ کا ٹیکا شمر ہی کے ماتھے پر لگنا تھا اوس وقت وہ جناب سجدہ مین تھے بار بار خدا کا شکر کرتے تھے اور اپنے نانا کی امت کی مغفرت کے لیے دعا کرتے تھے ادہر شمر نے اس مظلوم کا سر کاٹکر نیزہ پر بلند کیا ادہر یزید کے تمام لشکر مین خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ کچھ لوگون نے بڑہ کر خیمون مین آگ لگا دی عورتون کی چادرین چھین لین بچون کو طمانچے مارے اوسپر بھی ان بیرحمون کو چین نہ آیا۔ میدان مین گھوڑے دوڑا کر شہیدان راہ خدا کے لاشون کو پامال کر ڈالا اور یزید کے پاس اس ہیئت سے روانہ ہوے کہ آگے آگے تو شہدائے کربلا کے سر نیزون پر رکھے ہوے تھے اور اونکے پیچھے امام زین العابدین علیہ السلام اوسی بیماری کی حالت مین ایک بھاری طوق و زنجیر پہنے ہوے اون اونٹون کے مہار تھامے ہوے جا رہے تھے۔ جن پر تمام اہلبیت اپنی اس تباہی و بربادی پر خون کے آنسو رو رہے تھے۔ اسکو کہتے ہین شہادت دنیا مین کون ہے جو اس واقعہ کو سنکر خون کے

آنسو نہ روے گا۔ یہہ وہ واقعہ ہے جسنے یورپ مین مورخون کے دل ہلا دیے۔ یہہ وہ سانحہ ہے جسے آج تک مسلمان یاد کرکے روتے ہین اور ہمیشہ روئین گے۔ اور پھر یہ رنج ومصیبت یہہ ذلت اور رسوائی کیلئے گوارا کی گئی ؟۔ صرف امت کے واسطے۔ یہہ وہ باتین ہین جنسے مسلمانون مین بچہ بچہ واقف ہے پھر اونکی نگاہون مین مسیح کے واقعہ کی کیا وقعت ہوگی۔

چوتھی فصل

اُس بات کے بیان مین کہ آدمی یسوع مسیح کی نجات کے فیض کو کیونکر پہونچ سکتا ہے" اس فصل مین مصنف نے یسوع مسیح کے وسیلہ سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ تبلایا ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ وہ نجات اوسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب آدمی انجیل کے بموجب یسوع مسیح پر ایمان لاوے - خدا نے آدمیون کی لیئے صرف نجات ہی کو نہین موجود کہا بلکہ روح القدس کی مددمی عنایت کی جو خود بخود اوس شخص کے دل مین جو مسیح کیطرف متوجہ ہوتا ہے ایمان ڈال دیتا ہے اور اسیلئے جس قدر آدمی کو مسیح کے وسیلہ سے نجات حاصل کرنے کی ضرورت ہے اوسی قدر اوسکے حاصل کرنے کے لیئے روح القدس کی مدد کا محتاج ہے - اور انھین وجوہات سے روح القدس اب وابن کی طرح فضل و رحمت کا سرچشمہ ہے اور اب وابن کے ساتھ متساوی ہے" پھر فرماتے ہین کہ "مسیحیون کے عقیدہ مین اس عمدہ مطلب کو تثلیث یا تثلاث واحد کہتے ہین" جس طرح مصنف نے خدا اور مسیح کے ذات کی بیان کرنے مین اور اونکو باپ اور

بیٹیا ثابت کرنے مین بہت زیادہ مبالغہ فرمایا ہے روح القدس
کے بیان مین صرف اس قدر کہکہ سکوت اختیار کیا ہے کردد
اگر تو سوال کرے کہ یہ مدد کرنے والا جو روح القدس کہلاتا ہے
کون اور کس مرتبہ پر ہے تو اس سوال کا جواب انجیل کی آیتون
کے موافق یہ ہے کہ روح القدس کی بابت اعمال کی ۲ فصل مین
جو مذکور ہے اوسکو تو پڑھکر خبردار ہو جائیگا اور مسیح نے بھی متی کی
۲۔ فصل کی ۱۹۔ آیت مین خود حواریون سے فرمایا ہے کہ "تم جاکے
سب قومون کو باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ
دیکر شاگرد کرو" ہمین یہ دیکھکر بے اختیار ہنسی آتی ہے کہ
مصنف میزان الحق جن باتون کا اظہار خلاف مصلحت سمجھتے
ہین اونکو کس مزہ سے ٹال جاتے ہین اور متی اور مرقس اور
لوقا کی آیتین لکھنا شروع کردیتے ہین ہمکو بھی لازم ہے کہ روح القدس
کی ماہیت اور مرتبہ دریافت کرنے کے لیئے اعمال کی ۲ فصل کی
آیتین اس مقام پر نقل کرین سنیئے "اور جب پنتکست کا دن آیا
وے سب ایکدل ہوکر اکٹھے ہوے اور ایکبارگی آسمان سے
ایک آواز آئی جیسی بڑی آندھی چلی اور اوس سے سارا گھر جہان وے
بیٹھے تھے بھر گیا اور اونھین جدی جدی آگ کی زبانین

دکھائی دین اور اون مین سے ہر ایک پر بیٹھین تب وی
سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانین جیسے روح نے
اونھین بولنے کی قدرت بخشی بولنے لگے" اس فصل بھر مین
سوائے اس مقام کے روح القدس کی نسبت اور کچھہ لکھا
نہین پایا جاتا۔ پس معلوم ہوا کہ روح القدس کی ماہیت تو
یہ ہے کہ آگ کی جلتی ہوئی زبان ہے اور مرتبہ اور قدرت یہ
ہے کہ بڑی آندھی کے ساتھ آتا ہے اور ہر شخص کو مختلف
زبانون مین بولنے کی طاقت دیتا ہے۔ اس اصول پر معاذ اللہ
خدا کی صورت راماین کے دیوراون سے بہت کچھہ ملتی
جلتی ہوگی (بارہ سر ہونگے جسمین سے زبانین نکلکر مسیح کے
بارہ حوارین پر بیٹھین ہونگی) لیکن فرق اسقدر ہے کہ خدا کے
تمام جسم پر فاسفورس ملا ہوا ہے جس سے تمام بدن آگ کی
طرح روشن معلوم ہوتا ہے اور اندر بھی اوسکی قلعی ہے۔
روح کا اعتقاد بھی بہت قدیم ہے۔ اس روح القدس کے
پہلے موسائیون مین بھی ایک روح تھی جسے وہ لوگ خدا کی
روح کہتے تھے لیکن اوسمین قدوسیت ذرا بھی نہ تھی۔ کبھی
تو وہ روح نبیون کو جھوٹھہ بولوا کر اون مین فساد

گروادیتی تھی؁۱ - اور کبھی بدکارون پر نازل ہوتی تھی؁۲ اور کبھی لوگون کو مار کھلوادیتی تھی؁۳ - لیکن قرآن مجید کی تعلیم سے ان بے بنیاد عقائد کا خاتمہ ہوگیا - اور صاف طور پر ظاہر ہوگیا کہ خدا روح بھی نہین ہے بلکہ روح اور تمام چیزین خدا کی بنائی ہوئی ہین مسلمانون کے نزدیک روح القدس کے بارے مین اختلاف ہے بعض کے نزدیک روح القدس سے مراد خود انجیل ہے - بعض کے نزدیک وہ روح تھی جو حضرت مریم کے شکم مین پہونچی گئی - بعض کے نزدیک اس سے حضرت جبرئیل مراد ہین - صاحب مجمع البیان کا بیان ہے کہ حضرت جبرئیل کو روح القدس اسلیئے کہتے ہین کہ اونکی روحانیت تمام ملائکہ سے زیادہ ہے - تثلیث کا مسئلہ ایسا عجیب ہے جسکو ثابت کرنا تو درکنار اب تک کسیکی سمجھ ہی مین آیا - بہت سی تحریفین خود انجیل مین اس غرض سے کی گئین کہ اگر عقلاً نہ ثابت ہو سکے تو مذہبی خیالات سے ڈر کر لوگ اسے ماننے لگین اور کچھ شک نہین کہ اسمین نصاری کامیاب بھی

؁۱ - ۲ - تواریخ ۱۸/۲۰

؁۲ کتاب القضات ۱۶/۱

؁۳ کتاب القضات ۱۱/۳ و ۱۱/۲۹

ہوسے گو بعد ازان اس قسم کی بہت سی تحریفین نیوٹن اور پارسن
وغیرہ نے ثابت کردین لیکن یہ عقائد مسیحیون کے دل مین بہت
مضبوط جڑ پکڑ چکے تھے پھر نقار خانہ مین طوطی کی آواز کون سنتا
ہے۔ اسکی نسبت اختلاف ہے کہ سب سے پیشتر مسئلہ تثلیث کو
کسنے ایجاد کیا بعض کا گمان پولوس کی طرف ہے اور بعض اسکو
بشب اینٹیٹیک کی طرف منسوب کرتے ہین کچھ ہے ہو نہ کبھی
مسیح نے اسکی بابت کچھ فرمایا اور نہ اناجیل اربعہ مین کسی مقام پر اسکا
ذکر پایا جاتا ہے۔ تثلیث کی بابت اسمین بھی اختلاف ہے کہ کون
کون سے لوگ ملکر ایک ذات واحد ہوتے ہین۔ عموماً مسیحی
خدا اور مسیح کے علاوہ روح القدس کو متمم ماہیت تثلیث سمجھتے
ہین لیکن بعض کے نزدیک حضرت مریم تھین۔ اس مسئلہ کی
بابت خود مسیحیون مین اختلاف ہے اور کئی سو برس تک آپس
مین مباحثے اور مناظرے ہوا کیے۔ جنمین اکثر اوقات کشت و
خون کی بھی نوبت آتی تھی سب سے پہلے تثلیث کی بابت مصر
مین مباحثہ شروع ہوا۔ یہ فضول مباحثے صرف مسیح کا مرتبہ بیان
کرنے کی غرض سے کیے جاتے ہین۔ آیریس اسکندریہ کا باشندہ
تھا۔ اوسنے ایک مرتبہ بشب ہونے کی کوشش کی تھی لیکن محروم

رکھا گیا۔ شاید ے غصہ مین اوسنے یہ بیان کرنا شروع کیا کہ بیٹا
باپ کی طرح ازل سے نہ تھا بلکہ ایک خاص زمانہ سے اوسکا وجود ہوا
کیونکہ باپ اور بیٹے کے رشتہ مین یہ امر لازمی ہے کہ باپ بیٹے
سے پہلے موجود ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ بیان مسیحیون کے عقائد
کے خلاف ہے اونکا تو یہہ اعتقاد ہے کہ باپ اور بیٹا اور
روح القدس ہمیشہ سے ہین ۔لیکن ابرکیس کے بیان سے
بیٹے کا درجہ باپ سے کم ہوا جاتا تھا پھر کیا تھا انکے مقابلہ مین
اسکندریہ کی بشب نے جو یرکیس کا ہم چشم بھی تھا کھڑے ہوکر وعظ
کہنا شروع کر دیا یہہ مباحثے اسقدر دلچسپ تھے کہ اسکندریہ
کے یہودی اور بت پرست تماشہ کے طور پر جاکر سنا کرتے تھے
اسکندریہ کے بشب کا یہہ بیان تھا کہ باپ اور بیٹے کی عمر برابر ہے
آخرکار یہہ معاملہ بادشاہ تک پہونچا جسنے نیس مین ایک مجلس اس امر
کی تصفیر کے لیئے قرار دی جو نیس کے کونسل کے نام سے مشہور ہے
کئی روز کے شدید اور غلیظ مباحثہ اور مطارحہ کے بعد اس کونسل
نے مندرجۂ ذیل احکام جاری کیے مقدس کیتھلک اور رسولون
کا کلیسا اون لوگون پر لعنت بھیجتا ہے جو یہ کہتے ہین کہ ایک زمانہ
مین خدا کے بیٹے کا وجود نہ تھا یا قبل اسکے کہ وہ پیدا کیا گیا

وہ موجود نہ تھا اور یہ کہ وہ کسی چیز سے نہین بنا کسی دوسری روح یا جسم سے بنایا گیا یا یہ کہ وہ خلق کیا گیا یا اوسمین تغیر و تبدل واقع ہوا ہے۔ چونکہ یہہ مسئلہ بدلائل عقلی ثابت نہین ہوسکتا مسیحیون نے عجیب عجیب تمثیلین اسکی ثابت کرنے کے لیے پیش کی ہین ہمارے مصنف نے بھی آگ سے تثلیث ثابت کی ہے اور فرماتے ہین کہ آگ کی ذات اور گرمی اور روشنی ملکر ایک چیز بنی۔ اکثر پادریون نے کتب عہد عتیق سے تثلیث کو ثابت کیا ہے چنانچہ ڈریپر صاحب نے اپنی تصنیف مین مسیحیون کی ایک مشہور و معروف معلم یعنی سینٹ آگسٹین[۱] کی عبارت نقل کی ہے جسکا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔ دیکھو اب تثلیث مجھے ایک آینہ مین تاریک سی معلوم ہوتی ہے جو تو خود ہے اے میرے خدا کیونکہ تو نے اے باپ اوسکے لیے جو ہماری عقل و دانش کی ابتدا ہے جو خود تیری عقل ہے اور جو تجھ سے پیدا ہوا ہے اور جو تیری مانند ہے اور تیری ہی ایسا قدیم ہے یعنے اپنے بیٹے کے لیے آسمان اور زمین پیدا کیا ہمنے بہت کچھہ آسمانون کی آسمان اور پوشیدہ اور بے تشکل زمین

[۱] یہ شخص افریقہ مین رومیون کے ایک نئی بستی ہپو کا بشپ تھا ۴۳۰ء مین چہتر ۷۶ رسال کا ہوکر مرا۔

اور تاریک سمندر کی روحانی بے ترتیبی کے عدم استحکام کے متعلق
کہا ہو جب تک وہ اوسکے لیے تبدیل کی گئی جس سے اوسمین ایک
حد تک زندگی پیدا ہو گئی اور پھر اوسکے (مسیح) تعلیم سے ایک
نہایت اچھی زندگی ہو گئی اور آسمان کا وہ آسمان جو لجدہ پانیون
کے درمیان رکھا گیا — اور خدا کے نام سے مین نے باپ کو
پکڑا (پہچانا) جسنے یہہ چیزین بنائین اور ابتدا کے نام سے مین نے
بیٹے کو جسکے لیے یہہ چیزین بنائی گیئن اور خدا کو تثلیث مانکر مین
نے اوسکے مقدس کلام مین اور تفتیش کی اور دیکھو تیری روح
پانی پر تیرتی تھی — اے میرے خدا تثلیث کو دیکھ — اب وابن
و روح القدس تمام مخلوقات کی خالق ،، — ڈریپر صاحب لکھتے
ہین کہ اس عبارت پر کسی قسم کی نکتہ چینی کی ضرورت نہین کیونکہ یہہ جملے اپنا
عیب آپ ظاہر کر رہے ہین — بڑا غضب تو ایک اور پادری
صاحب نے کیا ہے کہ توریت کی ایک آیت پیش کر کے یہ نتیجہ
نکالتے ہین کہ اگر تثلیث نہ ہوتی تو خداوند کا لفظ تین بار ایک
آیت مین کیون آتا واقعی یہ ایک نئی بات ہے — اگر وہ شیعہ
اور سُنی جو دشمن عام کو چھوڑ کر آپس ہی مین لڑے مرتے ہین اس
طریقہ استدلال کی پابندی کرین تو علم مناظرہ مین نمایان ترقی حاصل

کرینگے چنانچہ اہل تسنن یہہ دلیل پیش کرسکتے ہین کہ موجودات مین بہت سی چیزون کا شمارہ چار ہے مثلاً خلط انسانی - سودا صفرا - بلغم - خون - یا عناصر اربع آب - آتش - خاک - باد اور بہت سی فرضی باتون مین بھی چار ہی پر اکتفا کی گئی ہے مثلاً مشرق مغرب - جنوب - شمال - اور آسمانی باتون مین بھی چار نمبر کا لحاظ رکھا گیا ہے مثلاً خدا کی سب سے زیادہ مقرب فرشتے - جبرئیل میکائیل اسرافیل عزرائیل شیعہ بھی اوسکے جواب مین یہ حجت پیش کرسکتے ہین کہ خود آدمی کے ہاتھ مین پانچ ہی اُنگلیان ہین خنصر - بنصر - اوسطا - سبابہ - ابہام - اور مذہب مین بھی پانچ ہی چیزون کا خیال رکھا گیا ہے مثلاً اصول دین - توحید عدل - نبوت - امامت وقیامت وغیرہ وغیرہ یہہ طریقہ استدلال نہایت مفید ثابت ہوگا -

پھر صفحہ ۱۷۸ سے ۱۸۰ تک اس امر کا بیان ہے کہ خدا کی یہہ مرضی ہے کہ سب آدمی نجات پاوین اور آدمی کی بے ایمانی اُسیکا قصور ہے اس سے ہم سے اتفاق کرتے ہین لیکن روح القدس کی افسانون سے ہمکو کچھہ مطلب نہین -

پانچوین فصل

"اس شخص کے چال چلن کے بیان مین جو مسیح پر ایمان لائے"
اس فصل مین مصنف نے سچی مسیحی کی بعض فرائض بیان کیے ہین یعنی اوسکو اپنے خدا کے لیے کیا کرنا چاہیے اپنی ہمسایہ کے ساتھ کیا برتاؤ رکھنا چاہیے اور خود اپنے نفس کے لیے کیا کرنا چاہیے اسمین کچھ شک نہین کہ جو اصول بیان کیے گئے ہین وہ اس قابل ہین کہ ہر مسلمان بلکہ تمام دنیا مین ہر شخص اونپر عمل کرے اور اونسے فائدہ اوٹھاوے۔ یہ وہی اصول ہین جنکی بنیاد عقل پر ہے اور جو تمام مذاہب مین قریب قریب ایک ہی سے ہین۔

چھٹوین فصل

"اُن دلیلون کے بیان مین جنسے ثابت اور یقین ہوتا ہے کہ انجیل خدا کا کلام ہے"
اس فصل مین مصنف نے سات دلیلین پیش کرکے اس امر کو ثابت کیا ہے کہ انجیل کلام خدا ہے۔ انجیل کے کلام خدا ہونے سے مسلمانون کو انکار نہین ہے مگر اونکا یہ دعوی ہے کہ انجیل مروجہ اول

تو حوارین اور اتباع حواریین کے لکھی ہوئی ہے اور دوسرے معروف بھی ہے۔ مصنف اسی انجیل مروجہ کو ان سات دلیلون سے کلام خدا ثابت کرنا چاہتے ہین۔

(۱) "پہلی دلیل یہ ہے کہ انجیل آدمی کی روح کے تقاضا کو پورا کرتی ہے یعنی اولاً انجیل خدائے تعالےٰ کے اوس ارادہ اور خواہش کو جو وہ آدمی کے حق مین رکھتا ہے بالکل سمجھاتی ہے اور اسکے خدا ہونے کا مطلب اور اوسکے دل کا حال اوسپر ظاہر و بیان کرتی ہے۔ اور وہ وسیلے بھی بتاتی ہے جنکے سبب آدمی دل کی پاکیزگی اور اپنی پیدائش کے مطلب کو پہونچ سکے"۔ انجیل خدا کے ارادہ کو تو ضرور ظاہر کرتی ہے لیکن اس سے ہم کو قطعی انکار ہے کہ وہ نجات کا وسیلہ صحیح طور پر بیان کرتی ہے اور جسکی وجہ بھی ہم کافی طور پر سابق کی فصل مین بیان کر چکے۔ ثانیاً "انجیل نجات کی تعلیم کے وسیلہ سے ایماندار کو گناہون کے معافی کے مقام پر پہونچاتی ہے اور سارے گناہون کی سزا سے آزاد کر کے خدا کا مقبول کرتی ہے"۔ لیکن جب تعلیم ہی غلط ہے تو نجات کا حاصل ہونا معلوم اور یہ بھی درست نہین کہ انجیل کی تعلیمون سے آدمی دل کی پاکی اور صفائی کو پہونچتا ہے۔ مسیح پر ایمان لانا ایک

وقت مین یعنی قبل بعثت پیغمبر آخرالزمان جائز تھا اور روح القدس پر ایمان
لاکر اور اوسکو ذات جناب احدیت مین شامل سمجھکر اوس سے مدد
مانگنا کسی حالت اور کسی زمانہ مین نہین جائز تھا - پس اس انجیل
کی تعلیم روح کا تقاضا (جو حقیقت کا پانا اور گناہون کی معافی اور
نجات آخری حاصل کرتا ہے) ہرگز نہین پورا کرتے -

(۲) "دوسری دلیل کہ انجیل خدا کا کلام ہے ایماندار آدمی کے دل
اور چال کا بدلنا اور خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے" اسکی بابت
ہم صرف اتنا کہینگے کہ آدمی کا دل اوسیوقت خدا کی طرف متوجہ
ہوسکتا ہے جب سچی ہدایت اور خدا کے پاک کلام کا نور اوسکے
دل کو منور کردے لیکن الوہیت اور تثلیث کے ایسے عجیب و
غریب مسائل جب انسان کی سمجھ ہی مین نہ آوینگے تو اونکے قلب کو
کیا سرور حاصل ہوگا اور خدا کی طرف کیا متوجہ ہونگے -

(۳) "تیسری دلیل کہ پورانی اور نئے عہد کی کتابین خدا کا کلام ہین
اور اوسکی صفتون کا بیان ہے" بیشک کتب عہد عتیق خدا کی صفتونکو
جیسا چاہیے بیان کرتے ہین لیکن محرف ہوجانے سے اونھین
کتابون مین بہت سے ایسے واقعات پائے جاتے ہین جو صفات
خداوندی کے لائق نہین بلکہ اوسکے ضد ہین کتب عہد جدید

ہرگز خدا کی صفات صحیح طور پر نہین بیان کرتین بلکہ توریت کی تعلیم کی ضد ہین -

(۴) "چوتھی دلیل کہ انجیل خدا کا کلام ہے اوسکے عالی معانی اور پاک حکم اور نصیحت ہین"

درحقیقت یہ عالی معانی ایسے ہین جو آجتک کسیکی سمجھ مین بھی نہ آئے اور ہمین یقین ہے کہ جس شخص نے ایجاد کیے تھے اوسکی بھی سمجھ مین نہ آئے ہونگے - جو آیتین مصنف نے سچی مسیحی کی چال چلن کے بابت نقل کی ہین وہ خود بیشک کسی دوسری کتاب مین نہین ہین اور اوسکا سبب یہ ہے کہ دوسری مذاہب کے لوگ اپنے کتب مقدسہ کو تحریف کرنے کے عادی نہین ہین - لیکن اسی مطلب کے احکام قریب قریب سب مذاہب مین موجود ہین اور بت پرست بھی اونکو دیکھکر تعجب نہ کرینگے -

(۵) "پانچوین دلیل کہ کتب مقدسہ خدا کا کلام ہین وہ پیشین گوئیان ہین جو قبل از وقوع واقعہ بیان ہوکر ان کتابون مین لکھی گیئن"

بیشک جو سچی پیشین گوئیان تھین وہ پوری ہوئین - لیکن انجیل مین بہت سی جھوٹھی پیشین گوئیان بھی داخل کردی گیئن جو آجتک نہ پوری ہوئین اور نہ آئندہ اسکی امید کی جاسکتی ہے مثلاً انجیل یوحنا

مین یہ پیشین گوئی "اور مین جو ہون اگر زمین سے اوپر اوٹھایا جاؤنگا تو سب کو اپنے پاس کھینچونگا"[1] ... حضرت عیسیٰ کو گئے ہوے ۱۹۰۲ برس ہوے لیکن دنیا کے لوگ اوسی جگہہ موجود ہین اور متی کی انجیل مین مسیح نے فرمایا کہ "اس زمانہ کے لوگ نہ گذرینگے جب تک مجھے تخت شاہی پر بیٹھا نہ دیکھ لین"۔ حوارین اسی آرزو مین مر گئے اور دیکھنا نصیب ہوا وغیرہ وغیرہ۔

(۶) "چھٹوین دلیل کہ پورانی اور نئے عہد کی کتابین کلام خدا ہین وہ مشہور معجزہ ہین جو یسوع مسیح اور اوسکے حوارین سے ظاہر ہوے"

بیشک مسیح سچے پیغمبر تھے اور اون سے معجزہ بھی ظاہر ہوے لیکن ہمارے حوارین سے معجزہ کا ظہور غیر ممکن معلوم ہوتا ہے اور نہ کسی بیرونی شہادت سے اسکا ثبوت ملتا ہے حوارین سے کوئی خرق عادت نہین ظاہر ہوا اور بالفرض اگر ایسا ہوا بھی ہو تو وے معجزہ نہ کہینگے بلکہ استدراج ۔

(۷) "ساتوین دلیل انجیل کے سچی ہونے کی وجہ اوسکی تعلیم کا پھیلنا ہے"۔ مگر یہ کوئی دلیل نہین کیونکہ اس اصول پر بت پرستون کے

[1] یوحنا ۱۲/۳۲

تنبیہ الخلائق فی رد المسیح

مذہب کو سب سے سچا اور حقیقی ماننا پڑیگا۔ مذہب حقّہ کے قائم کرنے کے
لیے کیسی کیسی کوششین کی گئین اور ہزارہا پیغمبر بھیجے گئے لیکن بت
پرستی کے لیے نہ تو پیغمبرون کے ضرورت تھی نہ کسی وعظ و نصیحت
کی۔ خود بخود لوگ بت پرستی اختیار کرتے تھے اور مذہب حقّہ کی پیرو
بھی اپنے خدا کی پرستش چھوڑ کر اون مین شامل ہو جاتے تھے۔
پس مصنف میزان الحق کی دلیل اگر صحیح سمجھ لیجائے تو بت پرستی کو
حقیقی مذہب ماننا پڑیگا۔ الغرض ان دلیلون سے انجیل مروجہ کا
کلام خدا ہونا ہرگز نہین ثابت ہوتا ایک اور امر قابل گزارش یہ ہے
کہ مصنف نے اکثر اس فصل مین اس امر کا ذکر کیا ہے کہ دوسرے
مذاہب مین سواے آداب ظاہری کے روحانیت نہین پائی جاتی
گو مصنف نے کسیکا نام نہین لیا لیکن اگر اونکا روی سخن مسلمانونکی
طرف ہے تو وہ سخت غلطی کر رہے ہین اسی روحانیت کی بابت قرآن مجید
مین سورۂ بقر اور اعراف کی آیتون مین صاف طور پر حوالہ دیا ہے
اور خود رسول مقبول صلعم فرماتے ہین کہ صرف عبادت ظاہری جو ہر
عبادت نہین ہے بلکہ خداوند عالم کا تقرب بندہ کو جب ہی حاصل ہوتا
ہے جب اوسکی عبادت صفائے قلب اور عجز اور خاکساری سے
کرے ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہین کہ "نماز بغیر حضوری قلب کے

مقبول نہین ہوتی"[1] اور پھر یہ صرف ظاہری باتین نہ تھین بلکہ خود
جناب رسول مقبولؐ اور ائمہ معصومین نے عملی طور پر بھی دکھلا دیا
چنانچہ ایک روز جب جناب امام زین العابدین علیہ السلام نماز مین
مصروف تھے تو آپکے فرزند حضرت امام محمد باقرؑ جو اس زمانے مین
صغیر سن تھے کھیلتے کھیلتے کوئین مین گر پڑے۔ آپ کی والدہ بیتاب
ہو کر دوڑین اور امام زین العابدینؑ سے فرمایا کہ بچہ کوئین مین گر پڑا
لیکن حضرت نے مطلق التفات نہ کیا اور اسیطرح نماز مین مصروف
رہے حالانکہ لڑکے کے چلانے کی بھی آواز حضرت کے کان مین
پہونچی تھی۔ آپ کی بیوی نے حالت اضطراب مین فرمایا کہ یا اہلبیت
رسالت آپ لوگون کے دل بیحد سخت ہین لیکن اسپر بھی آپنے
کچھ توجہ نفرمائی اور جب نماز کو بالکل تمام کر چکے تو لڑکے کو کوئین سے
نکال کر انکی ماں کے سپرد کر دیا۔ اسیطرح ایک مرتبہ جناب علی مرتضیٰ ؑ
کے پیر مین ایک ایسا تیر لگا تھا جس سے آپکو سخت اذیت تھی اور آپ
کسیکو نہ نکالنے دیتے تھے درد اسقدر تھا کہ چھونے سے تکلیف ہوتی
تھی لیکن جب حضرت نماز مین مشغول ہوئے تو وہ تیر آپکے پیر سے
نکال لا گیا اور آپ یاد الٰہی مین اسقدر محو تھے کہ آپ کو اسکی خبر تک

[1] عین الحیات صفحہ ۱۸

نبوی - اہل التسنن بہی اس معاملہ مین شیعون سے اتفاق کرتے ہین چنانچہ امام غزالی سے روایت ہے کہ "رسول اللہ خود فرمایا کرتے تہے کہ سب سے اہم اور اعظم طہارت پاک کرنا دل کا ہے تمام بُری خواہشون اور بیہودہ رغبتون سے اور دفع کرنا نفس سے تمام مکروہ و مذموم خیالات کو اور اون تصورات کو جو انسان کے دل کو خدا کی یاد سے باز رکہتے ہین[له]۔

ساتوین فصل

اُس بات کے بیان مین کہ انجیل کی تعلیم کس طرح مشہور ہوئی اور کیونکر پہیلی

اس فصل مین سب سے پہلے حوارین کا حال بیان کیا گیا ہے اوسکے بعد اس امر کا ذکر ہے کہ جب یسوع مسیح نے تعلیم دینا اور معجزہ دکہانا شروع کیے تو عوام الناس مین سے بارہ آدمیون کو چُن لیا تا کہ اوسکی تعلیم کو پہیلاوین - ہمارے مصنف نے ان حوارین کے نام نہین معلوم کس مصلحت سے نظر انداز کر دیے طوالت کے خیال سے تو ہرگز نہین کیونکہ جب تثلیث کے

له تنقید الکلام -

ثبوت مین عجز ظاہر کر چکے اور اوسپر بھی صرف تمثیلون مین
آٹھ صفحہ سیاہ کر ڈالے تو بارہ آدمیون کے اسم نویسی کون سی
بڑی بات تھی - خیر کچھ ہی کیون نہو - حوارین کے نامون سے
ناظرین کو آگاہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے اونکے نام یہ ہین

۵	۴	۳	۲	۱
فیلبوس	اندرباس	یوحنا	یعقوب	شمعون پطرس
۱۰	۹	۸	۷	۶
شمعون زیلوطس	یعقوب	متی	برطولما	طوما

۱۲	۱۱
یہودا برادر یعقوب	یہودا اسکریوطی

مسیحیون کے عقائد مین تمام حوارین بجز یہودا اسکریوطی
کے مسیح کے رسول تھے - حوارین کے معنی ہین انصار حضرت
عیسیٰ علیہ السلام مین نہین سمجھ سکتا کہ پلوس جو صعود مسیح کے
کچھ دنون بعد اس دین مین داخل ہوے تھے حواری کیون
مشہور کیے گئے ہین - مسیح نے پیشتر ہی اپنے شاگردونکو
جھوٹے رسولون سے آگاہ کر دیا تھا اور فرما دیا تھا کہ جھوٹے
نبیون سے خبردار رہو جو تمھارے پاس بھیڑون کے لباس مین
آتی ہین لیکن باطن مین پھاڑنے والے بھیڑیے ہین [۱]
اور پھر فرمایا کہ اوسدن (شاید اس سے روز قیامت مراد ہے)

[۱] متی ۷ ۱۵ و ۱۶

بہتیرے مجھسے کہین گے اے خداوند کیا ہمنے تیرے نام سے
نبوت نہین کی اور تیرے نام سے دیوون کو نہین نکالا اور تیرے
نام سے بہت کرامتین ظاہر نہین کین اور اوسوقت مین اونسے
صاف کہونگا کہ مین کبھی سے واقف نہ تھا ای بدکارو میرے
پاس سے دُور ہو[1] لیکن افسوس ہے کہ حوارین نے
اپنے پیشوا کے حکم کی پابندی مطلق نہ کی اور پلوس کو رسولون
مین شامل کرلیا اور چونکہ وہ خود ایک عالم متبحر تھا اوس کے
نزدیک حوارین کو جو جاہل مطلق تھے اپنے تابع مین رکھنا
کتنی بڑی بات تھی ہمین اس سے بھی قطعی انکار ہے کہ قرآن
مجید مین حواری خدا کے رسول کہلائے ہین مصنف نے
اپنے اس دعوے کے ثبوت مین سورۂ صف اور سورۂ یٰسین
کی یہ آیتین (یعنی عیسیٰ مریم کے بیٹے نے حوارین سے کہا
الخ اور اُس شہر کے لوگون کا احوال جسوقت کہ رسول وہان آئے
تھے انھین سمجھادے کہ جب ہمنے دو شخص کو بھیجا اور اونکو
اونہون نے جھوٹھا جانا الخ) پیش کی ہین لیکن اس سے اُنکا
رسول ہونا نہین ثابت ہوتا اول تو خدا کے کام مین مدد کرنے

[1] متی ۷/۲۲-۲۳-۲۴

خالی از مبحث ہے تاہم دلچسپی سے خالی نہین ان چند صفحون
مین مختصر طور پر اس امر کو دکھا دینے کی کوشش کی گئی ہے کہ عیسائیون نے
جو اشاعت دین مسیحی مین ایک زمانہ تک پند و نصیحت سے کام لیا
اوسکی یہ وجہ نہ تھی کہ وہ اپنے پیشوا کے حکم پر عمل کرتے تھے۔
نہین وہ اس قابل ہی نہ تھے کہ یہودیون اور بت پرستون کی
مقابلہ مین ذرا بھی ہاتھ پیر ہلا سکتے[1] یہ امر آگے چلکر اچھی طرح ظاہر
ہو جائیگا کہ جیسے ہی مسیحیون کی تعداد اوس حد تک پہونچی کہ
وہ بت پرستون کا مقابلہ کر سکین اونھون نے اپنی پالیسی بدل دی
اور بعض اوقات عیسائی مجاہدین نے وہ کام کیے جو حضرت موسی
کے زمانہ مین بنی اسرائیل سے بھی نہ ہوے تھے سابق مین یہ عرض
کیا گیا ہے کہ دین مسیحی کو پولوس نے کس صورت مین یونانیون
اور رومیون کے سامنے پیش کیا تھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے
کہ اس طریقہ سے بہت ہی تھوڑے عرصہ مین عجائب پسند یونانی
اور رومیون نے بغیر کسی دقت کے دین مسیحی قبول کر لیا۔

[1] جو کچھ واقعات مینے آگے چلکر بیان کیے ہین وہ گبن اور ڈریپر اور سید امیر علی صاحب
کی کتابون سے اور دوسری تاریخون سے اخذ کیے ہین ایک بھی واقعہ ایسا نہین بیان
کیا گیا جسکی سند نہ پیش کی جا سکتی ہو۔

سے آدمی کا نبی ہو جانا ضروری نہین دوسرے یہ اوس زمانہ کا ذکر ہے جب مسیح دنیا مین موجود تھے اور طرح طرح کی وعظ و نصیحت سے اپنے شاگردون کے عقائد کو درست رکھتے تھے لیکن اوسپر بھی حوارین راسخ الاعتقاد نہ تھے اور مسیح نے خود اس امر کو بارہا اپنی زبان سے فرمایا - بیشک قاضی بیضاوی وغیرہ نے "اصحاب القریہ" سے مسیح کی حوارین مراد لی ہے لیکن اول تو صرف بعض مفسیرین کی یہ رائے ہے دوسرے ان تفاسیر سے بھی حوارین کا مسیح کے رسول ہونا ثابت ہوتا ہے نہ خدا کے رسول ہمین کچھ شک نہین کہ مسیح نے حوارین کو اپنی زندگی مین مختلف مقامات پر وعظ و نصیحت کرنے کے لیے بھیجا تھا اور جسکا ثبوت متی وغیرہ کی انجیلون سے بھی پایا جاتا ہے پس ان وجوہات سے حوارین کا رسول خدا ہونا ثابت نہین - اسکے بعد مصنف نے مذہب مسیحی کے مختلف ممالک مین پھیلنے کی کیفیت تحریر کی ہے اور اس بات کو دکھایا ہے کہ انجیل کی تعلیم دین اسلام کی طرح تلوار سے نہین پھیلائی گئی بلکہ وعظ و نصیحت سے اور لوگ طوعًا و کرہًا مسیحی نہین بنائے گئے بلکہ اونہون نے اپنی خوشی سے یہ مذہب قبول کیا گو یہ امر بہت کچھ تاریخ سے تعلق رکھتا ہے اور ایک حالت

دوسری صدی عیسوی کے آخر تک عیسائیون کی تعداد کافی ہوگئی تھی - سنہ ۲۰۰ع مین ٹرٹولین [۱] نے سویرس [۲] بادشاہ روم کے زمانہ مین جو جواب مذہب عیسوی کے طرف سے پیش کیا تھا اوسمین سلطنت کو بغاوت کی اچھی خاصی دھمکی دیگئی تھی - سنہ ۲۳۰ع مین انکی تعداد اسقدر زیادہ ہوگئی تھی کہ شاہان روم کو مسیحیون سے اندیشہ پیدا ہوا اور اونھون نے اس نئے مذہب کو نیست ونابود کردینے کی بہت سی تدبیرین کین لیکن اب مسیحی بھی جواب دینے کو طیار تھے -

سب سے پہلے چند سپاہیون نے (جو دین مسیحی قبول کرچکے تھے) بتون کے آگے قربانی چڑھانے سے انکار کیا - دونون جانب سے دلکے بخارات اسطرح نکالے گئے کہ بت پرستون نے نکومیڈیا کے کلیسا کو مسمار کرڈالا اور عیسائیون نے اسکے جواب مین شاہی محلون مین آگ لگادی قسطنطین نے جو سلطنت کا دعویدار تھا

---

۱ ایک مشہور معروف معلم مسیحی کا نام ہے - یہ شخص اصل مین کارتھیج کا رہنے والا تھا سنہ ۱۶۰ع مین پیدا ہوا اور سنہ ۲۲۵ع مین مرگیا -

۲ سنہ ۱۴۶ع مین بمقام افریقہ پیدا ہوا - ایک نہایت معمولی درجہ سے رفتہ رفتہ ترقی کرکے بادشاہ ہوگیا سنہ ۲۱۱ع مین انگلستان کی شہر یارک مین انتقال کیا -

اس موقع کو غنیمت سمجھکر عیسائیون کی طرفداری کی اور بلوس برج کی لڑائی مین وہ کامیاب بھی ہوگیا۔ قسطنطین پہلا مسیحی بادشاہ تھا جو روم کے تخت سلطنت پر بیٹھا۔ اسکے زمانے مین سیکڑون نے بُت پرستی چھوڑ کر مذہب عیسوی قبول کیا لیکن دراصل نہ تو انکو روم کے مذہب قدیمہ کی کچھہ پرواہ تھی اور نہ تثلیث کے خدا کا رتی بھر خیال تھا تبدیل مذہب سے غرض اصلی صرف حصول دنیا تھی۔ درحقیقت انکی وجہ سے مذہب عیسوی مین اور بھی خرابیان پڑگئین کیونکہ انھون نے اوس مذہب کو بالکل بُت پرستی کی حد تک پہونچا دیا۔ ۳۷۹ء سے ۳۹۵ء تک یعنی تھیوڈوسیس[1] قیصر کا زمانہ مسیحیون کے عروج کا زمانہ تھا۔ انھون نے اس بادشاہ کے ذریعہ سے بُت پرستی کا خاتمہ ہی کر دیا۔ اس بادشاہ کے عہد سلطنت مین پادریون نے حضرت موسیٰ کے زمانے کے قاعدے اور قانون جاری کیے۔ فرمان شاہی سے بُت پرستون کو انکے معابد مین جانے تک کی ممانعت کر دیگئی اور سیکڑون مندر کھدوا ڈالے گئے۔ رومیون کے بُتون کا یہہ حال تھا کہ تھیوڈوسیس قیصر کی گاڑی مین باندھکر گھسیٹے جاتے تھے اور جانورون کی قربانیان اور دیگر رسومات مذہبی (جنکو رومی

[1] روم کے ایک بادشاہ کا نام ہے ۳۷۹ء مین تخت نشین ہوا ۳۹۵ء مین مرگیا۔

بُت پرست عبادت کے لیے ضروری اور لازمی خیال کرتے تے) موقوف کردیے گئے۔ سمرکیس جسنے مذہب قدیمہ کے قائم رکھنے کی بہت کوشش کی تھی پادریون کی ایماسے جلاوطن کردیا گیا اور اس واقعہ کے بعد کسی بُت پرست کو جرأت نہ ہوئی کہ روم مین بُت پرستی قائم رکھنے کی کوشش کرتا۔

فرانس مین مقدس پادری مارٹن اور شام مین مارکس نے بُت پرستی کے فنا کردینے کی بہت سی تدبیرین کین اور سخت خونریزی کے بعد اکثر معابد مسمار کردیے گئے اور بعضون کو کلیسا بناڈالا ۳۸۹ء مین تھیوفیلس اسکندریہ[۵۱] مین اُسقف اعظم مقرر کیا گیا جسنے بہت سے بُت پرستون کو قتل کرڈالا اور اونکے سب سے بڑے بُت سراپس[۵۲] کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کردیے۔ خلیفہ ثانی کے وقت مین اسکندریہ کا

---

۵۱ مصر کے ایک شہر کا نام ہے۔ یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس زمانے مین مصر روم کی سلطنت کا ایک حصہ تھا۔

۵۲ مصری بُت پرستون مین سراپس کی وہی عظمت و وقعت تھی جو ہندیون مین سومنات کی۔ یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ دونون بتون کے توڑے جانے کا قصہ بھی ایک دوسرے سے مشابہت رکھتا ہے۔

کتب خانہ مسلمانون نے جلادیا تھا[1] جسپر مسیحیون کے غصہ کا یہ حال ہے کہ جس مورخ کی کتاب کو ملاحظہ کیجیے اس واقعہ کے تذکرہ مین مسلمانون کو لعنت ملامت کی گئی ہے لیکن تعجب ہے کہ وہ بشپ تھیوفلس کے واقعہ سے کیون چشم پوشی کرتے ہین جسنے اسی کتب خانہ کو مسلمانون سے کئی سو برس بیشتر تباہ و برباد کر دیا تھا۔ اور پھر غزوات صلیبی مین مسیحیون نے ایک اور کتب خانہ جلادیا جسمین تین لاکھ کتابین موجود تھین۔ ڈریپر صاحب لکھتے ہین کہ اس کتب خانے کے جلادینے کی یہہ وجہ تھی کہ عیسائی مجاہدین کو پہلے کچہ نسخہ قرآن مجید کے ملے اسلیئے انہون نے سمجہ لیا تمام کتب خانے مین مسلمانون ہی کی مذہبی کتابین ہونگی۔

کارڈنل ہیمنیس[2] نے فتح غرناطہ[3] کے بعد اسّی ہزار قلمی کتابین جو

---

[1] بہت سے مسلمان اسکو تسلیم ہنین کرتے لیکن یہان ہم فرض کیے لیتے ہین کہ یہ واقعہ صحیح و درست ہے

[2] ہسپانیہ کے ایک مشہور مدبّر اور پادری کا نام ہے ۱۴۳۶ء مین بمقام کیسٹل پیدا ہوا ۱۵۱۷ء مین مرگیا۔

[3] اندلس مین جب اسلامی سلطنت تہی تو غرناطہ اس ملک کا دار السلطنت تہا۔ وہ اسلامی سلطنت تہی جسکی بنیاد خاندان بنو امیہ کے ایک شخص عبد الرحمٰن اول نے ڈالی۔ یہ سلطنت ۱۴۹۲ عیسوی تک قائم رہی اور بعد اسکے عیسائیون کے قبضے مین آگئی۔

جو زبان عربی مین تھین جلا کر خاک کر دین - انمین قدیم یونانیون کی بہت سی کتابون کے ترجمے تھے جو نہایت ہی قابل قدر خیال کیے جاتے تھے - تہیو فیلس کے زمانے مین مصر کا بہت بڑا بت سراپس توڑا گیا جسکے بعد بہت ہی قلیل عرصہ مین اون ممالک مین بت پرستی کا خاتمہ ہو گیا - درحقیقت اب روم کی سلطنت عیسائیون کی سلطنت تھی اشاعت دین مسیحی مین وعظ و نصیحت کی جگہہ اب تلوار سے کام لیا جاتا تھا اور بت پرست اپنے مذہب سے دست بردار ہو کر مسیح کو خدا کا بیٹا ماننے پر مجبور کیے جاتے تھے - افسوس - اگر عیسائی ذرا بھی تعصب کو چھوڑ کر بغور ان واقعات کو دیکھین تو انکو خود معلوم ہو جائیگا کہ مسلمانون کا برتاؤ دوسرے مذہب والون کے ساتھ کبھی ایسا وحشیانہ نہ تھا شاید مسیحی ایک بھی ایسا واقعہ بیان نہین کر سکتے جہان مسلمان کفار سے اس بیرحمی کے ساتھ پیش آئے ہون - لیکن ہم آگے چلکر دکھا دینگے کہ مسیحیون نے اپنے ممالک کے بت پرستون یہودیون اور مسلمانون کے ساتھ کیا کیا -

سنہ ۴۱۲ء مین سینٹ سرل تہیو فلس کی جگہہ اسکندریہ مین مقرر ہوا یہ شخص تعصب دینی اور قساوت قلبی مین تہیو فلس سے بھی بڑھا ہوا تھا - اور ہپاشیہ[له] کے وحشیانہ اور بے رحمانہ قتل نے اسکو

[له] سنہ ۳۷۰ء مین پیدا ہوئی سنہ ۴۱۵ء مین سرل کی ایما سے مار ڈالے گئے -

شقی ترین مردم بنا دیا - ہپاشیہ تہیون کی لڑکی تھی جو علم ہندسہ
کا ایک مشہور عالم تھا - ہپاشیہ نے بھی کچھ کم ناموری نہین حاصل
کی تہی - افلاطون اور ارسطو کے اقوال پر ہپاشیہ کے معقول
اعتراضات اور اپولونیس وغیرہ کی تصانیف پر اسکے حواشی نہایت
قابل قدر تھے اور جسکی وجہ سے وہ تمام اسکندریہ مین مشہور ہو گئی
تھی - سرل جو ایک متعصب پادری تہا اور جسکے خیالات انجیل
صفحون سے آگے بڑہنا جانتے ہی نہ تھے ایک بُت پرست
عورت کی فلسفہ پرائی کیونکر جائز رکھتا - نتیجہ یہ ہوا کہ ایک روز
پادریون کے ایک گروہ نے ہپاشیہ کو پکڑ کے سڑک پر ننگا کیا
اور گرجے مین لیجا کر ایک بڑی بھاری لکڑی سے اسکو دبا کر مار ڈالا
اور لاش کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے گوشت کو سیپون سے کہرچ
کر ہڈیون سے جدا کر ڈالا اور باقی ماندہ جسم آگ مین جلا دیا - عیسائیون
کا تعصب اور جہالت یہانتک بڑھی ہوئی تھی کہ جب سنہ ۵۹۰ء مین
ماریس نے خسرو بادشاہ ایران کو مدد دیکر اسکو پھر تخت پر بٹھا دیا

۱؎ علم ہندسہ کا ایک مشہور عالم تہا - فلاسفر بھی تہا - چوتھی صدی عیسوی مین تھیودوسیس
اعظم کے عہد سلطنت مین مر گیا -

۲؎ قسطنطنیہ کے ایک بادشاہ کا نام ہے سنہ ۵۳۹ء مین فوکس نے مروا
ڈالا -

تو مارس کی فوج اسلیئے باغی ہو گئی کہ اسنے ایک مجوسی کی مدد کر کے اتنے عیسائیون کی جانین سخت ضائع کین- فوکس[1] (جو اس فوج مین ایک نہایت ہی چھوٹے درجہ کا افسر تہا) نے بغاوت کی آگ کو یہان تک بھڑکایا کہ خود مارس کو قتل کر کے اسکے تخت پر بیٹھ گیا اور لطف یہ کہ جب پاپا گریگری[2] کو اس واقعہ کی اطلاع دی گئی تو اونہون نے فوکس کی حرکت پر نہایت خوشی ظاہر کی اور اسکو "یونیورسل بشپ" کا خطاب بھی عنایت فرمایا- اس زمانے مین مسیحیون کی سختی جو غیر مذہب والون پر تھی اسکے سبب سے اچھی مثال شارلمین[3] کی اس حکم سے پائی جاتی ہے جو اس نے سیکسن کی قوم کے لیے جاری کیا تہا اور جسکا مطلب یہ تھا کہ جو شخص بپتسمہ لینے سے انکار کریگا وہ واجب القتل خیال کیا جائیگا- سنہ ۷۷۲ء سے وہ لڑائیان شروع ہوین جو غزوات صلیبی

---

[1] مارس کو قتل کر کے سنہ ۶۰۲ء مین تخت پر بیٹھا لیکن سنہ ۶۱۰ء مین ہرقلوس گورنر افریقہ کے حکم سے قتل کیا گیا۔

[2] پاپا گریگری سنہ ۵۴۴ء مین پیدا ہوا سنہ ۵۹۰ء مین پوپ مقرر ہوا سنہ ۶۰۴ء مین مر گیا

[3] فرانس کے ایک بادشاہ کا نام ہے- ہارون الرشید اور مامون الرشید کا ہمعصر تہا سنہ ۷۴۲ء مین پیدا ہوا اور سنہ ۸۱۴ء مین مر گیا۔

کے نام سے مشہور ہین یہ وہ لڑائیان ہین جو تین سو برس تک مسیحیون
اور مسلمانون سے ہوتی رہین اور جسمین تمام یورپ اور ایشیا مائنر
کے عیسائیون نے متفق ہوکر اس امر کی کوشش کی کہ بیت المقدس
کو مسلمانون سے چھین لین۔ مسیحیون کے ساتھ مسلمانون کی
سلطنت مین ہمیشہ اچھا برتاؤ کیا گیا۔ نہ تو انکی مذہبی امورات
مین کسی قسم کی مداخلت کی گئی اور نہ کبھی ملکی معاملات مین مسلمانون کو
انپر ترجیح دیگئی۔ ان عیسائیون کو جو سلطنت اسلامی مین غیر ملکون
سے آتے تھے تمام ممالک محروسہ مین جانے آنے کی اجازت تھی
اور جو لوگ کہ مسلمانون کی سلطنت مین رہتے تے انکو قریب قریب
وہی حقوق حاصل تھے جو مسلمانون کو۔ قطع نظر اسکے مسلمانون نے
جیسا کہ سابق مین عرض کیا جا چکا ہے۔ عیسائیون کے معاملات
مذہبی مین کبھی دخل نہین دیا۔ اسلامی سلطنت مین کثرت سے
گرجے اور خانقاہین تہین اور خود بیت المقدس مین غیر ممالک سے
مسیحی زائرین کثرت سے آتے تھے۔ یہ لوگ مسلمانون کی حفاظت
مین سفر کرتے تھے قیام کی حالت مین انکے مہمان رہتے تھے
لیکن چلتے وقت مسلمانون کی طرف سے سخت نفرت اور حسد دل
مین لیتے جاتے تھے۔ گیارھوین صدی عیسوی مین بیت المقدس

ترکمانون کے قبضہ مین آگیا اور کچھہ عجب نہین کہ انکے ہاتھہ سے
مسیحی زائرین کو کچھہ تکلیفین بھی پہونچین ہون لیکن کسی ایسے مقام پر
جو سخت جدال و قتال کے بعد کسی غیر قوم کے قبضہ مین آگیا ہو ایسی
امن و امان کی امید رکھنا جو برسون کے انتظام اور تسلط کے بعد
نصیب ہوتا ہے بالکل نادانی ہے - ایسے معاملات آج کل کے
زمانہ مین بھی پیش آتی ہین اور قرن اوسط مین تو بالکل عام تھے
مسیحی جو مسلمانون سے خار کھائے ہوے بیٹھے تھے اور اپنی قوت اور
کثرت پر بھی نازان ہو رہے تھے ایسے ہی مواقع کے منتظر تھے
یہ خبر جیسے ہی روم مین پہونچی پاپاے اعظم اربان دوم[ا] نے ایک
کونسل قائم کی جو پلیس ٹیا کی کونسل کے نام سے مشہور ہے اس
کونسل مین پوپ نے عام طور پر مسلمانون سے جہاد کرنے اور
انسے بیت المقدس چھین لینے کا حکم دیا - مجاہدین کو ہر طرح کے
لالچ دی گئی - انکے تمام گناہ معاف کردیے گئے اور بہشت مین
جگہہ دینے کا بھی حتمی وعدہ کیا گیا - مسیحیون کا پہلا گروہ والٹر نامی
ایک شخص کی ہر گردگی مین بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا لیکن
راستہ ہی مین بلگیریا کے عیسائیون نے جو سخت وحشی تھے انکو گھیر کر

[ا] ۱۰۸۸ء مین پوپ مقرر کیا گیا ۱۰۹۹ء مین مرگیا -

مار ڈالا - ۱۰۹۶ء مین دوسرا لشکر جسمین چالیس ہزار سپاہی تھے پطرس کی ماتحتی مین روانہ ہوا - پہلے تو انہون نے بلگیریا[1] کے وحشی عیسائیون سے اپنے بھائیون کے خون کا بدلا لیا اور سات ہزار آدمی تہہ تیغ کیے - ایشیا مین قدم رکھتے ہی انہون نے سخت جلادی اور خونریزی پر کمر باندھ لی اور صغیر سن بچّون تک کو مار کر انکی لاشون کے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے - مسلمانون کی طرف سے بھی اسکا نہایت سرعت کے ساتھ جواب دیا گیا یعنی سلطان نے صرف پندرہ ہزار سوارون سے حملہ کر کے عیسائیون کو بالکل پس پا کر دیا - آخر مین انکا سردار کچھ لوگون کے ساتھ مسلمان ہو گیا اور باقیماندہ اسلامی سلطنت سے نکال دیے گئے -

تیسرا گروہ ایک جرمنی پادری کی سرداری مین بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا لیکن اس جماعت کو شوق شہادت کی جگہہ مینوشی اور صنم پرستی کا شوق ایشیا کی طرف کھینچ لیچلا تھا چنانچہ راستہ ہی مین انہون نے دل کے ولولے نکالنا شروع کر دیے تھے لیکن دالٹر کے ساتھیون کی طرح یہ بھی ہنگریا[2] کے وحشیون کے ہاتھ سے قتل کر ڈالے گئے

---

[1] یورپ کے ایک ملک کا نام ہے -

[2] یہ بھی یورپ کا ایک ملک ہے -

چوتھا گروہ پیشتر کی جماعتون کی طرح نہ تھا بلکہ انگلستان فرانس اور ہالنڈ سے لوگ آآ کر شامل ہوے تھے - ۱۰۹۸ء مین ان مجاہدین نے جنکی تعداد سات لاکھ تھی نیس اور انطاکیہ پر قبضہ کر لیا - انطاکیہ کے محاصرے کے زمانے مین عیسائی سپاہی تفریحاً مسلمانون کی لاشون کو پامال کیا کرتے تھے - ایک مقام پر محصورین کو صرف دکھانے کے لیے دو ہزار ترکون کے سر کاٹ ڈالے ایک مرتبہ پندرہ سو مسلمانون کی لاشین قبرون سے کھود کر پھینکدین - اس شدید خونریزی کے ساتھ مسیحیون کے لشکر مین عیاشی اور شرابخواری کی سخت کثرت تھی اور جیسے خود عیسائی مورخین بھی بیان کرتے ہین - بیشک اگر غزوات صلیبی کے زمانے مین کچھ بھی سچا اور حقیقی جوش مسیحیون مین ہوتا تو وہ ایسی پاک اور متبرک کام مین شریک ہو کر انسان کا گوشت کھانے سے ضرور باز رہتے !! ہان سچے اور حقیقی مذہبی جوش کی جگہہ تعصب اور نفسانیت ضرور موجود تھی - انطاکیہ پر قبضہ کرنے کے بعد عیسائیون نے قتل عام شروع کیا اور وہ واقعہ پیش آیا جو بنی اسرائیل نے مواب کے لوگون کے ساتھ کیا تھا[۱] لیکن صرف فرق اسقدر تھا کہ

[۱] مواب کی عورتون نے بنی اسرائیلیونکو ورغلان کر اونسے اپنے معبودونکو سجدہ کرایا تھا اور اونسے زنا کی مرتکب ہوئی تھین - اسی وجہ سے حضرت موسیٰ نے حکم دیکر تمام مرد اور عورتون کو قتل کر ڈالا تھا -

مواب کے بُت پرست گناہگار تھے اور انطاکیہ کے مسلمان محض
بے گناہ - عیسائیون نے مرد اور عورتون مین بوڑھے سے لیکر بچے
تک سب کو قتل کر ڈالا کہ تمام شہر مین کسی جانور تک کو زندہ نچھوڑا
ایک عیسائی مورخ جو خود اس موقع پر موجود تھا بیان کرتا ہے کہ
صحن مسجد مین گھٹنون تک خون تھا اور گھوڑون کی لجامون تک
پہونچ گیا تھا - ۱۰۹۹ء مین مسیحیون نے یروشلم پر قبضہ کیا اور ہزارہا
مسلمان مکانون اور شاہراہون پر قتل کیے گئے - عیسائیون نے
یہان ایک تازہ ظلم یہ کیا کہ کئی ہزار یہودیون کو انکے معابد مین
بند کر کے جلا کر خاک کر ڈالا - بیت المقدس پر قبضہ کر کے انھون نے
گاڈفری آف بولون کو وہان کا بادشاہ مقرر کیا - یہ جدید سلطنت یروشلم
مین کئی برس تک قائم رہی یورپ سے لوگ برابر کمک کو آتے
تھے اور رفتہ رفتہ ان لوگون نے بہت سے اسلامی مقامات
فتح کر لیے - ہر مقام پر مرد قتل کر ڈالے جاتے تھے اور عورتین
اور بچے گرفتار کر کے طوعاً اور کرہاً عیسائی بنائے جاتے تھے - اُس
زمانے مین مسلمان اپنے اندرونی معاملات کی وجہ سے کچھ ایسے کمزور
ہو رہے تھے کہ عیسائیون سے مقابلہ تو درکنار خود انکو اپنی سلطنت قائم
رکھنے مین سخت دقتین پیش آتی جاتی تھین لیکن آخر کار سلطان

اتابک زنگی نے کمر ہمت مضبوط باندھی اور عیسائیون کو مار کر نکالنا
لیکن ۱۱۴۶ء مین مسیحیون کی سازش سے بعض نمک حرامون نے سلطان
کو خوابگاہ مین قتل کر ڈالا - اتابک کے بعد اسکے بیٹے سلطان نورالدین
نے عیسائیون سے مقابلہ جاری رکھا اور بہت سے شہر انسے چھین لیے
نورالدین کے بعد سلطان صلاح الدین نے عیسائیون کو شکست
دیکر پھر یروسلم لے لیا - صلاح الدین کے یروسلم فتح کرنے کا واقعہ بھی
دلچسپی سے خالی نہین - جسوقت سلطان کا لشکر شہر کے قریب پہونچا
تو یروسلم کے اندر علاوہ اہل شہر اور مختلف پیشہ ور عیسائیون کے ساٹھ
ہزار سپاہی تھے - سلطان نے حملہ کرنے سے پیشتر عیسائیون سے
کہدیا کہ اگر وہ بغیر لڑے بھڑے بیت المقدس خالی کر دینگے تو انسے
کچھ تعرض نکیا جائیگا - لیکن ان کے گستاخانہ جواب پر سلطان کو
غصہ آگیا اور انہون نے قسم کھائی کہ وہ آج ان بیرحمون کا قصاص
لینگے جو بیت المقدس کے مسلمانون پر گاڈفری آف بولون کے سپاہیون
نے کی تھین - لڑائی شروع ہونے کے کچھ ہی عرصہ بعد مسیحی دل
ہار گئے اور سلطان سے رحم کی درخواست کی جسے انہون نے فوراً
منظور کر لیا اور اپنی فوج کو قتل اور غارت سے باز رکھا - سلطان نے
یونانیون اور شامی عیسائیون کو بیت المقدس مین رہنے کی اجازت

بھی دیدی اور لاطینی عیسائیون کو بھی اجازت تھی کہ اگر وہ اسلامی سلطنت
مین رہنا چاہتے ہین تو کوئی نہین مانع نہوگا البتہ مسیحی سپاہیون کے
لیے یہ حکم تھا کہ وہ اپنے عیال واطفال کولیکر یروشلم سے چلے جائین
اسکے ساتھ ہی ہر سپاہی کو دس دینار ہر عورت کو پانچ اور ہر لڑکے کو ایک
دینار شامی تاوان دینا پڑتا تھا ورنہ انہیں اسیری مین رہنا پڑتا
تھا لیکن یہ دھمکی صرف برائے نام تھی سلطان نے دس ہزار عیسائیونکا
زر فدیہ خود اپنے پاس سے دیا اور کئی ہزار کو بغیر کسی قسم کے معاوضہ
کے رہا کر دیا یروشلم کے ملکہ سبلا جب سلطان سے رخصت
ہونے لگے تو انھون نے اسے نہایت عزت سے رخصت کیا اور
اسکی مصیبت پر بہت کچھ ہمدردی ظاہر کی۔ ملکہ سبلا کے پیچھے بہت
سی عورتین اپنے بچّون کو گود مین لیے آتی دکھائی دین۔ انھون نے
رو رو کر سلطان صلاح الدین سے اپنے بھائیون اور خاوندکی
رہائی کی درخوست کی۔ سلطان نے انکی درخواست بھی منظور کرلی
اور بہت سے لوگون کو آزاد کر دیا اور باقی ماندہ کو عزت اور آرام سے
رکھنے کا وعدہ کیا۔ غزوات صلیبی مین مسیحی اور مسلمان دونون
فریق کے جوہر کھل گئے۔ جو شخص ذرا بھی تاریخ سے واقفیت رکھتا
ہے وہ خوب جانتا ہے کہ بیرحمی اور جلادی مین مسلمان بڑھے رہی

یا عیسائی - سلطان صلاح الدین نے جو اعلیٰ درجے کی فیاضی اور رحمدلی کا اظہار فتح بیت المقدس کے وقت کیا تھا اسکا بدلہ مسیحیون نے یہ کیا کہ فتح عکا کے بعد رچرڈ شیر دل بادشاہ انگلستان نے وہان کے تمام سلمانون کو ذبح کر ڈالا اسی شیر دل بادشاہ نے انگلستان نے چلتے وقت کئی ہزار یہودیون کو اس لیے قتل کیا کہ انہون نے مسیحیون کو غزوات صلیبی کے لیے روپیہ دینے مین کچھ تامل کیا تھا - الغرض ان صلیبی لڑائیون کا آخر تک یہی حال رہا ان مین مسیحیون نے کوئی دقیقہ خونخواری اور خونریزی کا نہین اوٹھا رکھا جسکے ساتھ ہی ان مذہبی لڑائیون مین عیاشی اور شرابخواری کی بہی سخت کثرت تہی - اسپر مسیحیون کا یہ حال تھا کہ دوسرے مذاہب کے لوگون سے سخت نفرت رکھتے تھے اور انکی طرز معاشرت اور اخلاقی حالت پر مضحکہ کرتے تھے لیکن مسیحیون کی اخلاقی حالت تو اسوقت معلوم ہوئی جب امریکہ سے کولمبس کے ہمراہی آتشک لگا لائے اور یورپ مین اس تیزی سے پہیلا دیا کہ مسیحیون کے سب سے مقدس پادری یا پاپ لیو دہم[له] اس مرض مبارک مین مبتلا ہو گئے اسی زمانے حضرات پادریین اور انکے متعلقین نے روپیہ پیدا کرنیکے

له ۱۴۷۵ء مین پیدا ہوا ۱۵۱۳ء مین پوپ مقرر ہو ۱۵۲۱ء مین مرگیا -

عجیب عجیب طریقہ ایجاد کیے تھے یعنی بیت المقدس کے کنواری مریم کا دودہ بوتلون مین بھر کر لاتے تھے اور یورپ مین اسکو نہایت گران قیمت پر فروخت کرتے تھے - علیٰ ہذا القیاس یورپین عیسائی بھی اوس زمانے مین ایسے راسخ الاعتقاد تھے کہ انہون نے پادریون سے کبھی یہ بھی نہ دریافت کیا کہ تیرہ سو برس کے بعد مقدس کنواری کا دودہ اس کثرت کے ساتھہ آپ حضرات کو کیونکر دستیاب ہوا - یروشلم کی خانقاہ مین ایک عجیب و غریب کارروائی کی گئی کہ روح القدس کی انگلی زیارت کے لیے یورپین مسیحیون کے سامنے پیش کی گئی -

سنہ ۱۲۰۳ء مین پوپ انوسنٹ چہارم نے دوسرے فرقون کے لیے ایک خاص طریقہ تادیب جاری کیا جوانکوئزیشن کے نام سے مشہور ہے - خود ہسپانیہ مین ہزارہا آدمی انواع واقسام کی اذیتین پہونچا کر ہلاک کیے گئے - سزا کا طریقہ یہ تہا کہ پہلے ایک دوشاخہ لکڑی مین مجرم کے پانون باندہ کر لٹکا دیتے تھے اور اس حالت مین پادری مجرم کو اپنے عقائد سے باز آنے کا حکم دیتا تہا - انکار کرنے پر اوس شخص کی دونون کلائیون مین رسی باندھکر چھت مین

---

۱ سنہ ۱۲۴۳ء مین پوپ مقرر ہوا سنہ ۱۲۵۴ء مین مرگیا -

لٹکا دیتے تھے اور پیرون مین ایک بھاری بوجھ باندھکر کئی گھنٹہ
تک اسی حالت مین چھوڑ دیتے تھے - بعدازان چند آدمی اسے
رسیون مین باندھکر چھت تک کھینچ لیجاتے تھے اور وہان سے
زمین پر چھوڑ دیتے تھے اسیطرح پھر اوپر کھینچ لیتے تھے - کئی بار یہ ترکیب
عمل مین لانے سے مجرم کے بند بند اُکھڑ جاتے تھے بعدہ وہ شخص
ایک قسم کی ناند مین چت لٹا دیا جاتا تھا جسمین نوکدار کھپاچین لگی
رہتی تھین جسکی وجہ سے اس شخص کی پیٹھ مین بہت گہرے زخم
پڑ جاتے تھے - اسی اثنا مین اسکے مُنہ مین ایک باریک کپڑا
ٹھونس دیا جاتا تھا اور پانی کے چھینٹے زور زور سے اوسکے مُنہ پر
دیے جاتے تھے یہان تک کہ وہ کپڑا اسکے حلق مین اُتر جاتا تھا
اور جب نزع کی حالت قریب ہوتی تھی تو وہ کپڑا ایک خاص ترکیب سے
جھٹکا دیکر حلق سے گھسیٹ لیا جاتا تھا جسکی ساتھہی خون کا فوارہ
منہ سے جاری ہو جاتا تھا - اگر کوئی سخت جان اسپر بھی نہ مرتا تو ایک
کڑھائی مین چربی ڈالکر اس شخص کے دونون تلوے تلدیے جاتے
تھے - اس مقام پر صرف ایک قاعدہ بیان کیا گیا دوسرے طریقے
اس سے بھی زیادہ وحشیانہ تھے لیکن حضرات پادریین ان جلادونکو
جائز رکھتے تھے اور اسکو بہت ہی اچھا خیال کرتے تھے سابق مین

یہودی ایک سخت قانون کی بدولت غلام بنائے ڈالے جا چکے تھے
لیکن ہسپانیہ اور اٹلی کی اسلامی سلطنتون مین انسی برادرانہ برتاؤ کیا جاتا تھا
ان اسلامی سلطنتون کی تباہی اور بربادی کے بعد عیسائیون نے ان پر بہ
سختیان شروع کین بہت سے لوگ اپنی جان کے خوف سے عیسائی ہوگئے
ہسپانیہ مین غریب یہودیون پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ عیسائی بچون
کی قربانیان چڑھاتے ہین۔ اس ملک کے ایک متعصب پادری
ٹرکومیڈا کے ورغلانے سے ملکہ اسابلہ نے سنہ ۱۴۸۱ء مین دو ہزار
آدمیون کو اندلس مین آگ سے جلوادیا اور سترہ ہزار آدمیونکو
مدت العمر کے لیے قید کردیا۔ ٹرکومیڈا نے مختلف شہرون مین
انکویزیشن قائم کیا اور اٹھارہ سال کے عرصہ مین ستانوے ہزار
تین سو اکتیس (۹۷۳۳۱) آدمیون کو ہلاک کیا۔ کچھہ عرصہ کے
بعد یہ حکم جاری کیا گیا کہ جو یہودی بپتسمہ لینے سے انکار کریگا وہ
جلاوطن کردیا جائیگا۔ اس سنگدل پادری نے شاہی فرمان
حاصل کرکے سلطنت ہسپانیہ کے تمام یہودیون کو جنکا شمار کئی ہزار
تک تھا جلاوطن کردیا اور اگر کوئی یہودی جلاوطنی اور فاقہ کشی

---

۱ کیسٹل کی ملکہ تھی غرناطہ اسکے زمانہ مین مسیحیون نے فتح کیا تھا سنہ ۱۴۵۱ء
مین پیدا ہوئی سنہ ۱۵۰۴ء مین مرگئی

کی مصیبتین برداشت نہ کرکے واپس آتا تھا تو اسکے لیے بھی قتل کا حکم دیا جاتا تھا۔ سیکڑون یہودی غربت اور مسافرت کی تکلیفون سے ہلاک ہوگئے۔ انکی حالت ایسی تھی کہ بعض رحمدل عیسائی بھی انکے حال پر افسوس کرتے تھے لیکن حضرات پادریین کا قطعی حکم تھا کہ یہودیون کے ساتھ کوئی شخص کسی قسم کا سلوک نہ کرے۔ خود انگلستان مین اس سے پیشتر رچرڈ اوّل[1] کے زمانے مین یہودیون کا قتل عام ہوچکا تھا بعد ازان ہنری سوم[2] کے زمانے مین جب اس بادشاہ سے اور امراے انگلستان سے بگڑی اور آخر کار لڑائی کی نوبت پہونچ گئی تو یہودی حالانکہ وہ کسی فریق کے طرفدار نہ تھے لیکن دونون جانب سے[3] خوب ہی لوٹے جلانے جاتے تھے۔ خیر یہانتک تو غنیمت تھا ایڈورڈ اول کے

[1] رچرڈ انگلستان کا ایک بادشاہ تھا۔ غزوات صلیبی مین اسنے بہت بڑا حصہ لیا تھا ۱۱۵۷ء مین پیدا ہوا ۱۱۹۹ء مین مرگیا۔

[2] یہ بھی انگلستان کا بادشاہ تھا۔ اسکے زمانہ مین خود امراے انگلستان سے سخت لڑائی ہوئی جو بیرنس وار کے نام سے مشہور ہی ۱۲۰۷ء مین پیدا ہوا ۱۲۷۲ء مین مرگیا

[3] یہ بھی انگلستان کا بادشاہ تھا۔ ہنری سوم کا بیٹا تھا ۱۲۳۹ء مین پیدا ہوا ۱۲۷۲ء مین تخت نشین ہوا ۱۳۰۷ء مین مرگیا۔

زمانے مین یہان سے بھی یہودی نکالے گئے - سنہ ۱۲۹۰ع مین بادشاہ نے یہ حکم دیدیا کہ جس یہودی کو عیسائی ہونے سے انکار ہو ہماری ملک سے نکل جائے - چنانچہ ہزارون یہودی اسطرح جلاوطن کر دیے گئے اور فرانس جاتے وقت راستے مین خوب ہی لوٹے گئے ایڈورڈ اول کے زمانے سے کرامول[1] کے زمانے تک یعنی تین سو ستر ۳۷۰ برس تک انگلستان مین یہودیون کا کہین نام ونشان تک نہ تھا - ہسپانیہ کی سلطنت جیسے ہی عیسائیون کے قبضہ مین آئی انہون نے زیادتیان شروع کردین - مسلمانون کے مذہبی معاملات مین ہر طرح کی روک ٹوک کیجانے لگی اور اکثر لوگون کو زبردستی تبپسمہ دیا گیا - چند مسلمانون نے اس سختی سے تنگ آکر بعد ہتھیار اٹھائے اسپر عیسائیون کو ایک حیلہ ہاتھ آگیا اور انہون نے اس امر کا اعلان کیا کہ اگر مسلمین اندلس عیسائی ہونے سے انکار کرینگے تو انکی سزا قتل ہوگی - اکثر مسلمانون نے بھاگ کر کوہستان مین پناہ لی اور باقیماندہ زبردستی عیسائی بنا گئے ان بیچارون کی یہ حالت تھی کہ خوف کے مارے گرجون مین

[1] یہ وہ شخص ہے جسنے چارلس اول بادشاہ انگلستان کو قتل کر کے اس ملک مین سلطنت جمہوری قائم کی تھی سنہ ۱۵۹۹ع مین پیدا ہوا سنہ ۱۶۵۸ع مین مرگیا۔

جاتے تھے اور گھر مین آکر نماز پڑھا کرتے تے - یہ ظاہری عیسائی
جو درصل اپکے مسلمان تھے بڑی شک کی نگاہ سے دیکھے جاتے
جاتے تھے اور زرا سی بات پر انھین سخت تنبیہ کیجاتی تھی جن
مسلمانون نے بھاگ کر کوہستان مین پناہ لی تہی انپر حملہ کیا گیا اور
اور سپاہیون نے مردون کے علاوہ عورتین اور بچون تک
کو قتل کیا اور بعض کو دہوین مین گھونٹ کر ہلاک کر ڈالا - ایک
مرتبہ عیسائیون نے ایک مسجد بارود سے اُڑا دی جسمین کئی ہزار
عورتین اور بچوں نے پناہ لی تھی - یہودیون کے بعد اب مسلمانون
کی باری تہی - باقی ماندہ مسلمانون کے لیے ۸ - فروری سنہ ۱۵۰۲ء
مین ایک فرمان اس مضمون کا جاری کیا گیا کہ جو مسلمان عیسائی
ہونے سے انکار کریگا وہ دو مہینے کے اندر ہسپانیہ سے جلا وطن
کردیا جائیگا - ان خانمان برباد لوگون کی تعداد دو لاکھ تھی
ڈریپر صاحب اپنی کتاب مین لکھتے ہین کہ مسلمانون کی حالت
یہودیون سے بہی زیادہ خراب تھی کیونکہ اُن لوگون کو یہ اختیار دیدیا
گیا تہا کہ جہان جی چاہے جائین لیکن مسلمانون کو اسکی بہی اجازت
نہ تہی کہ وہ اسلامی سلطنتون مین جاکر بود و باش اختیار کرین -
اندلس کے عیسائیون کے تعصب کی یہ کیفیت تھی کہ بعض گورنمنٹ

کو اس امر پر آمادہ کرتے تھے کہ اگر تمام مسلمان اپنی شرمناک عقاید
کی وجہ سے قتل کیے جائین تو مناسب ہوگا۔ فتح غرناطہ کے وقت
عیسائیون نے وعدہ کیا تھا کہ وہان کے مسلمانون کے ملکی حقوق
اسیطرح بحال رہینگے اور انکی مذہبی معاملات مین کسی قسم کا تعرض نہ کیا
جائیگا لیکن انکی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد کارڈنل ہمنیس کی
ایما سے عیسائیون نے یہ عہدنامہ فسخ کر ڈالا۔ اور آخر مین یہان
کے غریب مسلمانون کو ہمیشہ کے لیے جلاوطن بھی کر دیا یہ ان
احسانات کا بدلہ تھا جو مسیحیون پر مسلمانون نے اپنے زمانہ
سلطنت مین کیے تھے۔ ۱۵۱۷ء مین لوتھر نے مذہب قدیمہ
مین تغیر و تبدل کر کے ایک نئے فرقہ کی بنا ڈالی جو پراٹسٹنٹ
کے نام سے مشہور ہے۔ لوتھر کا یہ خیال تھا کہ تمام دنیا کے
علوم انجیل مقدس مین موجود ہین اس لیے انکے نزدیک کسی
شخص کو کوئی دوسری کتاب پڑھنے کی ضرورت نہ تھی۔ لوتھر کے
زمانے کے بعد عیسائیون کو زمانہ سابق کے لحاظ سے غیر مذاہب
کے لوگون پر ظلم کرنے کا بہت موقع ملا۔ اس زمانے سے
خود پراٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک ایک دوسرے کا گلا
کاٹنے پر تلے ہوے تھے لیکن اس فرقہ جدیدہ کو جب کلیسای

روم پر فروغ حاصل ہوا تب ہی مسیحیون کے ظلم و جور مین
کچھ فرق نہ آیا بلکہ غیر مذہب والون پر ویسی ہی سختیان ہوتی
رہین اور بقول سید امیر علی صاحب " عیسائیون کے جدید
فرقون مین باہم کلیسائے روم سے اعتقادات مذہبی اور
مسائل دینی مین چاہی جیسا اختلاف ہو لیکن اس بات مین
خاص وہ متفق الرائے اور متفق اللفظ تھے کہ جو قومین دین مسیحی
کے دائرے سے باہر ہین ان سے کوئی سلسلہ مواجب
حقوق مشترکہ کا قائم رکھنا یا کسی قسم کے فرائض انکی نسبت
بجالانا حرام مطلق ہے "

غلط نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷	۱۴	تادیلات	تادیلات سے	〃	۹	ہنت اللحم	بیت اللحم
۱۱	۱۳	حکم "دیاکہ"	حکم دیاکہ	〃	۱۰	بھی	بہ
۱۵	۱۶	راہیون	راہبون	۱۰۷	۸	شوریا	شوربا
۱۶	۲	یونوس	پولوس	〃	۱۰	اہنیت	اہمیت
〃	۷	مضلوب	مصلوب	۱۰۹	۱۴	گئنی	گئی
۳۱	۱۲	کہ جواب	جواب	۱۱۰	۴	ٹرا	بڑا
〃	۱۳	فرقر	فرقہ	〃	۱۶	حلال	جلال
۳۲	۹	مقدمہ	مقدسہ	۱۱۱	۷	کرلیتے ہین	کرلینے مین
۴۳	۷	چوڑای	چوڑی	۱۱۲	۹	دلیوس	ڈیوس
〃	۹	بات	بابت	〃	〃	برے	ٹرے
〃	۱۲	طرف سی	طرف	۱۱۴	۶	بھ	پھر بھی
۷۵	۱۱	پوچہہ	پوچھہ	۱۱۹	۱۴	ہینے	سلے
〃	۳	پھر	پر	۱۲۷	۱۴	آئی	آجائی
۷۷	۲	بگر	مگر	۱۲۸	۱	سے	اسی
〃	۹	ہلا	بلا	〃	۸	یرلیس	ایرلیس
۷۸	۱۲	جسن	جس	〃	۱۵	کیے	کیے "
۸۰	۴	ہین	ہین سلہ	۱۲۹	۱	بنا	بنایا
۹۲	۴	جبدؔ	جسدؔ	۱۴۱	۱۱	کفار	کفار ذمی
〃	۹	گول	کول	۱۴۹	۱۱	کوکشت	گوشت
۹۸	۱۳	بیان ہوی ہین	ہے	۱۵۲	۱۰	بلیس شیا	بلین شیبا
۱۰۲	۱	جہوٹا	چھوٹا	〃	۱۵	ہرگردگی	سرگردگی
〃	۷	ہوتا	ہوتا	۱۶۳	۱۵	بیماردن	بیچاردن
۱۰۶	۲	بداللہ	یداللہ	۱۶۵	۱۵	بہت	بہت کم
۳۰۱	۱۵	کمایگا	نہ کمایگا	۱۱۳	۶	ایسے جنا ایسے	ایسے لیسے
۳۰۶	۹	اور مباحثہ	مناظرہ اور مباحثہ				